حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے نایاب ملفوظات کا خوبصورت مجموعہ

دُررِ نظامی
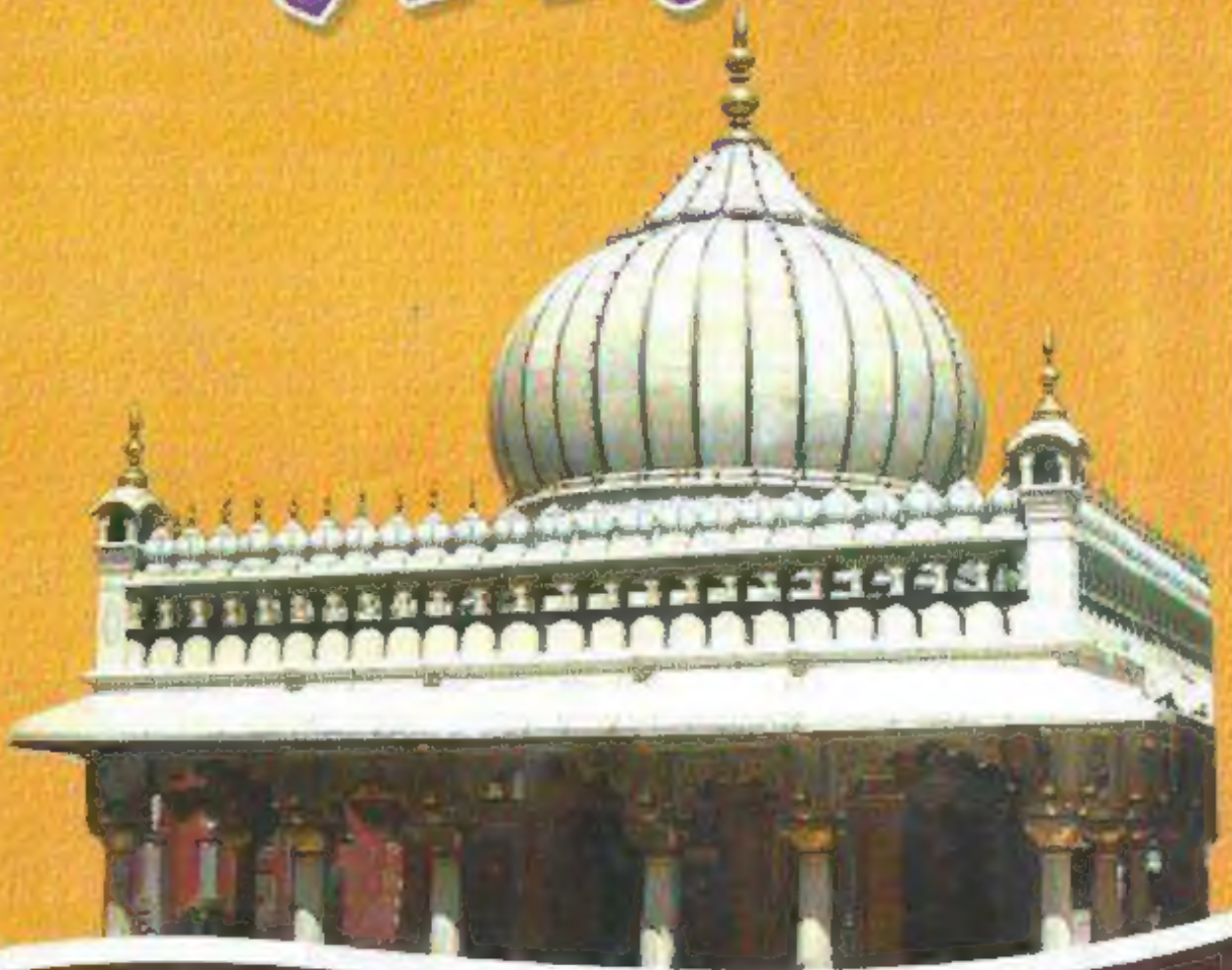
موسومہ

گفتارِ محبُوب

مرتبہ

حضرت مولانا علی محمود بن جاندار علیہ الرحمۃ

مترجم

صاحبزادہ محمد یسین صاحب نظامی خواجہ زادہ محبوب الٰہی

دُرِّ نظامی
موسومہ
گفتار محبوب
مرتبہ حضرت مولانا علی محمود بن جاندار علیہ الرحمۃ
مترجمہ صاحبزادہ محمد یٰسین علی صاحب نظامی خواہرزادہ محبوب الٰہی
ادارہ پیغام القرآن
۴۰۔ اُردو بازار، لاہور

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نُورِ خدا ❁ ناقصاں را پیرِ کاملِ کاملاں را راہنما

نام کتاب .... دُرّ رِ نظامی

ملفوظات .... حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ .... صاحبزادہ محمد یٰسین علی صاحب نظامی

پروف ریڈنگ .... صاحبزادہ محمد عرفان تو گیروی

اہتمام اشاعت .... محمد محسن

کمپوزنگ .... ہجویری ایڈورٹائزرز

سال اشاعت 2012ء

تعداد 500

طابع .... غلام مصطفےٰ پریس، لاہور

قیمت 300/-

ملنے کا پتہ

حسیب پبلشنگ ہاؤس

ایوانِ علم پلازہ اُردو بازار لاہور

فہرست

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ نظام الدین سلطان الاولیاء، سراج السالکین، شیخ طریقت، نظام الحق والحقیقتہ والشرع والدین، عماد الحق والدین فخر العشاق والموحدین، تاج المحسنین والمحبوبین، سلطان المشائخ، امام شریعت، خضر راہ حقیقت، کاشف اسرار رحمانی، عالم علوم ربانی۔

آباؤ اجداد:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد بخارا کے رہنے والے تھے۔ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان بخارا سے ہجرت کر کے پہلے لاہور آیا پھر لاہور سے بدایوں سکونت اختیار فرمائی۔ آپ کا سلسلہ نسب پندرہ واسطوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کے دادا سید علی بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے چچا زاد بھائی حضرت سید عرب رحمۃ اللہ علیہ دونوں بزرگ اپنے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ بخارا سے ہجرت کر کے بدایوں میں آباد ہوئے تھے۔ سید عرب رحمۃ اللہ علیہ کا پیشہ تجارت تھا اور اس پیشہ سے انہوں نے خوب دولت کمائی تھی ان کا شمار دولت مندوں میں ہوتا تھا۔ مشہور مورخ خافی خان کا کہنا ہے کہ سید عرب رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

والد گرامی:

آپ کے والد ماجد کا نام سید احمد تھا جو سید علی بخاری کے بیٹے تھے طریقت میں اپنے والد ہی کے مرید و خلیفہ تھے سید احمد نیک سیرت اور صاحب فضل و کمال تھے۔ حضرت سید عرب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید علی بخاری رحمۃ اللہ علیہ دونوں بزرگ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔ دونوں بزرگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور اپنے خاندانی رشتے کو مزید مضبوط و مستحکم کرتے ہوئے حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی شادی سیدہ زلیخا رحمۃ اللہ علیہا سے کر دی۔

والدہ ماجدہ:

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سیدہ زلیخا تھا جو سید عرب کی بیٹی تھیں۔ جو زہد و تقویٰ

میں کمال درجہ رکھتی تھیں، عبادت گزار اور شب بیدار تھیں۔ اپنے وقت کی ولیہ کاملہ تھیں اور ان کو اپنے وقت کی رابعہ بصری کہا جاتا تھا۔

ولادت:

حضرت نظام الدین اولیاء کی ولادت بروز بدھ بعد طلوع آفتاب بتاریخ ۲۷ صفر ۶۳۶ھ بدایوں میں ہوئی۔ ولادت کے بعد آپ کا نام حضور نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک کی مناسبت سے محمد رکھا گیا۔ مگر دُنیا میں آپ نے اپنے القابات سے سلطان المشائخ، محبوب الٰہی، سلطان السلاطین، سلطان الاولیاء اور نظام الدین اولیاء سے شہرت پائی۔

شجرۂ نسب:

آپ کا شجرہ نسب یوں تحریر ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بن سید احمد بن سید علی البخاری بن سید عبداللہ بن سید حسن بن سید علی بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر بن امام علی ہادی نقی بن امام، محمد تقی الملقب بہ جواد بن حضرت امام علی رضا بن حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام علی الملقب بہ زین العابدین بن حضرت سیدنا امام حسین بن حضرت امام الاولیاء سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

بچپن کا صدمہ:

ابھی آپ کی عمر مبارک پانچ برس کی تھی کہ والد ماجد وصال فرما گئے ان کو بدایوں میں ساگرتال کے نزدیک سپردخاک کر دیا گیا۔ ایک مدت تک سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کا نشان باقی رہا مگر چونکہ قبر پر کوئی عمارت قائم نہ تھی اس لئے خدشہ تھا کہ کہیں رفتہ رفتہ قبر کا نشان نہ مٹ جائے۔ آخر ۱۱۸۴ھ میں روہیل کھنڈ کے حکمران حافظ رحمت خان نے اپنی عقیدت واحترام کا اظہار کرتے ہوئے قبر کے گرد چار دیواری تعمیر کروائی اور اس کے اوپر ایک گنبد بھی تعمیر کروایا جس سے سید احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر ایک عالی شان عمارت تعمیر ہوگئی۔ اس کے علاوہ حافظ رحمت خان نے مزار مبارک کے ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کرائی۔

آپ کی تعلیم:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا جب وصال ہوگیا تو آپ

کی تعلیم و تربیت و پرورش کی تمام تر ذمہ داری آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ زلیخا رحمۃ اللہ علیہا پر آن پڑی جو نہایت سمجھدار اور دیندار خاتون تھیں۔ عابدہ و زاہدہ تھیں۔ ان سے بہت سی خوارق و کرامات ظاہر ہوئیں۔ یہ بہت دولت مند گھرانے کی بیٹی تھیں مگر وضع داری کا یہ عالم تھا کہ دولت مند بھائیوں نے اپنی بہن کی مالی مدد کرنی چاہی تو انکار کر دیا اور گھر کی گزر بسر کے لئے سوت کاتنا شروع کر دیا۔ اس سے جو معاوضہ ملتا اس سے گھریلو اخراجات چلاتی تھیں اس کے باوجود گھر میں اکثر اوقات کئی دن فاقہ بھی رہتا تھا مگر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کمسن ہوتے ہوئے بھی کبھی کھانے کے لئے ضد نہیں کیا کرتے تھے اور صبر و برداشت کا مظاہرہ فرماتے تھے جس روز گھر میں فاقے کی نوبت آتی اور آپ اپنی والدہ ماجدہ سے کھانا طلب فرماتے تو آپ کی والدہ ماجدہ فرماتیں کہ بیٹا! آج ہم اللہ کے مہمان ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب میری والدہ ماجدہ مجھ سے یہ فرماتیں کہ آج ہم اللہ کے مہمان ہیں تو ان کی یہ بات سن کر مجھے بہت لطف آتا تھا اور میں اس انتظار میں رہتا تھا کہ میری والدہ ماجدہ کب فرماتی ہیں کہ ہم اللہ کے مہمان ہیں اس لئے کہ ان کے اس فرمانے سے مجھے جو لطف و سکون محسوس ہوتا تھا وہ بیان سے باہر ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو قرآن پاک پڑھنے کے لئے مدرسہ میں داخل کرا دیا چونکہ آپ پر اللہ کا خصوصی فضل و کرم تھا اس لئے آپ نے بہت جلد قرآن پاک حفظ کر لیا اس کے بعد آپ نے مزید دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے مولانا علاء الدین اصولی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شمولیت اختیار فرمائی۔ آپ کے استاد محترم نے آپ کے علمی ذوق و شوق کو دیکھتے ہوئے آپ پر خصوصی توجہ دی۔ ابتدائی دینی تعلیم کے بعد فقہ حنفی کی مشہور کتاب "قدوری" پڑھانا شروع کی۔ اہمیت کی حامل یہ کتاب جب اختتام پذیر ہونے لگی تو استاد محترم نے فرمایا، بیٹا اب تم ایک مستند اور معتبر کتاب ختم کر رہے ہو اس لئے اب ضروری ہے کہ اپنے سر پر دانائی کی دستار بندھواؤ۔ استاد محترم کی بات سن کر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی اور پھر جب مدرسہ سے رخصت ہو کر گھر تشریف لائے تو اپنی والدہ ماجدہ کو یہ بات بتائی کہ استاد محترم نے یہ فرمایا ہے کہ "قدوری" ختم کرنے سے قبل اپنے سر پر دستار بندھواؤں۔

والدہ ماجدہ نے یہ بات سنی تو بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا بیٹا! تمہیں اس بارے میں فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں کہ دستار بندی کی تقریب کا اہتمام کرنے کے لئے اخراجات کہاں سے آئیں گے اللہ مسبب الاسباب ہے وہ ضرور کوئی نہ کوئی سبب پیدا فرما

دے گا۔ انشاء اللہ تمہارے استاد کی خواہش کو پورا کیا جائے گا۔ پھر آپ کی والدہ ماجدہ نے خود اپنے ہاتھوں سے سوت کات کر اس سے کپڑا تیار کیا اور اس کی دستار بنائی اس کے ساتھ ساتھ شب و روز سوت کاتنے میں مشغول ہو گئیں اور پہلے سے زیادہ محنت کرنے لگیں تاکہ سوت بازار میں فروخت کر کے دستار بندی کی تقریب کے اخراجات کے لئے کچھ رقم اکٹھی کر لی جائے۔ ادھر والدہ ماجدہ اپنے پیارے بیٹے کی دستار بندی کی غرض سے رات دن سوت کاتنے میں مشغول تھیں اور ادھر عظیم المرتبت بیٹا پڑھائی کرنے میں مصروف تھا پھر جلد ہی وہ دن بھی آ گیا کہ جب آپ نے فقہ حنفی کی یہ کتاب ختم کر لی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے بیٹے کی دستار بندی کی تقریب کا اہتمام کیا شہر کے جید اور ممتاز علماء کرام کو اس تقریب میں مدعو کیا گیا۔ مہمانوں کے لئے طعام کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ اس مجلس پاک میں آپ کے سر مبارک پر دستار فضیلت باندھی گئی ایک روایت میں آتا ہے آپ کے سر مبارک پر حضرت خواجہ علی رحمۃ اللہ علیہ نے دستار فضیلت باندھی جو کہ اس وقت اولیاء اللہ میں سے تھے اور حضرت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے صاحب کرامت ولی اللہ تھے۔ ایک اور روایت کے مطابق آپ کے استاد محترم مولانا علاء الدین اصولی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے سر مبارک پر دستار باندھی تھی۔ دستار بندی کے بعد حضرت خواجہ علی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں دُعا کی اور فرمایا، یا اللہ! نظام الدین کو علماء کرام کی صف میں شامل فرما اور اپنے فضل و کرم سے بلند مرتبہ پر فائز فرما۔ اس کے بعد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اس مجلس پاک میں موجود دیگر بزرگوں کی دست بوسی کی سعادت حاصل کی اور ان بزرگوں کی دعاؤں کے سائے میں تقریب ختم ہوئی۔

قرآن حدیث کی تعلیم کی تکمیل:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مزید دینی تعلیم کے حصول کی غرض سے اپنی والدہ ماجدہ اپنی ہمشیرہ اور اپنے ایک عزیز بزرگ حضرت عوض کے ہمراہ بدایوں سے دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ دہلی ان دنوں علماء و فضلاء کا مرکز تھا نامور علماء کرام اس شہر میں موجود تھے اور خلق خدا کو فیض یاب کر رہے تھے۔ اس سفر کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفر کے دوران جب ہم جنگل بیابان سے گزرے اور کہیں شیر یا چور کا خطرہ درپیش ہوا تو میرے عزیز بزرگ حضرت عوض بلند آواز میں پکارتے کہ اے

پیرا تشریف لائیے۔اے پیر تشریف لائیے۔ جب رات بھر کے اس جنگل کے سفر کے بعد صبح ہوئی اور ہم اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کون سے پیر کو پکارتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو پکارتا تھا یہ سن کر میرے دل میں شیخ شیوخ العالم کی محبت وعقیدت پیدا ہوگئی۔

دہلی میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا شمس الدین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شمولیت اختیار فرمائی مولانا شمس الدین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے عربی زبان کی دقیق ترین کتاب ''مقامات حریری'' پڑھی اور اس کتاب کے چالیس مقامے حفظ کئے۔ آپ نے تقریباً دو برس تک مولانا شمس الدین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا۔ اس عرصہ میں آپ نے عربی زبان پر بھی عبور حاصل کر لیا۔ آپؒ میں یہ کمال خوبی پائی جاتی تھی کہ آپ کا حافظہ بہت مضبوط تھا جو چیز یاد کر لیتے اسے بھولتے نہ تھے۔ علم کے حصول کا ذوق و شوق اور جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا بڑی دلجمعی اور لگن سے علم کی پیاس کو سیراب کرنے میں مشغول رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کی علمی قابلیت، دانشمندی، معاملہ فہمی اور دانشوری کی شہرت علماء و مشائخ اور طالب علموں میں عام ہوگئی ہر مشکل مسئلے کا جواب آپ فوراً دلائل کی روشنی میں دیتے جس سے سننے والے دنگ رہ جاتے اور آپ کی علمیت کے قائل ہو جاتے تو عمری ہی میں لوگوں نے آپ کو مولانا نظام الدین بحاث شکن ومحفل شکن کے خطاب سے نوازا اور یہ آپ کی علمی قابلیت کا اعتراف تھا جس کا لوگ اظہار کرتے تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث کی تعلیم اپنے وقت کے مشہور اور کامل ترین بزرگ اور عالم دین مولانا کمال الدین سے حاصل کی۔ علم حدیث و روایات کو پڑھا اور مشہور کتاب ''مشارق الانوار'' کو حفظ کر لیا۔ مولانا کمال الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد خاص پر خصوصی توجہ فرمائی اور تھوڑے ہی عرصہ میں علم حدیث کے فن میں کامل کر دیا۔ مولانا کمال الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ آپ کے استاد تھے۔ جو علم و فضل میں کمال درجہ رکھتے تھے دل میں دنیا کی رغبت ہرگز نہ تھی۔ ان کے علم و فضل، صلاحیت و قابلیت، نیک نامی اور دیانتداری کا شہرہ ہندوستان کے فرمانروا سلطان غیاث الدین بلبن تک بھی پہنچا تو سلطان چونکہ اللہ کے نیک بندوں سے حسن ظن رکھتا تھا اس لئے اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ مولانا کمال الدین زاہد کو اپنا امام مقرر کرے چنانچہ اس مقصد کے لئے اس نے مولانا کو

پیغام بھیجا کہ اگر آپ تشریف لائیں تو یہ میری بڑی خوش بختی ہو گی۔ اس پیغام کو سن کر مولانا سلطان غیاث الدین بلبن کے دربار میں تشریف لے گئے بادشاہ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا، میں آپ سے بے حد عقیدت رکھتا ہوں آپ کا معتقد ہوں۔ آپ کا یہ مجھ پر بہت بڑا کرم ہو گا اور یہ میری بہت خوش نصیبی ہو گی کہ آپ ہماری امامت قبول فرمالیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے مجھے یقین کامل ہو جائے گا کہ اللہ کی بارگاہ اقدس میں میری نماز کو ضرور قبولیت کی سند حاصل ہو گی۔ مولانا کمال الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کی طرف دیکھا اور فرمایا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں اور جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو وہ کسی دوسرے کو کیا دے سکتا ہے۔ لے دے کر صرف ایک نماز ہی میرے پاس ہے۔ کیا بادشاہ چاہتا ہے کہ مجھ سے یہ بھی چھین لے مگر میں یہ گزارش کروں گا کہ میری نماز میرے پاس رہنے دی جائے۔ سلطان غیاث الدین بلبن نے مولانا کا یہ جواب سنا تو وہ ہکا بکا رہ گیا اور کوئی جواب نہ دیا دربار میں طلب کرنے پر مولانا سے معذرت کی اور ان کو عزت واحترام سے رخصت کر دیا۔ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عرصہ تک مولانا کمال الدین زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کی اور اپنی علمی تشنگی کو سیراب کیا۔

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں جس جگہ سکونت پذیر تھے اس جگہ کے پاس ہی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ تھی اور آپ اکثر ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اسی جگہ پر آپ کو ان کی زبانی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت و مرتبہ کے بارے میں پتہ چلتا رہتا تھا اور آپ غائبانہ طور پر شیخ شیوخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد اور عقیدت مند ہو گئے تھے اور آپ کے دل میں یہ خواہش غلبہ پانے لگی کہ حضرت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی جائے چنانچہ آپ اپنے دل کی خواہش سے مغلوب ہو کر پاکپتن شریف روانہ ہو گئے جب حضرت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دیکھتے ہی یہ شعر پڑھا۔

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

ترجمہ ''تیری فرقت کی آگ نے قلوب کو کباب کر دیا اور تیرے شوق کے سیلاب نے جانوں کو برباد کر دیا۔''

تھوڑی دیر تک گفت وشنید ہوتی رہی پھر آپ نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے شفقت و محبت سے نوازا۔ پھر جب رات کا وقت ہونے لگا تو حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے شفقت و محبت سے نوازا۔ پھر جب رات کا وقت ہونے لگا تو حضرت بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس طالب علم کے لئے جماعت خانے میں چارپائی کا انتظام کیا جائے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مریدین جماعت خانے کے اندر زمین پر سوتے تھے لیکن بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر آپ کے سونے کے لئے جماعت خانہ میں چارپائی کا انتظام کیا گیا اور چارپائی بچھا دی گئی مگر حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ دوسرے مریدین کی طرح فرش پر ہی لیٹ گئے۔ دل میں یہ خیال آیا کہ اس فرش پر بہت سے حافظ قرآن، اللہ تعالیٰ کے عشاق اور برگزیدہ بندے استراحت فرمارہے ہیں۔ میں ان کی موجودگی میں کس طرح چارپائی پر لیٹ سکتا ہوں۔ میں تو ہرگز چارپائی پر نہیں لیٹوں گا۔ آپ کی چارپائی کو خالی دیکھ کر جماعت خانہ کے کسی خادم نے مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو بتا دیا کہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ تو فرش پر لیٹے ہوئے ہیں اس پر مولانا نے فرمایا کہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر کہو کہ تم اپنی مرضی کرو گے یا مرشد کے حکم پر چلو گے۔ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ بات بتائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ میں تو مرشد کے حکم پر عمل کروں گا۔ اسی دوران مولانا بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لے آئے اور آپ کی بات سن کر فرمایا تو پھر اٹھو اور چارپائی پر سو جاؤ۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کا اس بارے میں کیا حکم ہے کہ میں اپنی تعلیم کو جاری رکھوں یا درود و نوافل میں مشغول ہو جاؤں؟ شیخ شیوخ العالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میں کسی کو تعلیم حاصل کرنے سے منع نہیں کرتا وہ بھی جاری رکھو اور یہ بھی کرو۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک غلبہ پالے۔ درویش کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس قدر علم ضرور حاصل کرے کہ جس سے شریعت مطہرہ کے بارے میں آگاہی رہے تاکہ شیطان کے مکروفریب سے کسی دھوکہ میں نہ پڑے اور راہ حق سے بھٹک نہ جائے۔

اس کے بعد حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو گاہے بگاہے ظاہری و باطنی علوم سے نوازا اور آپ پر خصوصی شفقت فرمائی مرشد کے زیر سایہ آپ نے قرآن پاک کے چھ پارے تجوید و قرات کے ساتھ پڑھے اور شیخ ہی کے حلقہ درس میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی تصنیف "عوارف المعارف" کے چھ باب پڑھے۔ اس کے علاوہ مرشد

پاک نے آپ کو ابوشکور سالمی کی "تمہید" بھی شروع سے آخر تک پڑھائی۔

رہائشی مشکلات اور اللہ کی مدد:

پاکپتن شریف سے واپسی کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی میں تشریف لائے تو چونکہ اس شہر میں آپ کا کوئی ذاتی مکان نہ تھا۔ اس لئے ایک سرائے میں قیام فرمایا، کچھ دنوں تک اس سرائے میں رہے پھر دہلی کے ایک امیر شخص روات عرض کا مکان خالی ہوا جو کہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے نانا تھے تو حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اس گھر میں منتقل ہو گئے۔ یہ گھر بہت بڑا تھا اس کی تین منزلیں تھیں اس کی پہلی منزل میں سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہائش پذیر تھے جبکہ دوسری اور تیسری منزل حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے لے لی۔ دوسری منزل پر اپنی رہائش رکھی اور تیسری منزل اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے لئے مخصوص کر دی۔ اس منزل میں کھانا وغیرہ پکانے کا اہتمام بھی کیا جاتا تھا۔ ابھی اس مکان میں رہائش رکھے آپ کو تھوڑی مدت ہی ہوئی تھی کہ روات عرض کے بیٹے جو کہ اپنی جاگیروں پر گئے ہوئے تھے واپس آ گئے اور اپنا مکان فوری طور پر خالی کر دینے کے لئے کہا وہ اس مکان میں رہنے والوں کو اتنی مہلت دینے کے لئے تیار نہ تھے کہ وہ اپنے لئے کوئی دوسرا مکان تلاش کر لیں چونکہ جاگیردار تھے اور حکومت میں بھی اپنا اثر ورسوخ رکھتے اس لئے کوئی بھی بات سننے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اس کے ساتھ انہوں نے حکومت کے کارندوں کو بھی بلوا لیا اور فوری طور پر مکان خالی کروانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس صورتحال کو دیکھ کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے مجبوراً مکان کو خالی کر دینا مناسب سمجھا اور اس حالت میں مکان سے باہر نکل آئے کہ آپ کے عقیدت مندوں نے اپنے سروں پر آپ کی کتابیں اٹھائی ہوئی تھیں ان عقیدت مندوں میں حضرت سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے ان کتابوں کے علاوہ گھر میں اور کوئی سامان نہ تھا۔

مکان سے باہر نکل کر اس شش و پنج میں پڑ گئے کہ کوئی ٹھکانہ تو ہے نہیں اس حالت میں کہاں جائیں تھوڑی دور سراج دکاندار کا گھر تھا جس کے سامنے ایک مسجد تھی جسے چھپر والی مسجد کہا جاتا تھا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وقت اور تو کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اس میں چلتے ہیں چنانچہ آپ کے عقیدت مندوں نے آپ کی کتابیں اس مسجد کے اندر رکھ دیں اور آپ نے مسجد میں قیام فرمایا آپ کے مخلص عقیدت مند

سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ مسجد کی سیڑھیوں پر رات بسر کی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت ملاحظہ فرمائیے کہ رواۃ عرض کے بیٹوں نے اپنی دولت واقتدار کے گھمنڈ میں جس بے دردی کے ساتھ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے عقیدت مندوں کو مکان سے نکالا تھا اسی رات اس مکان میں آگ بھڑک اٹھی۔ آگ پر قابو پانے کی بہت کوشش کی گئی لیکن آگ پر قابو نہ پایا جاسکا تھوڑی ہی دیر میں بلند وبالا عمارت جل کر راکھ ہوگئی اور ملبے کا ڈھیر بن گئی۔ یہ یقیناً حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے صبر و برداشت کا نتیجہ اور اولیاء اللہ تعالیٰ کے مخالفین کے لئے ایک تازیانہ عبرت تھا جو دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھا اور محسوس کیا۔

آپ کا عقیدت مند سعد کاغذی:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس حال میں دیکھ کر دل گرفتہ ہوگیا اور اصرار وگریہ زاری کرتے ہوئے بڑی عزت واحترام کے ساتھ آپ اور آپ کے تمام عقیدت مندوں کو اپنے گھر لے گیا چونکہ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ مسجد سے کسی طور اب کسی کے گھر منتقل ہونے کے لئے راضی نہیں ہوتے تھے۔ اس لئے سعد کاغذی نے بڑی مشکل سے آپ کو راضی کیا۔ حضرت سید محمد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ ور ان کے اہل و عیال کے لئے اس نے الگ گھر لے کر دیا جبکہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے گھر کی بالائی منزل میں ٹھہرایا۔ آپ نے تقریباً ایک ماہ تک اس گھر میں قیام کیا۔ اس کے بعد آپ نے اس مکان کو چھوڑ دیا اور پل قیصر کے نزدیک واقع رکاب دار کی سرائے کے ایک گھر میں قیام فرمایا۔ آپ کے عقیدت مند سید کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کو جب آپ کی نقل مکانی کا علم ہوا تو وہ بھی اپنے اہل وعیال کے ہمراہ اس سرائے کے ایک حجرہ میں سکونت پذیر ہوگئے۔

اس مکان میں بھی آپ نے بہت تھوڑا عرصہ قیام کیا اور پھر یہاں سے شادی گلابی کے گھر میں منتقل ہوگئے۔ ابھی آپ کو اس گھر میں رہتے ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے تھے کہ شمس الدین شراب دار (شراب دار اس دور میں ایک عہدہ تھا جس کے ذمہ بادشاہ کو پانی پلانے کا کام تھا) کے عزیز واقارب جو آپ کے عقیدت مند تھے اور آپ کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اپنے ساتھ لے جانے پر اصرار کیا۔ ان کی اس قدر عقیدت ومحبت اور اصرار کو دیکھتے ہوئے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ان کے ساتھ جانے پر راضی ہوگئے اور وہ لوگ آپ کو بڑی عزت واحترام کے ساتھ شمس الدین

شراب دار کے گھر لے گئے بہت عرصہ تک آپ نے اس گھر میں قیام فرمایا۔ آپ کے جو عقیدت منداجودھن سے آتے تھے وہ آپ سے اسی گھر میں ملاقات کرتے تھے۔

غیاث پور میں قیام:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ شہر کے ہنگاموں کو پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ اس سے آپ کی یکسوئی میں خلل واقع ہوتا تھا چنانچہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں میرا دل اس شہر میں رہنے کو نہ چاہتا تھا ایک دن میں قتلغ خان کے تالاب پر گیا ان دنوں میں قرآن پاک حفظ کر رہا تھا۔ وہاں پر مجھے ایک درویش بزرگ دکھائی دیئے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے میں ان کے پاس گیا اور اس انتظار میں رہا کہ درویش عبادت الٰہی سے فارغ ہوں تو ان سے کچھ بات کروں تھوڑی دیر بعد بزرگ فارغ ہو گئے تو میں نے ان سے سوال کیا، کیا آپ اس شہر کے باسی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کیا آپ اپنی خوشی اور منشاء سے اس شہر میں رہ رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں اور ایک واقعہ سناتے ہوئے کہنے لگے کہ ایک دن میں نے کمال گیٹ کے باہر شہیدوں کی چار دیواری کے پاس چبوترے پر ایک بزرگ کو بیٹھے ہوئے دیکھا میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا، اگر اپنا ایمان سلامت لے جانا چاہتے ہو تو اس شہر سے نکل جاؤ۔ یہ بات سن کر میں نے اسی وقت یہ نیت کر لی کہ اس شہر سے چلا جاؤں لیکن آج اس بات کو پچیس برس ہو چکے ہیں جب بھی میں اس شہر سے باہر جانے کی تیاری کرتا ہوں تو کچھ ایسی رکاوٹ درپیش ہو جاتی ہے کہ میں اپنے ارادے کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتا میرا جانے کا ارادہ ضرور ہے مگر ابھی تک اس شہر سے جا نہیں سکا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بزرگ کی بات سن کر میں نے بھی اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا کہ میں بھی اب اس شہر میں نہیں رہوں گا۔ میں شش و پنج میں پڑ گیا کہ اس شہر کو چھوڑ کر کس طرف جاؤں کبھی دل میں خیال آتا کہ فلاں مقام کی طرف چلا جاؤں کبھی سوچتا کہ قصبہ پٹیالی میں چلا جاؤں کہ ان دنوں اس قصبہ میں ایک ترک بھی رہائش رکھتا تھا۔ (ترک سے آپ کی مراد حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ تھی) کبھی دل میں یہ خیال آتا کہ بسنالہ نزدیک ہے اور صاف ستھری جگہ ہے وہاں چلا جاؤں۔ آخر کار میں نے بسنالہ کا رخ کیا اور وہاں پر تین دن تک قیام کیا تین دن وہاں مجھے ایک شخص نے مہمان کے طور پر اپنے ہاں رکھا اس دوران چونکہ مجھے کوئی کرایہ کا مکان نہ مل سکا اس لئے وہاں سے واپسی اختیار

کی مگر میرے دل میں یہ خیال مسلسل موجود رہا کہ میں اس شہر کو چھوڑ کر چلا جاؤں۔

ایک روز میں حوض رانی کی طرف گیا۔ یہ حوض باغ حیرت کے نزدیک واقع ہے میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا مانگی، یا اللہ! میں چاہتا ہوں کہ اس شہر سے چلا جاؤں مگر میں اپنے رہنے کے لئے اپنی مرضی سے کسی جگہ کو منتخب نہیں کرتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس مقام پر سکونت اختیار کروں۔ جہاں پر تیری رضا ہو۔ ابھی میں یہ دعا مانگ ہی رہا تھا کہ مجھے ایک غیبی ندا سنائی دی۔ غیاث پور۔

یہ آواز سن کر میں چونکا اس لئے کہ میں نے اس سے قبل نہ تو کبھی غیاث پور کو دیکھا تھا اور نہ ہی مجھے یہ علم تھا کہ غیاث پور کس طرف ہے۔ میں اسی سوچ میں گم اپنے ایک دوست کے پاس گیا جو نیشاپور کا رہنے والا تھا اور سلطان کے دربار میں چوبدار تعینات تھا۔ جب میں اس کے گھر گیا تو اس کے گھر والوں نے مجھے بتایا کہ وہ گھر میں موجود نہیں ہے۔ غیاث پور گیا ہوا ہے۔ یہ سنتے ہی میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ وہی غیاث پور ہے جس کے بارے میں غیبی اشارہ ملا ہے۔ چنانچہ میں معلوم کرنے کے بعد غیاث پور پہنچا تو دیکھا کہ یہ ایک ویران اور بے آباد مقام ہے میں وہاں پر مقیم ہو گیا۔ اس غیر آباد علاقہ میں سکونت اختیار کرنے سے مجھے سکون قلبی نصیب ہوا مگر یہ علاقہ زیادہ دیر تک غیر آباد نہ رہ سکا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جب سلطان غیاث الدین بلبن کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد معز الدین کیقباد ہندوستان کا حکمران بن گیا۔ اس کی اس علاقہ میں آمد و رفت شروع ہو گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی اس نے کیلوکھری میں اپنے لئے محل اور تفریح گاہ تعمیر کروا دی اس کے امراء حکومت، سرکاری اہلکاروں اور سکیورٹی کے افراد نے بھی اس جگہ پر سکونت اختیار کر لی جس کے باعث اس علاقہ میں کثرت سے لوگوں کا آنا جانا شروع ہو گیا۔ اس شور اور ہنگامہ آرائی کے سبب میری تنہائی اور عبادت میں خلل پیدا ہونے لگا تو میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اب اس جگہ کو بھی چھوڑ دینا چاہیے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس بات کا پکا ارادہ کر لیا کہ اب میں اس جگہ کو بھی چھوڑ کر کہیں اور چلا جاؤں گا۔ اسی روز نماز ظہر کے وقت ایک کمزور سا نوجوان جو کہ بہت خوبصورت تھا، آیا۔ اس کے چہرے میں بڑی کشش تھی۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ پر کشش نوجوان مردان غیب سے تھا یا کوئی اور تھا۔ اس نے آتے ہی کہا اول تو انسان کو مشہور ہی نہیں ہونا چاہیے لیکن اگر کوئی مشہور ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس طرح کا بنے کہ کل قیامت کے روز اسے حضور نبی کریم ﷺ کے حضور شرمندگی نہ

اٹھانی پڑے اور یہ کوئی طاقت اور ہمت کی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے قطع تعلق اختیار کر کے عبادت الٰہی میں مشغول رہے۔ ہمت اور جوانمردی تو وہ ہوتی ہے کہ انسان لوگوں کے درمیان رہ کر اپنے آپ کو یاد الٰہی میں مشغول رکھے۔ اس نوجوان نے جب اپنی باتیں ختم کر لیں تو میں نے اس کے سامنے کھانا لا کر پیش کیا مگر اس نے کھانے کی طرف بالکل توجہ نہ دی۔ میں نے اسی وقت اپنے دل میں یہ ارادہ کر لیا کہ اب میں اس جگہ سے کہیں بھی نہیں جاؤں گا۔ ابھی میں نے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا ہی تھا کہ اس نوجوان نے اسی وقت اس کھانے میں سے چند لقمے کھائے اور چلا گیا اس کے بعد وہ نوجوان مجھے پھر کبھی دکھائی نہ دیا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں غیاث پور میں سکونت رکھتے تھے وہ دن آپ نے بڑی تنگی اور عسرت سے گزارے۔ آپ کے گھر میں ایک تھیلا لٹکا رہتا تھا جب افطار کا وقت ہوتا تو اس تھیلے میں سے روٹیوں کے ٹکڑے نکال کر لائے جاتے۔ آپ اور آپ کے عقیدت مند جو آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے ان ہی ٹکڑوں سے افطاری کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک درویش افطار کے وقت وہاں پر آیا روٹیوں کے ٹکڑے دستر خوان پر پڑے ہوئے تھے اور ابھی آپ نے افطاری نہیں کی تھی، اس درویش نے یہ سمجھا کہ شاید لوگ کھانا کھا چکے ہیں اور یہ ٹکڑے بچ گئے ہیں یہ سوچ کر اس نے روٹی کے تمام ٹکڑے اٹھائے اور چلتا بنا۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ درویش کی یہ حرکت دیکھ کر مسکرا دیئے۔

آپ کی اس تنگی اور فقر و فاقے کا حال جب سلطان جلال الدین خلجی کو معلوم ہوا تو اس نے آپ کی خدمت میں کچھ تحائف بھیجے اور کہا اگر حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ حکم فرمائیں تو آپ کے خدمت گاروں کے لئے ایک گاؤں وقف کر دوں تاکہ وہ دلجمعی کے ساتھ آپ کی خدمت میں مشغول رہیں۔ آپ نے سلطان کی اس پیشکش کو سختی سے ٹھکرا دیا۔

خلافت کا حصول:

پھر وہ وقت بھی آ گیا کہ جب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید خاص حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا نظام الدین! میں تم کو اپنا خلیفہ بناؤں گا۔ مرشد کی یہ بات سن کر آپ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی آپ اسی انتظار میں رہے کہ کب مرشد کا حکم ہوتا ہے آخر وہ گھڑی بھی آن ہی پہنچی کہ مرشد پاک نے آپ کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا، نظام الدین! تمہیں یاد ہے جو میں نے تم سے کہا تھا؟ عرض کی جی حضور!

یاد ہے۔ فرمایا، کاغذ لاؤ تا کہ خلافت نامہ تحریر کیا جائے۔ چنانچہ ایک کاغذ لایا گیا اور اس پر خلافت نامہ تحریر کر کے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا گیا۔ اس کے بعد مرشد پاک نے آپ کے حق میں دُعا کی اور رُخصت فرمایا اور دہلی میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا نظام الدین! اللہ تعالیٰ تمہیں نیک بخت بنائے انشاء اللہ تعالیٰ تم ایک ایسے درخت کی مانند ہو گے کہ جس کے سایہ میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق راحت حاصل کرے گی۔ پھر فرمایا نظام الدین! ایک بات یاد رکھنا کہ اگر کسی سے قرض لو تو اس کی جلد ادائیگی کی کوشش کرنا اور اپنے دشمنوں کو ہر حال میں خوش رکھنے کی کوشش کرنا اور یہ جو خلافت نامہ لکھا گیا ہے اسے ہانسی میں مولانا جمال الدین کو دہلی میں قاضی منتجب الدین کو دکھا دینا۔

قاضی منتجب الدین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت شیخ برہان الدین غریب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی تھے ان کو مرشد پاک نے دہلی میں انسانوں کی بھلائی اور ہدایت حق کی تعلیم کے لئے مامور فرمایا تھا۔

مولانا جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے ان کا سلسلہ نسب امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ان سے بہت محبت کرتے تھے اور ان سے محبت ہی کی وجہ سے بارہ برس تک ہانسی میں مقیم رہے تھے، ان سے اس قدر خوش ہوتے تھے کہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جمال ہمارا جمال ہے۔

حضرت شیخ شیوخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ طریقہ کار تھا کہ جب بھی اپنے کسی ارادت مند کو خلافت نامہ مرحمت فرماتے تو اس شخص کو اس بات کی تاکید کیا کرتے کہ یہ خلافت نامہ لے کر ہانسی جانا اور اس پر شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ سے مہر لگوا لینا اگر تو شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ اس پر اپنی مہر ثبت فرما دیتے تو اس کا یہ مطلب ہوتا کہ اب یہ خلافت نامہ مستند ہے اور اگر مہر نہ لگاتے تو پھر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بھی قبول نہ فرماتے اور اس سے بری الذمہ ہو جاتے اور جس کا خلافت نامہ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ چاک کر دیتے۔ حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس پر کوئی باز پرس نہ کرتے بلکہ فرماتے کہ جمال کے چاک کئے ہوئے کو ہم نہیں سی سکتے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دہلی میں حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ بھی سکونت پذیر تھے جو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی اور

خلیفہ تھے مگر حضرت بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ نجیب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ذکر نہ فرمایا میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید آپ ان سے خفا ہیں مگر جب میں دہلی پہنچا تو معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ مرشد کے فرمان کے مطابق ہانسی پہنچ کر خلافت نامہ حضرت جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا دیکھ کر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور بڑی محبت و شفقت سے پیش آئے اور یہ شعر پڑھا۔

خدائے جہاں را ہزاراں سپاس

کہ گوہر سپردہ بہ گوہر شناس

”عالمین کے پروردگار کے لئے ہزار شکر ہے کہ قیمتی موتی اس کے حوالے کر دیا گیا جو موتی کی شناخت رکھتا ہے۔“

ریاضت و مجاہدہ:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات طیبہ میں نہایت سخت مجاہدے کئے اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ شیوخ العالم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے قریب آؤ میں تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ جب میں آپ کے قریب آ کر بیٹھا تو فرمایا کہ جب تم دہلی جاؤ تو مجاہدے کرنا، بیکار بیٹھے رہنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ روزہ رکھنا نصف دین ہے اور دوسرے اعمال جیسا کہ نماز اور حج وغیرہ نصف دین ہے۔

اپنے مرشد کی اس تلقین سے میرے دل میں بہت ذوق اور شوق پیدا ہوا میں خوشی کے جذبات سے سرشار تھا اور اپنی اس کیفیت میں آپ سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ مجھے کون سا مجاہدہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ میں نے اپنے دوستوں سے اس بارے میں مشورہ کیا انہوں نے مجھے صوم دہر رکھنے کا مشورہ دیا اس پر میں نے صوم دہر رکھنا شروع کیا۔

عبادت و ریاضت کے دوران حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ پر امتحان و آزمائش کا وہ وقت بھی آیا کہ جب آپ کو کئی کئی دن فاقے سے رہنا پڑتا۔ حضرت شیخ نصیر الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں دروازہ مندہ کے نزدیک ایک برج میں مقیم تھا وہاں پر تین دنوں تک مجھے کوئی کھانے کی چیز میسر نہ ہوئی۔ اچانک ایک شخص نے دروازہ پر دستک دی۔ میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ باہر جا کر

دیکھو کون ہے؟ اس نے باہر جا کر دیکھا تو اس شخص نے ایک پیالہ کھچڑی سے بھرا ہوا تھما دیا اور چلا گیا۔ میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ تم اس شخص کو جانتے ہو جس نے یہ پیالہ دیا۔ اس نے کہا کہ میں اس کو نہیں پہچانتا کہ وہ کون ہے۔ چنانچہ ہم نے وہ کھچڑی غیب سے بھیجی ہوئی سمجھ کر کھالی جو اس قدر مزیدار اور لذت والی تھی کہ اس جیسا ذائقہ اور لذت مجھے کسی اور کھانے میں نہ آیا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے جوانی کے دنوں میں تیس برس تک سخت مجاہدے کئے اور اپنی عمر کے آخری حصہ میں اس سے بھی زیادہ سخت مجاہدے یعنی آپ اسی برس کی عمر میں پانچوں وقت کی نماز کے لئے جماعت خانہ کے بالا خانے سے نیچے تشریف لاتے تھے اور یہ بالا خانہ کافی بلندی پر تھا۔ بڑھاپے اور ضعف کی حالت میں صوم دائمی رکھتے افطار کے وقت ہلکی اور معمولی سی غذا تناول فرماتے تھے۔ نماز با جماعت پڑھ لینے کے بعد آپ پھر بالا خانے پر رونق افروز ہو جاتے۔ تھوڑی دیر تک اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ اس کے بعد جب آرام کرنے کی غرض سے چارپائی پر تشریف فرما ہوتے تو اس وقت اپنے ہاتھ میں تسبیح پکڑ لیتے اس وقت آپ کی خدمت میں سوائے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے اور کسی کی مجال نہ ہوتی تھی کہ حاضر رہتا۔ آپ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ سے گفت و شنید کرتے رہتے اور بہت خوش رہتے اس دوران بعض عقیدت مندوں اور خادمین کے بچے یا کوئی خاص عقیدت مند حاضر ہوتے تو آپ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کرنے کے بعد فوری طور پر واپس چلے جاتے پھر جب حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بھی باہر چلے جاتے تو اس وقت آپ کے خادم خاص اقبال حاضر خدمت ہوتے اور آپ کے وضو کے لئے پانی کے چند لوٹے بھر کر رکھتے اور واپس چلے جاتے تھے۔ ان کے جانے کے بعد حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ خود اٹھتے اور دروازے کی کنڈی لگا دیتے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جاتے تھے۔

سحری کے وقت آپ کے خادم خواجہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ آتے اور دروازے پر دستک دیتے جب دروازہ کھول دیا جاتا تو وہ کھانا لے کر آپ کی خدمت میں پیش کرتے آپ اس میں تھوڑا سا تناول فرما لیتے بعض مرتبہ تو ایسا ہوتا تھا کہ آپ اس کھانے میں سے کچھ بھی تناول نہ فرماتے خادم عرض کرتے کہ حضور! آپ تو افطاری کے وقت بھی بہت کم کھاتے ہیں اگر آپ سحری میں بھی کچھ نہ تناول فرمائیں گے تو کمزوری واقع ہو جائے گی۔ یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے اور فرماتے، بہت سے مسکین اور درویش مساجد کے گوشوں اور

دکانوں میں بھوکے اور فاقے سے سو رہے ہیں ان حالات میں، میں کیسے کھانا کھا سکتا ہوں۔

شب بیداری کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں سرخی چھائی رہتی تھی۔ رات اور دن میں فرض عبادت کے علاوہ چار سو یا پانچ سو نفل نمازیں پڑھتے اور بہت زیادہ تعداد میں تسبیحات بھی پڑھتے تھے۔ چاشت اور اشراق کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ مسند رشد و ہدایت پر تشریف فرما ہو جاتے اس وقت آپ کی مجلس میں علماء کرام، مشائخ عظام، فقراء اور دیگر عقیدت مند حاضر خدمت ہوتے اور آپ ہر ایک کے ساتھ شفقت اور لطف و کرم کے ساتھ گفتگو فرماتے۔ دوسری مجلس ظہر کی نماز سے عصر تک منعقد ہوتی تھی اس مجلس میں علمی مسائل پر گفتگو فرماتے جس کسی کو کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ نور باطنی سے علم لدنی کی بناء پر ایسا تسلی بخش جواب مرحمت فرماتے کہ آپ کے کلام کی خوبی کا ہر کوئی گرویدہ ہو جاتا اور اس قدر متاثر ہوتا کہ آپ کا معتقد ہو جاتا بہت سے علماء کرام ایسے تھے جو اولیاء کرام سے بغض و عناد رکھنے میں مشہور تھے مگر جب آپ کی مجلس وعظ میں آئے اور آپ کی گفتگو سے مستفید ہوئے تو پھر ہمیشہ کے لئے آپ کے در کے غلام اور عقیدت مند بن گئے اور آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر انہوں نے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کا سامان کر لیا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ میں بھی مشغول رہا کرتے تھے۔ حضرت مولانا علی شاہ جانداد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ مراقبہ کی حالت میں تھے آپ اس طرح تشریف فرما تھے کہ ایک بال بھی آپ کا حرکت نہیں کر رہا تھا۔ آپ نے اپنی آنکھیں کھولی ہوئی تھیں میں نے آپ کو اپنے بارے میں بتایا مگر آپ نے مجھے نہیں پہچانا اور مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ آپ کو اس حالت میں دیکھ کر میں نے نیت کی کہ واپس چلا جاؤں کہ اسی اثناء میں آپ نے اپنی آنکھیں ملیں اور مجھے پہچانتے ہوئے فرمانے لگے کہ بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ میں آپ کے فرمانے پر بیٹھ گیا آپ مجھ سے گفتگو فرمانے لگے۔ باتیں کرتے ہوئے آپ اس طرح سے اپنی آنکھوں کو گھماتے تھے کہ جیسے آپ مست ہیں۔ پھر مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم اپنے گھر میں کیا شغل کرتے ہو؟ میں نے کہا، جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہا کرو۔ تھوڑی دیر تک سکوت کیا اور پھر فرمایا، درویش کے لئے مناسب ہے کہ وہ دل میں خشوع و خضوع کے ساتھ

تصور کرے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوں اور اس تصور میں کھو جائے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جاؤ اور مریدوں میں جا کر بیٹھ جاؤ اس وقت میں فارغ نہیں ہوں۔

ایک وقت ایک مرید نے افطار کے وقت دل میں خیال کیا کہ اگر سلطان المشائخ پانی کا بچا ہوا وہ حصہ جس سے آپ افطار کریں گے، مجھے دیں تو یہ آپ کی کرامت ہو گی۔ یہ خیال اس مرید کے دل میں گزرا ہی تھا کہ سلطان المشائخ نے فرمایا، یہ پانی اس کو دے دو کہ اس نے توبہ کی ہے۔ جب سلطان المشائخ کھانا کھا کر اوپر آئے اور اپنی جگہ بیٹھے تو اس مرید کو بھی دوسرے مریدوں کے ساتھ بلایا اور بیٹھنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا بندہ ہے جس نے چالیس سال سے پیٹ بھر کر نہ کھایا نہ سیر ہو کر پانی پیا۔

اسلام کی پیروی:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور کشف و کرامت کا ذکر کرتے ہوئے مولانا ضیاء الدین برنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اشراق کے وقت سے لے کر چاشت تک آپ کی خدمت میں حاضر رہا۔ اس دن میں نے دیکھا کہ آپ نے بندگان خدا کی ایک بہت بڑی تعداد کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کیا لوگ آتے تھے اور آپ کے مرید ہونے کی سعادت حاصل کرتے جاتے تھے۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ پہلے بزرگ تو لوگوں کو مرید کرنے میں احتیاط سے کام لیتے تھے مگر آپ ہر کسی کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرتے جاتے ہیں اور بیعت کے لئے اپنا دست مبارک بڑھا دیتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ میں آپ سے اس بارے میں سوال کروں۔ ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ آپ نے نور باطنی سے میرے قلبی خیال کو بھانپ لیا اور مجھ سے فرمایا تم ہر بات مجھ سے پوچھتے ہو پھر یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ میں ہر آنے والے سے اس کے حالات معلوم کئے بغیر کیوں اپنا ہاتھ بیعت کے لئے بڑھا دیتا ہوں۔ آپ کی یہ بات سن کر میں لرز گیا اور آپ کے قدموں میں گر گیا۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے ہر زمانے میں ایک خاصیت رکھی ہے جس کے باعث ہر دور کے لوگوں کی عادات و اطوار اور طریقہ زندگی مختلف ہوتا ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آج کے عہد کے لوگوں میں گزشتہ لوگوں کے طور طریقے بہت ہی کم پائے جاتے ہیں۔ بے شک اصلی ارادت یہ ہے کہ غیر حق سے مکمل طور

پر قطع تعلقی کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہا جائے جیسا کہ سلوک کی کتب میں موجود ہے یہ درست ہے کہ اسلاف اس وقت تک مرید نہیں کرتے تھے جب تک کہ مکمل طور پر غیر حق سے قطع تعلقی کو نہیں دیکھ لیتے تھے مگر حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے دور سے لے کر جو کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے، حضرت شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ تک اور حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حضرت قبلہ مرشد شیخ شیوخ العالم بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے دور تک ان بزرگوں کے دروازے پر لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ ہر طرح کے لوگ حاضر ہوتے تھے اور ان کے حلقہ ارادت میں شمولیت کرتے تھے۔

ان بزرگوں نے بڑی کثرت سے لوگوں کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کیا ہے۔ اس لئے میں بھی لوگوں کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرتا ہوں۔ اگر ان بزرگوں نے جو اللہ تعالیٰ کے محبوب اور برگزیدہ ہیں دنیا کے گنہگاروں کو اپنی حفاظت میں لیا ہے تو میں بھی لیتا ہوں اور جہاں تک تمہارے سوال کا تعلق ہے کہ میں مرید کرنے میں احتیاط سے کام نہیں لیتا تو اس کا جواب ایک تو یہ ہے کہ میں نے بے شمار لوگوں سے یہ سنا ہے کہ بہت سے وہ لوگ جو میرے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگ گناہوں سے تائب ہوئے ہیں اور باجماعت نماز ادا کرتے ہیں اور وظائف و نوافل میں مشغول رہتے ہیں۔ اگر میں اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے ارادت کی شرائط کا خیال رکھوں اور لوگوں کو پرکھ کر مرید کروں تو جو نیک کام وہ کرتے ہیں وہ پھر اس سے محروم رہ جائیں گے۔ دوسرے یہ کہ ان کو میرے پاس کسی سفارش لانے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ میں ایک کامل و اکمل شیخ کی طرف اس کا مجاز ہوں۔ میرے پاس جب کوئی عاجز و مسکین مسلمان آتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں گناہوں سے تائب ہونا چاہتا ہوں۔ تو میں اس خیال سے کہ ہوسکتا ہے یہ سچ کہہ رہا ہو اس کو بیعت کرنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا دیتا ہوں۔ اور خاص طور پر اس وجہ سے بھی ایسا کرتا ہوں کہ میں صالح لوگوں سے سنتا رہتا ہوں کہ میرے حلقہ ارادت میں آنے والوں کو میری ارادت گناہوں سے باز رکھتی ہے۔

اس کا دوسرا سبب جو سب سے زیادہ مضبوطی کا حامل اور تقویت کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن میرے مرشد بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے قلم اور دوات مرحمت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تعویذ لکھو کہ تعویذ دینے میں بھی اجازت ہونی چاہئے تم کو میں

تعویذ لکھنے کی اجازت عطا کرتا ہوں۔ مجھے قوی امید ہے کہ تم حاجت مندوں کو تعویذ لکھ کر دو گے چنانچہ جب میں نے تعویذ لکھنا شروع کیا تو مرشد پاک نے یہ بات محسوس کی کہ میں دعاؤں کے لکھنے سے کچھ خوش نہیں ہوں تو شیخ شیوخ العالم نے فرمایا، تم تعویذ کو لکھ کر دینے سے ابھی سے رنجیدہ ہو جب بہت سے ضرورت مند تمہارے پاس آئیں گے اور تم سے تعویذ دینے کے لئے التجا کریں گے تو اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی۔ اس موقع پر اور کوئی موجود نہ تھا میں اپنے مرشد پاک کے قدموں میں گر گیا اور عرض کی کہ شیخ! آپ نے جو مجھے بزرگی کی نعمت اور خلافت کی دولت سے نوازا ہے۔ میں ایک طالب علم ہوں اور دنیا کے میل جول سے ہمیشہ سے نفرت کرتا ہوں۔ یہ جو کام میرے ذمہ لگایا گیا ہے بہت بڑا کام ہے جس کی میں استطاعت نہیں رکھتا میرے لئے تو آپ کی نظر کرم اور ارادت ہی کافی ہے۔ میری بات سن کر مرشد پاک نے فرمایا، تم اس کام کو بڑی خوش اسلوبی سے انجام دو گے میں نے اس بارے میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور بڑی آہ وزاری کی ہے۔ پھر مرشد پاک نے مجھے اپنے قریب بلایا اور اپنے سامنے بٹھا کر فرمایا نظام الدین! تمہیں علم ہونا چاہئے کہ مجھے نہیں معلوم کہ کل بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مسعود بندے کی عزت ہوگی یا نہیں لیکن اگر عزت عطا ہوگی تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوں گا جب تک کہ ان تمام لوگوں کو جنہوں نے تیرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اپنے ہمراہ جنت میں نہ لے جاؤں گا۔

ایک حکمت آمیز بات:

ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کی نیت یہ تھی کہ وہ نماز تراویح میں قرآن پاک ختم کرے اس مقصد کے لئے اس نے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا تمہیں معلوم ہے پھر تھوڑی دیر تک سکوت اختیار کرنے کے بعد فرمایا اگر میں اس بارے میں کچھ کہوں گا کہ نہ پڑھو تو یہ ترک سنت ہے۔ اس کے بعد آپ نے خاموشی اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ نماز عشاء کا وقت آ گیا اس شخص نے جب سورہ فاتحہ کے بعد قرآن مجید پڑھنا چاہا تو وہ خود بخود رک گیا اور کچھ بھی نہ پڑھ سکا۔ آخر کار اس نے نماز کی نیت توڑ دی۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، مولانا! اخلاص سے کام لو۔ یعنی سورہ اخلاص پڑھو۔ آپ کی اس کرامت کا سبب دراصل یہ تھا کہ آپ نے فرمایا، نماز تراویح میں ایک قرآن شریف کا ختم کرنا سنت ہے (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے) مگر

میں جس امام کی اقتداء میں نماز تراویح پڑھتا ہوں وہ سورہ اخلاص پڑھا کرتا ہے۔ اس لئے کہ قیامت کے دن لوگ جماعتوں میں تقسیم ہوں گے جن لوگوں نے حج کی سعادت حاصل کی۔ وہ ایک جماعت میں ہوں گے۔ جن لوگوں نے جہاد فی سبیل اللہ کیا وہ ایک جماعت میں ہوں گے۔ جن لوگوں نے نماز تراویح میں قرآن شریف ختم کیا وہ ایک جماعت میں ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ کل قیامت کے روز اپنے مرشد شیخ شیوخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت میں ہوں کیونکہ میرے مرشد کے پیش امام نماز تراویح میں سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے اس لئے میں بھی اسی طرح ہی کرتا ہوں۔

روحانی استقامت سے شیطان بھاگ گیا:

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مولانا وجیہہ الدین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی نیت سے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں جب وہ کرہ کے باغات میں سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جس کی شکل زاہدوں جیسی تھی اس نے عبا پہنی ہوئی تھی، تسبیح گلے میں لٹکائے ہوئے۔ مصلیٰ کاندھے پر رکھے ہوئے تھا۔ اس نے قریب آ کر مولانا کو سلام کیا اور گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میں بڑی دور سے آ رہا ہوں۔ بہت سے علمی معاملات میں مجھے کچھ علمی مشکلات پیش آ گئی ہیں جن کو میں آپ سے حل کرانا چاہتا ہوں۔ مولانا اس کی اس بات پر ہمہ تن گوش ہو گئے اور فرمایا ٹھیک ہے تم سوال بتاؤ۔ اس شخص نے بڑی عقل مندی سے اپنے سوالات بیان کرنا شروع کئے۔ مولانا نے اس کے سوالات کے نہایت تسلی بخش جوابات دیئے اور پھر اس سوچ میں پڑ گئے کہ یہ شخص تو اس شہر کا رہنے والا نہیں ہے پھر اس نے اس قدر علوم کہاں سے حاصل کئے ہیں۔ مولانا کو سوچ میں پڑے دیکھ کر اس شخص نے پوچھا کہ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ مولانا نے جواب دیا کہ میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ وہ شخص کہنے لگا، میں تو ان سے بہت مرتبہ مل چکا ہوں وہ اتنے بڑے عالم نہیں ہیں جس قدر پائے کے آپ عالم ہیں اس قدر بلندی علمی مرتبہ رکھنے کے باوجود آپ ان کے پاس جا رہے ہیں؟ مولانا اس کی یہ بات سن کر ٹھٹکے اور فرمایا، ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ تم نے کیا بات کی ہے۔ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ تو علم کے سمندر ہیں اور آپ کا باطن علم لدنی سے منور اور آراستہ ہے۔ اس شخص نے اپنی بات پر پھر اصرار کیا اور کہا

کہ میں نے نظام الدین سے کئی مرتبہ ملاقات کی ہے ان کے پاس اتنا علم نہیں ہے آپ ان کے پاس کیا لینے جا رہے ہیں۔ مولانا وجیہہ الدین نے لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم پڑھتے ہوئے فرمایا، یہ تم کیا الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہو۔ وہ شخص جو کہ مولانا کے بالکل نزدیک ہو کر گفتگو کر رہا تھا یہ سنتے ہی مولانا سے ذرا فاصلے پر ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ دیکھ کر مولانا نے دوسری مرتبہ الحول پڑھی تو وہ لعین لاحول سنتے ہی مزید فاصلے پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ اب تو مولانا نے بار بار لاحول پڑھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ وہ ایک دم نظروں سے غائب ہو گیا۔ اس کے بعد جب مولانا وجیہہ الدین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ان کو دیکھتے ہی نور باطنی سے معلوم کر کے فرمایا، مولانا! اس شخص کو تم نے خوب پہچانا اگر تم اس کو پہچاننے میں ذرا سی بھی غلطی کرتے تو وہ تمہاری قزاقی کر ہی چکا تھا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و کرامت کے چرچے ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اس لئے بہت سے لوگ آپ کے معتقد ہو گئے تھے مگر بعض لوگ ایسے بھی تھے جو اولیاء کرام سے اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ انہی لوگوں میں مولانا شمس الدین یحییٰ اور مولانا صدرالدین نادلی بھی تھے جو کہ آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔ زمانہ طالب علمی میں چھٹیوں کے دنوں میں یہ دونوں کپڑے دھونے کی غرض سے غیاث پور کے نواحی علاقے میں دریائے جمنا کے کنارے پر آئے۔ یہاں پر ان دونوں نے سلطان المشائخ کی عظمت و کرامت کی شہرت سنی کہ وقت کے جید علماء کرام و فضلاء حضرات آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کی سعادت حاصل کرتے ہیں چونکہ یہ دونوں بزرگ پہلے پہل اولیاء کرام سے اعتقاد نہ رکھتے اس لئے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری اور ملاقات کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے۔ ایک دن یہ دونوں بزرگ غیاث پور کے قریبی علاقہ میں آئے ہوئے تھے کہ مولانا شمس الدین نے مولانا صدر الدین سے کہا کہ اس جگہ پر سلطان المشائخ رہائش اختیار کئے ہوئے ہیں اور سارا شہر آپ کے ارادت مندوں میں شامل ہے پتہ نہیں کہ ان میں کوئی علمی قابلیت بھی ہے یا نہیں۔ چلو ہم ان کے پاس چل کر دیکھتے ہیں اور بذات خود جائزہ لیتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ہم یہ کریں گے کہ ان کی اس قدر تعظیم نہ کریں گے جس طرح کہ ان کے عقیدت مند ان کی قدم بوسی کر کے کرتے ہیں ہم صرف ان کو سلام کریں گے اور مجلس

میں بیٹھ جائیں گے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کر کے دونوں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے ان دونوں کی نگاہ جیسے ہی آپ پر پڑی تو جو رعب و دبدبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کی پیشانی میں رکھا ہے وہ سلطان المشائخ کے جمال میں بھی موجود تھا دیکھتے ہی اس قدر اثر ہوا کہ مولانا شمس الدین اور مولانا صدر الدین کا اپنے اوپر اختیار نہ رہا اور بے اختیار دیوانہ وار آگے بڑھتے ہوئے سلطان المشائخ کی قدم بوسی کر لی۔ آپ نے دونوں سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ یہ سنتے ہی دونوں خاموشی سے بیٹھ گئے۔ وہ جو دونوں یہ طے کر کے آئے تھے کہ ہم سلطان المشائخ کی قدم بوسی نہ کریں گے آپ کی عظمت و کرامت کے اثر سے اس قدر بے خود ہوئے کہ بغیر کسی حیل وحجت کے آپ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کر لی۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیا شہر میں رہتے ہو؟ دونوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ کچھ پڑھتے بھی ہو؟ کہنے لگے، ہم مولانا ظہیر الدین بھکری سے بزوری پڑھتے ہیں یہ سن کر سلطان المشائخ نے "بزوری" سے اس عبارت کو پڑھا جہاں تک ان کا سبق پہنچا تھا اور اس سبق کے دوران ایک ایسا مشکل مسئلہ رہ گیا تھا جو مولانا ظہیر الدین بھکری بھی حل نہ کر سکے تھے۔ آپ نے ان سے اس مشکل مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا۔ دونوں حیران ہو گئے اور دوبارہ قدم بوس ہو کر عرض پرداز ہوئے کہ مخدوم! یہی تو مشکل مقام ہے جو اس سبق میں رہ گیا تھا جس کے بارے میں ہمارے استاد محترم مولانا ظہیر الدین نے کہا تھا کہ وہ اس مقام کی تحقیق کر کے بیان کریں گے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور ان کی منشاء کے مطابق اس مشکل مقام کو حل فرما دیا جس سے ان دونوں کی تسلی ہو گئی۔

اس کے بعد جب یہ دونوں حضرات آپ سے اجازت لے کر رخصت ہونے لگے تو آپ نے مولانا شمس الدین کو ایک تہبند عنایت فرمایا جبکہ مولانا صدر الدین ناولی کو ایک دستار مرحمت فرمائی۔ پھر جب یہ دونوں آپ کی مجلس سے باہر آئے تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے سلطان المشائخ کی عظمت و کرامت کی شہرت تو سنی تھی آج ان کے علمی کمال کو بھی دیکھ لیا۔ اس کے بعد وہ اپنے استاد محترم مولانا ظہیر الدین کی خدمت میں پہنچے تو مولانا شمس الدین نے سلطان المشائخ کا دیا ہوا تہبند اپنے سر پر باندھ لیا۔ مولانا ظہیر الدین نے دیکھا تو پوچھا، شمس الدین! آج تم نے اپنی عادت کے خلاف سر پر تہبند کیوں باندھا ہوا ہے؟ مولانا شمس الدین نے جواب دیا کہ میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

حاضر ہوا تھا میں نے ان کی عظمت و کرامت کی خوب شہرت سنی تھی مگر آج میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی کرامت اور علمی کمال کو دیکھا ہے۔ پھر مولانا شمس الدین نے آپ کی مجلس کے حالات اس قدر پیارے اور دلکش انداز میں بیان کیے کہ مولانا ظہیر الدین کے دل میں بھی اس بات کا اشتیاق پیدا ہوا کہ وہ بھی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی سعادت حاصل کریں اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوں چنانچہ وہ اس مقصد کے لئے سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

مجلس میں فقیر کو حاضر تصور کیا کرو:

خواجہ منہاج شقدار آپ کے خوش اعتقاد مریدوں میں تھا۔ وہ بیان کرتا تھا کہ میں نے سلطان المشائخ کو سماع کی دعوت دی۔ آپ نے قبول کر کے فرمایا اچھا ہوگا میں نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق کے پوتوں اور دوسرے مریدین و معتقدین کو غیاث پور سے بلایا ہے۔ قبل اس کے کہ مریدین و معتقدین شہر سے پہنچتے، یہاں تک کہ ابھی کھانا بھی تیار نہیں ہوا تھا ہر کسی نے کہنا شروع کیا کہ قوال حاضر ہیں یا تو سماع شروع کراؤ ورنہ ہم جاتے ہیں۔ خواجہ منہاج نے ان کا یہ اصرار دیکھ کر بازار سے کھانا منگوایا اور کھانا کھلا کر سماع شروع کرایا لیکن مجلس میں کوئی کیف اور ذوق پیدا نہ ہوا۔ میں سخت پریشان ہوا کہ مجلس بے مزہ ہوگئی۔ میں اسی غم کے عالم میں سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا کہ اچانک میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ سلطان المشائخ ٹوپی سر پر رکھے حوض خانے کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ میں خوشی کے مارے بے خود ہوگیا جب میں ہوش میں آیا تو میں نے دیکھا کہ سماع نے غیر معمولی اثر کیا تھا اور شہر کے سب دوست بھی پہنچ چکے تھے۔ جب میں سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری کیفیت بیان کی تو آپ نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا کہ جہاں اس فقیر کے مرید و معتقدین ہوں تو اس مجلس میں مجھ فقیر کو بھی حاضر تصور کرنا چاہئے۔

ہر ایک کے دل کی بات پوری ہوگئی:

ایک دفعہ شیخ نور الدین فردوسی نے اپنے تین مریدوں کو سلطان المشائخ کی خدمت میں بھیجا کہ میں نے شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین کی روح پر فتوح کے ایصال ثواب کے لئے کچھ کھانا پکوایا ہے۔ از راہ بندہ نوازی آپ بھی تشریف لائیں۔ پھر ان تینوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ اگر سلطان المشائخ شیخ ہیں تو مجھے کھانے کی کوئی چیز عنایت

فرمائیں گے۔ دوسرے نے کہا کہ مجھے کپڑا عنایت ہوگا۔ تیسرے نے کہا کہ بزرگوں کا امتحان نہیں کرنا چاہئے اور اس قسم کی باتیں نہیں سوچنی چاہئیں جب یہ تینوں سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم حاضر نہ ہوسکیں گے کیوں کہ آج ہم نے خود کھانا پکوایا ہے لیکن ہمارا دل تمہاری مجلس میں ہوگا۔ ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ ایک شخص دہی کا ایک دیگچہ اور چار ٹنکے لے کر حاضر ہوا۔ سلطان المشائخ نے خادم سے اس شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں اس شخص کو دے دو پھر اس شخص سے فرمایا کہ تم نے کھانے کی چیز اور روپے کے لئے اپنے دل میں سوچا تھا۔ پھر خادم سے فرمایا کہ اس دوسرے آدمی کے لئے کپڑا لاؤ اور اس کو دو۔ پھر تیسرے شخص سے فرمایا کہ اہل دل کی خدمت میں اسی طرح آنا چاہئے جس خیال کے ساتھ تم آئے ہو اور خادم کو حکم دیا کہ دو ٹنکے اس کو بھی دو۔

نور باطن سے دل کی بات معلوم کرلی:

ایک دن ایک دانش مند سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ سلطان المشائخ نے نور باطن سے معلوم کرلیا کہ وہ کس غرض سے آیا ہے۔ ہر چند اس نے بیعت کے لئے التجا کی لیکن سلطان المشائخ نے اس سے فرمایا کہ سچ سچ بتاؤ، تم کس نیت سے میرے پاس آئے ہو؟ اس شخص نے کہا اصل بات یہ ہے کہ ناگور میں میری زمین ہے۔ اس موضع کا مقطع دار میرا مزاحم ہوتا ہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا اگر میں اس کو رقعہ لکھ دوں اور تمہارا کام ہو جائے تو بیعت کا ارادہ چھوڑ دو گے؟ اس دانشمند نے کہا ہاں آپ نے اسی وقت وہاں کے مقطع دار کو خط لکھ دیا جس سے اس کا کام ہوگیا۔

الہام ربانی:

حضرت مولانا حسام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں ہوتا ہے۔ یہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے با کمال مرید تھے۔ ایک مرتبہ خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد واپسی کا سفر طے کرتے ہوئے دہلی میں پہنچے تو یہ جمعہ کا دن تھا چنانچہ کیلوکھری کی مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ابتدائی دنوں میں یہ معمول بنا رکھا تھا کہ نماز فجر کے بعد کیلوکھری کی مسجد میں تشریف لے جاتے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔ اس مسجد میں آپ نے ایک چھوٹی سی صاف

ستھری جگہ قیلولے اور وضو کے لئے بنا رکھی تھی۔ چاشت کے وقت مولانا حسام الدین ملتانی مسجد میں پہنچے اور دل میں یہ خیال کیا کہ میں پہلے ہی مسجد کے ایک گوشے میں چھپ کر بیٹھ جاتا ہوں اور نماز ادا کرنے کے بعد سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کروں گا چنانچہ انہوں نے اسی طرح ہی کیا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے نور باطنی سے یہ بات معلوم کر لی اور اپنے خادم خاص حضرت خواجہ ابوبکر سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور مولانا حسام الدین کو جو ابھی خانہ کعبہ کی زیارت کی سعادت حاصل کر کے یہاں پر پہنچے ہیں اور اس مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ہیں بلا کر لے آؤ۔ خواجہ ابوبکر سلطان المشائخ کے حکم کی تعمیل میں مسجد کے اندر مولانا کو تلاش کرنے لگے دیکھا کہ مسجد کے ایک کونے میں پوشیدہ طور پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں۔ خواجہ ابوبکر نے مولانا حسام الدین سے کہا کہ مولانا! آپ کو سلطان المشائخ نے یاد فرمایا ہے یہ بات سن کر مولانا بہت حیران ہوئے کہ میں نے تو اپنی آمد کو بہت خفیہ رکھا تھا مگر چونکہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامت ہیں اس لئے یہ بات ان سے چھپی نہ رہ سکی۔ چنانچہ مولانا حسام الدین اسی وقت اٹھے اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے مولانا پر خصوصی نظر کرم عنایت فرمائی۔ مولانا کافی دیر تک سلطان المشائخ کی خدمت میں بیٹھے رہے۔ دوران گفتگو سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص خانہ کعبہ کی زیارت کی سعادت حاصل کرے تو اسے چاہئے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت کے لئے علیحدہ نیت کرے اور وہاں پر حاضری دے تاکہ وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خاص کا مستحق ہو سکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت کو طفیلی زیارت نہ بنائے۔ مولانا حسام الدین ملتانی نے جب یہ بات سنی تو سمجھ گئے کہ آپ نے یہ بات الہام ربانی کی بنا پر فرمائی ہے۔ مولانا نے اسی وقت اپنے دل میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت کی نیت کر لی اور اس مقصد کے لئے خصوصی طور پر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

ایک عقیدت مند کی اصلاح:

آپ کے ایک عقیدت مند فرماتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کی نیت سے روانہ ہوا۔ سفر کے دوران میں ایک قصبے سے گزرا۔ قصبہ

بوندی سے گزرتے ہوئے میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ اس جگہ پر شیخ مومن سکونت رکھتے ہیں جو باکمال درویش ہیں ان سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کرنا چاہیے۔ چنانچہ یہ سوچ کر میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے ارادہ سے جا رہا ہوں۔ شیخ مومن نے کہا کہ سلطان المشائخ کی خدمت میں میرا بھی سلام پہنچا دینا اور آپ سے کہنا کہ میں ہر جمعہ کی شب کو آپ سے خانہ کعبہ میں ملاقات کروں گا۔ پھر جب میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ سے عرض کیا کہ قصبہ بوندی میں سکونت پذیر ایک درویش نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ پیغام دیا ہے۔ آپ نے یہ پیغام سنا تو بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ وہ درویش بے شک اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے مگر اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا۔

قید سے رہائی:

حضرت قاضی محی الدین کاشانی فرماتے ہیں کہ علاؤ الدین خلجی کے عہد حکومت میں مجھے نظر بند کر دیا گیا اور بہت دنوں تک میں نظر بند رہا۔ رہائی کی کوئی صورت دکھائی نہ دی تو میں نے ایک شخص کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور عرض کی کہ میں بے گناہ ہوں اور مجھے بلا وجہ نظر بند کر دیا گیا ہے۔ میرا کوئی پرسان حال نہیں ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ کب میری رہائی ممکن ہوگی۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے تین روٹیاں میرے پاس بھیج دیں اور فرمایا کہ ایک روٹی روزانہ کھا لینا چنانچہ میں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور تیسرے دن مجھے رہا کر دیا گیا۔

اولیاء سے ناراض ہونا اچھا نہیں:

مصلح بقال کا بیٹا طبابت کرتا تھا۔ وہ سلطان المشائخ کا مرید تھا۔ ہمیشہ سلطان المشائخ کی زیارت کے لئے آتا تھا۔ سلطان المشائخ اس کو اسی روز واپس کر دیتے اور رات کو رہنے نہ دیتے تھے۔ اس نے اس بنا پر سلطان المشائخ کے گھر کا آنا جانا ترک کر دیا۔ مولانا علی شاہ جاندارا کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا تو نے یہ اچھا نہیں کیا۔ تجھے چاہیے کہ ہر ماہ ایک مرتبہ سلطان المشائخ کی قدم بوسی کے لئے جا اور رات کو کسی کے گھر میں قیام کر لیکن میں نے اس کے چہرے سے اس کی ناراضگی کا اندازہ لگا لیا کہ وہ اس پر تیار نہیں۔ چند روز کے بعد اس کے پاؤں پر ورم ہو گیا اور وہ درد سے بے قرار ہو گیا۔ مولانا علی شاہ کہتے ہیں کہ میں نے

پھر اس سے کہا کہ یہ سلطان المشائخ کی ناراضگی کا نتیجہ ہے۔ اس نے کہا ہاں اور مجھ سے منت سماجت سے کہنے لگا اور ایک اچین مجھے دیا کہ میں سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچاؤں اور اس کا سارا حال بیان کروں۔ میں سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچا اور اس کا سارا حال آپ سے بیان کیا۔ سلطان المشائخ اس کا حال سن کر خفا ہوئے۔ جب میں سلطان المشائخ کی خدمت سے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو چکا ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء کو تکلیف پہنچانے سے نقصان اٹھایا:

شیخ رکن الدین فردوسی کو سلطان المشائخ سے چنداں اخلاص نہ تھا۔ وہ شہر سے آ کر دریائے جمنا کے کنارے حدود کیلوکھری میں مقیم ہو گیا تھا اور یہیں اپنی مرشدی کا جھنڈا بلند کیا تھا۔ اس کے دو بیٹے جو بالکل نوجوان تھے ان کو اور اس کے مریدوں کو آپ سے بغض تھا۔ وہ اکثر کشتی میں سوار ہو کر گاتے ناچتے سلطان المشائخ کے بالا خانے کے نیچے سے گزرتے تھے۔ ایک روز وہ بہت سے لوگوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر ظہر کی نماز کے بعد گاتے بجاتے سلطان المشائخ کے گھر کے سامنے سے گزرے۔ سلطان المشائخ جماعت خانے کے بالا خانے پر ذکر و شغل میں مشغول بیٹھے ہوئے تھے۔ امیر خورد کے والد رحمۃ اللہ علیہ اس مجلس میں آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ اس شور و شغب کی وجہ سے سلطان المشائخ کی نظر کشتی کے لوگوں پر پڑی۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ سبحان اللہ! ایک شخص سالہا سال سے اس کام میں اپنا خون جگر کھا رہا ہے اور اپنی جان اس راہ میں فدا کر رہا ہے۔ اس راہ کے دوسرے نئے آنے والے اسے کہتے ہیں کہ تم میں کون سا سرخاب کا پر ہے جو ہم میں نہیں۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک آستین سے نکالا اور ان کی جانب اشارہ کر کے فرمایا، اب جاؤ۔ عین اس موقع پر شیخ رکن الدین کے بیٹوں کی کشتی آپ کے گھر کے نیچے پہنچی۔ لڑکے شور مچاتے ہوئے کشتی سے اترے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ دریا میں غسل کریں۔ جیسے ہی وہ دریا کے کنارے پہنچے غرق ہو گئے۔

مرض تپ دق سے شفا:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند مولانا وجیہہ الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے تپ دق کا عارضہ لاحق تھا طبیبوں نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ میں کسی باغ میں دریا کے کنارے اپنی رہائش رکھوں تا کہ اس آب و ہوا سے مرض میں افاقہ ہو۔ میں نے طبیبوں سے کہا کہ میرے لئے ایسے مقام کا ملنا بہت مشکل ہے یعنی میں اتنی استطاعت

نہیں رکھتا کہ کسی پرفضا مقام پر سکونت اختیار کروں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں سکونت اختیار کروں جو کہ دریا کے کنارے پر ہے۔ چنانچہ میں نے وہ دوائیں ساتھ لیں جو کہ طبیبوں نے میرے لئے تجویز کی تھیں اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا۔ اس وقت افطاری کا وقت تھا اور کوئی شخص آپ کو تحفے کے طور پر منڈی دے گیا تھا اور آپ اس وقت وہی تناول فرمارہے تھے۔ آپ نے مجھ سے بھی فرمایا کہ آؤ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھاؤ۔ باوجود اس بات کے کہ میں تپ دق کے عارضہ میں مبتلا تھا اور منڈی کھانا میرے لئے نقصان کا باعث تھا مگر میں نے آپ کے حکم پر کھائی۔ اس کے بعد جب میں آپ کے پاس سے اٹھا تو مجھے مرض سے مکمل طور پر شفا مل چکی تھی اور مجھے علاج کی قطعاً کوئی ضرورت نہ رہی۔

مٹی سرمہ بن گئی:

ایک دفعہ آپ کے چند معتقد و مرید مل کر سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک نے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے مختلف قسم کی مٹھائیاں خریدیں۔ ان میں ایک دانشمند بھی تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا یہ مختلف تحائف سلطان المشائخ کی خدمت میں یکجا پیش کرو گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے تھوڑی سی خاک راستے میں سے اٹھائی اور ایک کاغذ میں لپیٹ لی۔ جب یہ سلطان المشائخ کے پاس پہنچے تو ہر ایک نے اپنا تحفہ آپ کے سامنے رکھا اور اس دانش مند نے بھی وہ پڑیا کاغذ کی سامنے رکھی۔ آپ کے خادم نے وہ تحائف اٹھانے شروع کیے۔ خادم نے چاہا کہ وہ کاغذ کی پڑیا بھی اٹھا لے کہ سلطان المشائخ نے اس سے فرمایا کہ اس پڑیا کو یہیں رہنے دو کہ یہ خاص ہماری آنکھوں کے لئے سرما ہے۔ وہ دانشمند فوراً تائب ہوا۔ سلطان المشائخ نے اسے خلعت خاص سے سرفراز کیا اور اس سے فرمایا اگر تمہیں وظیفے یا روٹی کی ضرورت ہو تو ہم سے کہو۔

بہتر نوالہ:

ایک دفعہ ایک شخص سلطان المشائخ کی خدمت میں کھانا لایا۔ کھانا لاتے وقت راستے میں اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر سلطان المشائخ اپنے دست مبارک سے میرے منہ میں نوالہ رکھیں تو یہ میری کتنی خوش نصیبی ہو گی۔ جب یہ شخص سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچا تو دسترخوان بڑھایا جا چکا تھا اور سلطان المشائخ اس وقت پان کھا رہے تھے۔ سلطان المشائخ نے

تھوڑا سا پان اپنے منہ سے نکال کر اس کے منہ میں رکھا اور فرمایا لو یہ اس نوالے سے بہتر ہے۔

دلجوئی کا واقعہ:

حضرت ابوبکر وراق جو آپ کی خدمت میں رہنا اپنے لئے سعادت کا باعث سمجھتے تھے اور آپ کا مصلیٰ بچھانے کی خدمت میں پیش پیش رہا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنا جبہ مبارک عطا فرمایا۔ میں وہ جبہ لے کر بہت خوش ہوا اور آپ کا شکریہ ادا کیا۔ ایک شخص نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ آپ کو اس جبہ کی قیمت ادا کر دوں۔ اس شخص کی یہ بات مجھے بہت ناگوار محسوس ہوئی۔ اس کے بعد جب میں چند تحائف لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے فرمایا کہ ان سے ایک سیر گھی لے لو۔ میں نے آپ سے عرض کیا حضور! یہ تو معمولی چیزیں ہیں آپ ان کو قبول فرمالیں۔ آپ نے میری طرف دیکھ اور مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا، تمہیں ہمارا دیا ہوا جبہ گھی کی قیمت میں پڑ جائے گا۔

اللہ نے دل کی بات پوری کر دی:

سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ابتدائے حال میں میں نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ اب میں نہ کتاب لکھواؤں گا اور نہ قیمتاً خریدوں گا۔ اسی زمانے میں ایک آدمی امام غزالی کی ''اربعین'' لے کر آیا جو مجھے بہت پسند آئی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے کتاب نہ خریدنے کا عہد کیا ہے۔ میں اس عہد کو نہیں توڑوں گا لیکن میرا دل اندر سے چاہتا تھا کہ اس کتاب کو خرید لوں۔ آخر چند روز کے بعد ایک شخص وہی کتاب میرے لئے تحفتاً لایا۔ میں نے اس کے تحفے کو قبول کر لیا۔

اللہ کی عنایت کا عجب انداز:

ایک صادق القول عزیز نے خواب میں دیکھا کہ سلطان المشائخ بہشت میں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ حق تعالیٰ ہر روز مجھے وظیفہ دیتا ہے۔ یہ شخص سلطان المشائخ کے رعب کی وجہ سے یہ نہ پوچھ سکا کہ وہ وظیفہ کیا ہے جو حق تعالیٰ آپ کو دیتا ہے۔ پھر خود ہی سلطان المشائخ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ دنیا میں مجھ سے ہر روز خلقت کو وظیفہ دلاتا ہے۔ پھر اسے قبول فرما کر اپنی عنایت سے اس کے عوض کئی ہزار دوزخیوں کا وظیفہ

مقرر فرماتا ہے کہ جو ہر روز بخش دیے جاتے ہیں۔

ایک مست سے ملاقات:

سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں مولانا رشید الدین نغری کی زیارت کر کے واپس ہو رہا تھا ان کے مکان کے پاس ایک گلی تھی۔ میں نے اس گلی میں دیکھا کہ ایک مست مدہوش چلا آ رہا ہے۔ مجھے خیال ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آدمی مجھے تکلیف پہنچائے۔ میں دوسری طرف ہو گیا۔ وہ بھی اسی طرف آ گیا جدھر میں نے رخ کیا تھا۔ میں اللہ پر توکل کر کے تیز تیز چلنے لگا۔ وہ شخص میرے پاس آیا اور مجھے سلام کیا اور مجھ سے بغل گیر ہوا اور میرے سینے کو بوسہ دے کر کہنے لگا، الحمد للہ! ایسے سینہ ابھی مسلمانوں میں موجود ہے یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ وہاں نہ تھا۔

حق تعالیٰ کی محبت کی مہک:

شیخ نصیر الدین محمود روایت کرتے ہیں کہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں دروازہ بل کے قریب تھا اور مجھ پر ایک انتہائی مایوسی کی کیفیت طاری تھی۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ نظام! تم کہاں اور محبت الٰہی کہاں۔ میں اسی عالم میں شیخ رساں کے روضہ مبارک میں گیا اور چلہ کھینچا۔ جب چلہ ختم ہوا تو میں نے دیکھا کہ روضہ شیخ رساں میں ایک خشک درخت تھا جو سرسبز ہو گیا۔ میں نے شیخ کے روضے کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا میں چالیس روز تک چلہ کھینچتا رہا مگر میرا حال نہ بدلا۔ میں یہ بات کہہ کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں میں نے ایک آدمی دیکھا لڑکھڑاتا ہوا چلا آ رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ یہ آدمی نشے میں ہے۔ میں راستہ بدل کر دوسری طرف چلنے لگا۔ وہ آدمی میری طرف آیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب خدا ہی کی پناہ چاہنی چاہیے۔ میں نے اس کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا میں نے دونوں ہاتھ بڑھائے اور اس سے معانقہ کیا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ اس کے منہ اور سینے سے عطر کی خوشبو آ رہی ہے، یہاں تک کہ اس نے مجھ سے کہا کہ اے صوفی! تیرے سینے سے حق تعالیٰ کی محبت کی بو آ رہی ہے یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔

رحمت کی بارش:

ایک مرتبہ دہلی میں کئی دنوں تک بارش نہ ہوئی۔ لوگ بارش کے نہ ہونے سے

بہت پریشان تھے۔ بہت سے لوگ اکٹھے ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، حضور! کئی دن ہو چکے ہیں دہلی میں بارش نہیں ہوئی ہم اسی پریشانی کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں تا کہ اللہ تعالیٰ دہلی پر بارش برسائے۔ لوگوں کی بات سن کر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت منبر مبارک پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنی بغل سے اپنی والدہ ماجدہ کی قمیض کا ایک پرانا سا کپڑا نکال کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ پھر یوں دُعا مانگی، اے اللہ! اس کپڑے کی حرمت کے طفیل جو کہ ایک ضعیفہ کی قمیض کا ہے اور جس پر کسی نامحرم کی نگاہ نہیں پڑی تو بارش برسا دے۔ آپ کی دُعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور یکا یک اسی وقت آسمان پر کالی گھٹا چھا گئی چند بادل آئے اور بارش برسانے لگے۔

نیا وضو کر کے آؤ:

قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سلطان المشائخ کی خدمت میں گھر سے وضو کر کے حاضر ہوا لیکن مجھے اپنے دل میں شک تھا کہ میں نے نیا وضو کیا ہے یا نہیں۔ سلطان المشائخ نے میرے اس شک کو نورِ باطن سے معلوم کر لیا اور فرمایا کہ ایک مرتبہ سید اجل کا بیٹا میرے پاس آیا۔ میں ہر چند اس سے بات کرتا تھا لیکن اسے حاضر دماغ نہیں پاتا تھا۔ آخر میں نے اس سے پوچھا، سید! تیرا کیا حال ہے کہ میں تجھے غائب دماغ پاتا ہوں۔ اس نے کہا کہ میرے مخدوم! بات یہ ہے کہ میں نے گھر میں وضو کیا تھا لیکن شاید میں نے تجدید وضو نہیں کیا۔ اس لئے میرا دل سخت پریشان ہے۔ میں نے کہا، سید جا اور وضو کر کے مطمئن ہو کر آ اور پھر مطمئن ہو کر دل جمعی سے بیٹھ۔ سلطان المشائخ نے جب یہ بات ختم کی تو میں بھی فوراً اٹھا اور میں نے عرض کیا کہ میں بھی اسی مخمصے میں مبتلا ہوں۔ سلطان المشائخ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا تم جاؤ اور وضو کر کے آؤ۔

ایک روز دو مرید سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے وضو میں احتیاط نہ کی تھی۔ جب وہ سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچے تو سب سے پہلے جو بات آپ نے ان سے کی وہ یہ تھی کہ وضو میں احتیاط کرنی چاہئے کہ وضو خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

حصول اولاد نرینہ:

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے باکمال مرید مولانا موید الدین انصاری

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے گھر میں کوئی اولاد نرینہ نہیں ہوتی تھی میں اس نعمت سے محروم تھا۔ چونکہ میری بیوی بھی آپ کی مرید تھی اس لئے میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاؤ اور آپ سے عرض کرو کہ میں اولاد نرینہ کی نعمت سے محروم ہوں اور چاہتا ہوں کہ میرے گھر اولاد نرینہ کی پیدائش ہو۔ چنانچہ میں اس غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بارے میں آپ سے عرض کی۔ آپ نے میرے لئے ایک روٹی اور کھجور منگوائی۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ اس روٹی میں سے تھوڑا تھوڑا کھاؤ یہاں تک کہ جب تم اپنے گھر والوں کے پاس پہنچو تو یہ روٹی ختم ہو جائے۔ پھر جب تم اپنے گھر میں داخل ہو جاؤ تو یہ کھجور اپنی بیوی کو دے دینا تا کہ وہ اسے کھا لے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک صالح بیٹا عطا فرمائے گا۔ مولانا موید الدین انصاری بیان فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے فرمان کے مطابق عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے مجھے ایک انتہائی صالح اور نیک سیرت فرزند عطا فرمایا یعنی آپ کے گھر مولانا نور الدین محمد انصاری کی ولادت ہوئی جو نہایت باعمل عالم اور فضیلت والے تھے۔

روحانی پرواز:

مولانا بدر الدین مرید جن کو رفیق بھی کہتے تھے جو بات کے بڑے سچے تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات سلطان المشائخ کے دروازے پر ایک اونٹ دیکھا کہ وہ کھڑکی کے نیچے کھڑا ہے۔ سلطان المشائخ اس پر سوار ہوئے اور وہ اونٹ ہوا میں اڑنے لگا۔ میں بے خود ہو گیا۔ جب میں بیدار ہوا اور خواب کا اثر جاتا رہا یہاں تک کہ رات آخر ہو گئی تو میں نے پھر دیکھا کہ وہ اونٹ دریچے کے نیچے کھڑا ہوا ہے۔ سلطان المشائخ دریچے کو بند کر کے گھر میں تشریف لے گئے اور اونٹ واپس چلا گیا۔

صبح کی نماز خانہ کعبہ میں ادا کرنا:

شیخ نجم الدین صفاہانی ساٹھ سال تک خانہ کعبہ کے مجاور رہے۔ انہوں نے خانہ کعبہ کے قریب ایک گھر بنوایا تھا کہ ہمیشہ گھر میں بیٹھ کر ان کی نظریں خانہ کعبہ پر پڑتی رہتی تھیں۔ شیخ کامل الحال بزرگ تھے۔ ایک روز مکہ معظمہ کے مجاوروں نے ان سے پوچھا کہ آج سلطان المشائخ مقتدائے عالم ہیں اور خدا کی مخلوق کو مقصد تک پہنچا دیتے ہیں لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ خانہ کعبہ کی زیارت نہیں کرتے اور دولت حج سے مشرف نہیں ہوتے؟ شیخ نجم

الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ اکثر فجر کی نماز میں خانہ کعبہ میں حاضر ہوتے ہیں اور ہمارے ساتھ جماعت میں شریک ہوتے ہیں۔ احتمال ہے کہ وہ شتر فرشتہ ہو کر غیب سے آیا ہو اور سلطان المشائخ کو خانہ کعبہ لے جاتا ہو۔

سواری کا تحفہ:

• سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ غیاث پور کے قیام سے پہلے میں کیلو کھری کی مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ گرم ہوائیں چلتی تھیں اور مسجد کا فاصلہ ایک کوس تھا اور میں روزے سے تھا۔ مجھے چکر آنے لگے اور میں ایک دکان پر بیٹھ گیا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ اگر میرے پاس سواری ہوتی تو میں اس پر سوار ہو کر جاتا۔ بعد میں شیخ سعدی کا یہ شعر میری زبان پر آیا: ؎

ما قدم از سر کنیم در طلب دوستاں
راہ بجائے برد ہر کہ باقدام رفت

میں نے اس خطرے سے توبہ کی۔

اس واقعہ کو تین روز گزرے تھے کہ خلیفہ ملک یار پراں رحمۃ اللہ علیہ میرے لئے ایک گھوڑی لے کر آیا اور مجھ سے کہا کہ اسے قبول کیجئے۔ میں نے اس سے کہا کہ تم خود ایک درویش ہو، میں تم سے یہ کیسے قبول کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ تین راتوں سے میں برابر خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے شیخ مجھ سے برابر فرما رہے ہیں کہ فلاں شخص کے پاس گھوڑی لے کر جاؤ۔ میں نے کہا، بے شک تمہارے شیخ نے تم سے کہا ہے لیکن اگر میرے شیخ بھی کہیں گے تو میں یہ گھوڑی تم سے لے لوں گا۔ اسی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ شیوخ العالم مجھ سے فرماتے ہیں کہ ملک یار پراں کی دل جوئی کے لئے یہ گھوڑی قبول کرو۔ دوسرے روز وہ گھوڑی لے کر آیا تو میں نے اسے فرستادہ حق سمجھ کر قبول کر لیا۔ اس کے بعد سے میرے گھر میں گھوڑوں کی کمی نہیں ہوئی۔ وہ گھوڑی ایک مدت تک میرے گھر رہی۔ بعد میں میں نے یہ گھوڑی اپنے بھانجے خواجہ محمد کو دے دی۔

شاہان وقت کی غیرت مندی:

آپ کی شان بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ وقت کے بادشاہ اور سلطان بھی آپ کے در کی حاضری کو اپنے لئے سرمایہ حیات سمجھتے تھے مگر آپ نے کبھی کسی کو اس کی سلطنت و حشمت

کی وجہ سے خصوصی توجہ نہ دی تھی بلکہ بادشاہ اور امراء کو آپ خاطر میں نہ لاتے تھے۔ آپ کی عظمت و کرامت کی شہرت ہر چار سو عالم میں پھیلی ہوئی تھی۔ آپ کی اس شہرت اور مقبولیت اور لوگوں کا آپ سے اعتقاد دیکھ کر بعض حاسد قسم کے لوگ جو اولیاء کرام سے حسن ظن نہ رکھتے تھے آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہوئے اور حسد کی آگ میں جل کر سلطان علاء الدین خلجی کے پاس پہنچے اور سلطان کے کان بھرے کہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ساری خلقت کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے اور اس شہر میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ان کے آستانہ کی خاک کو اپنے سر کا تاج نہ بناتا ہو۔ اس کے علاوہ ان کا دستر خوان بھی اس قدر وسیع ہے کہ رشک آتا ہے۔

انہوں نے بادشاہ وقت سے اس طرح کی باتیں کیں کہ جس سے بادشاہ کو انہوں نے یہ باور کرا دیا کہ سلطان المشائخ کی وجہ سے اس کی حکومت کو خطرہ لاحق ہے۔ اس لئے کہ اس سے قبل بھی بادشاہوں کی سلطنت کو اسی گروہ سے نقصان پہنچا ہے۔ اس قسم کی باتیں انہوں نے گاہے بگاہے بادشاہ سے کہیں اور اس کے دل میں حکومت چھن جانے کا خوف بٹھا دیا چونکہ سلطان علاء الدین خلجی ایک بہادر اور نڈر بادشاہ تھا اور اس نے اپنی حکومت کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے بہت جدوجہد کی تھی اور مخالفین کا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا۔ اس لئے اس کے دل میں یہ بات براجمان ہوگئی کہ کہیں یہ بات سچ نہ ہو کیونکہ میرے تمام درباری، مقربین خاص، ملازم اور عوام الناس سب کے سب سلطان المشائخ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو چکے ہیں۔ چنانچہ کوئی ایسی تدبیر اختیار کرنی چاہئے کہ جس سے یہ پتہ چل جائے کہ سلطان المشائخ اس کے ملک پر قبضہ و اقتدار ہونے کی خواہش رکھتے ہیں یا نہیں۔

اس مقصد کے لئے سلطان علاء الدین خلجی نے بادشاہی امور کے بارے میں کچھ باتیں تحریر کروا کر ایک مسودہ تیار کروایا۔ اس مسودہ میں ایک بات یہ بھی تھی کہ چونکہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مخدوم جہاں ہیں اور خلقت اپنی دینی و دُنیاوی حاجات کے لئے آپ سے رجوع کرتی ہے۔ اس ملک کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ نے مجھے مرحمت فرمائی ہے اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ ہر کام اور مصلحتوں میں آپ کے مشوروں پر عمل کروں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ میری اور حکومت کی بہتری جس کام میں سمجھتے ہیں اس سے مجھے مطلع فرمائیں تاکہ میں بصد شوق آپ کے فرمان کی تعمیل کے لئے کوشش کروں۔ اس لئے کہ آپ کے مشورہ پر ہی میری اور میری سلطنت کی سلامتی منحصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے یہ چند

باتیں تحریر کروا کر آپ کی خدمت میں روانہ کی ہیں۔ آپ اپنے قلم مبارک سے اس کے جواب میں وہ مشورے لکھ کر بھیج دیں جن میں سلطنت کی بہتری اور فلاح ہو۔

اس مسودہ کو تیار کروا کر علاء الدین خلجی نے اپنے بڑے صاحبزادے خضر خان کو دیا جو کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدت مند اور مرید تھا۔ سلطان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تم سلطان المشائخ کی خدمت میں جاؤ اور ان کی قدم بوسی کرنے کے بعد یہ کاغذ ان کو دے دینا۔ خضر خان اپنے والد کے حکم کی تعمیل میں کاغذ لے کر چل پڑا اس کو یہ علم نہ تھا کہ اس کاغذ میں کیا تحریر کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس نے وہ کاغذ سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش کر دیا۔ سلطان المشائخ نے اس کاغذ کو لے لیا اور پڑھے بغیر حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ فاتحہ پڑھو۔ پھر فرمایا، درویشوں کو بادشاہوں کے کاموں سے کیا سروکار۔ میں درویش ہوں۔ تمہارے شہر میں قیام پذیر ہوں اور عام مسلمانوں اور بادشاہ کے حق میں دُعا کرتا رہتا ہوں اگر اس بارے میں سلطان مجھے کچھ لکھے گا تو میں یہاں سے کوچ کر کے کسی دوسرے شہر میں سکونت اختیار کر لوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی زمین بہت بڑی ہے۔ خضر خان نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جواب جب سلطان علاء الدین خلجی کو پہنچایا تو سلطان بہت خوش ہوا اور کہا کہ مجھے معلوم تھا کہ دشمنوں نے سلطان المشائخ پر ایک جھوٹا الزام لگایا ہے مگر دشمن چاہتے تھے کہ میں اولیاء کرام سے کوئی گستاخی کروں اور ان سے جھگڑا کروں تاکہ اس سے ملک میں انارکی پھیلے۔

سلطان علاء الدین خلجی نے اپنی اس حرکت پر معذرت کرتے ہوئے آپ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کا عقیدت مند ہوں اپنی اس گستاخی پر آپ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ مجھے معافی عنایت فرمائیں اور اس بات کی اجازت بھی مرحمت فرمائیں کہ میں بذات خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوسی کی سعادت حاصل کروں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کی اس درخواست کے جواب میں فرمایا کہ سلطان کے آنے کی کوئی ضرورت نہیں میں سلطان کے حق میں غائبانہ دُعا کرتا ہوں اور غائبانہ دُعا میں اثر زیادہ ہوتا ہے۔ سلطان علاء الدین خلجی کو جب سلطان المشائخ کا یہ جواب ملا تو اس نے عجز و انکسار کا مظاہرہ کرتے ہوئے بڑے عاجزانہ انداز سے خدمت میں حاضر ہونے کی التجا کی مگر آپ نے علاء الدین خلجی کو پیغام بھیجا کہ اس درویش کے گھر کے دو دروازے ہیں اگر بادشاہ ایک دروازے سے آئیں گے تو میں دوسرے دروازے سے نکل جاؤں گا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بادشاہوں کی قربت کو پسند نہ کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرنے کے لئے بے چین رہا کرتے تھے۔ سلطان جلال الدین خلجی کو بھی سلطان المشائخ سے شرف ملاقات حاصل کرنے کی بڑی آرزو تھی اور اسی لئے اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا مگر آپ نے اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ امیر خسرو سلطان جلال الدین خلجی کے دربار سے متعلق تھے۔ اس کے علاوہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص بھی تھے۔ سلطان نے ان سے مشورہ کیا کہ وہ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرے گا۔ بادشاہ یہ فیصلہ کرکے بہت خوش تھا کہ اس طرح سے وہ اپنی حاضری کی خواہش پوری کرلے گا۔ امیر خسرو شش و پنج میں پڑ گئے کہ کیا کیا جائے انہوں نے یہ مناسب خیال کیا کہ وہ بادشاہ کے اس ارادے کی خبر سلطان المشائخ کو پہنچا دیں اس لئے کہ اگر میں نے بادشاہ کے اس ارادے کی اطلاع اپنے مرشد کو نہ دی تو مرشد پاک کہیں مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں کہ جب تمہیں اس بات کا علم تھا تو تم نے مجھے کیوں نہیں یہ بات بتائی۔ کافی سوچ بچار کے بعد امیر خسرو نے اس بات کا فیصلہ کرلیا کہ یہ بات مجھے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو بتا دینی چاہئے چنانچہ امیر خسرو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بادشاہ کے ارادے کی خبر دی اور کہا کہ بادشاہ کل آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے تشریف لائیں گے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سن کر اسی وقت اپنے مرشد حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے پاکپتن شریف چلے گئے۔ اس بات کی حقیقت کے بارے میں جب سلطان جلال الدین خلجی کو پتہ چلا تو وہ امیر خسرو سے خفا ہوا اور امیر خسرو کو بلوا کر کہا کہ تم نے میرا پوشیدہ بھید حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ پر ظاہر کرکے مجھے ان کی قدم بوسی کی سعادت سے محروم کر دیا۔ حضرت امیر خسرو نے جواب دیا کہ مرشد کے خفا ہو جانے سے ایمان کے سلب ہونے کا خطرہ تھا۔ سلطان جلال الدین خلجی چونکہ دانشمند اور معاملہ فہم تھا اس لئے امیر خسرو کے اس جواب سے خوش ہوا اور اس بات کا کوئی نوٹس نہ لیا۔

سلطان علاء الدین خلجی حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا معتقد قدردان اور عقیدت مند تھا اس کی یہ خواہش ہی رہی کہ اسے سلطان المشائخ کی قربت نصیب ہو اپنی اس خواہش کے احترام میں اس نے اپنے ولی عہد خضر خان اور چھوٹے بیٹے شادی خان کو حضرت خواجہ

نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی مریدی میں دے دیا تھا۔ جب علاء الدین خلجی کا انتقال ہو گیا تو صورتحال ایسی پیدا ہوئی کہ خضر خان کو حکمرانی نہ مل سکی اس کا سبب یہ ہوا کہ علاء الدین خلجی کا تیسرا بیٹا قطب الدین خان جو بڑا چالاک اور بد طینت شخص تھا اس نے دھوکہ دہی سے حکومت پر قبضہ کر لیا اور اپنے بڑے بھائی خضر خان کو پہلے تو اندھا کر دیا پھر دوسرے بھائی شادی خان سمیت اسے موت کے گھاٹ اتار دیا چونکہ قطب الدین بدفطرت حکمران تھا اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پرخاش رکھتا تھا۔ اس نے آپ سے جھگڑا کرنا چاہا۔ اس نے دہلی میں ایک مسجد ''جامع مسجد میری'' کے نام سے تعمیر کروائی۔ جب مسجد مکمل طور پر تعمیر ہو گئی تو اس نے پہلے جمعۃ المبارک کے دن تمام علماء و مشائخ کو طلب کیا کہ وہ تمام اس کی تعمیر کرائی ہوئی مسجد میں نماز جمعہ پڑھیں۔ یہ پیغام اس نے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی پہنچایا مگر آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو مسجد ہمارے نزدیک ہے اس کا حق ہم پر زیادہ ہے کہ ہم وہیں پر اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھیں چنانچہ آپ قطب الدین کی تعمیر کروائی ہوئی ''مسجد میری'' میں نہ گئے۔ قطب الدین نے اس بات کا برا منایا۔

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اس شاہی رسم کی بھی کوئی پرواہ نہ کی جس کے تحت ہر قمری ماہ کی یکم تاریخ کو علماء کرام، مشائخ عظام، اکابرین شہر اور دیگر شاہی عہدیدار بادشاہ کو نئے چاند کی مبارکباد دینے کی غرض سے دربار میں حاضر ہوتے تھے مگر حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی حاضری نہ دی تھی۔ آپ کے مخالفین اور حاسدوں کے ہاتھ جب یہ دو باتیں آ گئیں تو انہوں نے سلطان قطب الدین کے کان بھرے اور کہا کہ بادشاہ کے بلوانے کے باوجود سلطان المشائخ مسجد میں نہیں آئے اور نہ ہی چاند کی یکم تاریخ کو مبارکباد دینے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ دوسرے مشائخ عظام حاضری دیتے ہیں۔ اس پر سلطان نے ایک اور پیغام آپ کو بھیجا کہ جس طرح تمام علماء و مشائخ سلام کرنے کے لئے اور مبارکباد دینے کے لئے دربار میں حاضر ہوتے ہیں آپ بھی میرے حضور حاضری دیا کریں۔ آپ نے اس کے اس پیغام کے جواب میں فرمایا کہ ہم فقیروں کا یہ دستور نہیں کہ بادشاہوں سے ملیں اور ان کے درباروں میں حاضری دیں۔ یہ جواب سن کر قطب الدین بہت آگ بگولا ہوا اور جوش دستی میں آ کر کہا، اگر آئندہ چاند کی یکم تاریخ کو میرے حضور پیش نہ ہوں گے تو میں زبردستی بلاؤں گا جیسا کہ وہ میری عادت کو جانتے ہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ وہ آئندہ ماہ کی یکم تاریخ کو مجھ سے ملاقات کریں۔ اس بات کی خبر جب آپ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا،

میں اپنی ذاتی رائے بدل سکتا ہوں مگر بزرگوں کے طریقے کو نہیں بدل سکتا۔

آپ کے مریدین اور عقیدت مند سلطان قطب الدین کی اس دھمکی سے بہت پریشان ہوئے مگر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی فکر نہ تھی۔ آپ بالکل مطمئن تھے اور پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت یہ ہوئی کہ جب مقررہ چاند رات ہوئی تو اچانک اس رات کو قطب الدین کا ایک خوبصورت غلام خسرو خان جو کہ اس تاک میں تھا کہ کسی طرح حکومت پر اس کا قبضہ ہو جائے نے قطب الدین کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور اس کا سرتن سے جدا کر کے اس کے جسم کو محل کے اوپر سے نیچے گرا دیا اور اس کا سر نیزے پر چڑھا کر محل کے اوپر سے عوام الناس کو دکھایا۔ اس طرح قطب الدین کا فتنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں کی تعداد میں مزید اضافہ ہو گیا۔

ایک دن آپ نے اپنی آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا کہ میں دُنیا سے نفرت کرتا ہوں اور مجھے جو کچھ بھی ملا اپنے شیخ کی برکت سے ملا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ایک دن جب میں اپنے مرشد شیخ الشیوخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے رخصت ہونے لگا تو انہوں نے مجھے سفر خرچ کے لئے ایک سکہ دیا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ان کا یہ حکم ہوا کہ آج نہ جاؤں اور کل چلا جاؤں۔ چنانچہ میں رک گیا۔ پھر جب افطاری کا وقت قریب ہوا تو گھر میں روزہ افطار کرنے کے لئے کوئی چیز موجود نہ تھی۔ میں نے عرض کی، شیخ! آپ نے مجھے ایک سکہ سفر خرچ کے لئے مرحمت فرمایا تھا اگر اجازت فرمائیں تو میں اس سے افطاری کا کوئی انتظام کرلوں۔ مرشد میری اس بات سے بہت خوش ہوئے اور میرے حق میں دُعا فرمائی پھر ارشاد فرمایا نظام الدین! میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے تھوڑی سی دُنیا طلب کی ہے۔ مرشد پاک کی یہ بات سن کر میں لرز اٹھا اور میرے دل میں یہ خیال آیا کہ بے شمار بزرگ اسی دُنیا کے باعث فتنے میں مبتلا ہوئے ہیں تو میرا کیا حال ہوگا۔ یہ خیال ابھی میرے دل میں گزرا ہی تھا کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا، تم تسلی رکھو کہ تم کسی فتنہ میں نہ پڑو گے۔ مرشد پاک کی یہ بات سن کر میں بہت ہی خوش ہوا۔

پھر فرمایا کہ ایک شب میں نے رات کے آخری پہر میں دیکھا کہ مکان کے صحن میں ایک عورت جھاڑو دینے میں مشغول ہے۔ میں نے آگے بڑھ کر اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں دنیا ہوں اور مخدوم کے گھر میں جھاڑو دے رہی ہوں۔ میں نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا، اے فتنہ میں ڈالنے والی! میرے گھر میں تیرا کیا کام۔ جا میرے گھر سے چلی

جاؤ میں نے اس سے بہت مرتبہ جانے کے لئے کہا لیکن وہ جانے کا نام ہی نہ لیتی تھی۔ آخرکار میں نے اسے گردن سے پکڑا اور اسے کھینچ کر گھر سے باہر نکال دیا مگر وہ پھر بھی بار بار اپنی شکل مجھے دکھاتی تھی اور مجھے اپنی طرف متوجہ کرتی تھی۔

اقوال حضرت نظام الدین اولیاء چشتی رحمۃ اللہ علیہ

اولیاء کا عشق ان کی عقل پر غالب ہوتا ہے۔

جس کی طبع لطیف ہو وہ جلدی برہم ہو جاتا ہے۔

جس میں علم و عشق و عقل ہو وہ خلافت مشائخ کے شایان ہوتا ہے۔

درویش کو چاہئے کہ نہ خوشی سے خوش ہو نہ غمی سے غم ناک۔

ہر ایک کا ظلم سہنا چاہئے اور اس کا بدلہ لینے کی نیت بھی نہیں کرنی چاہئے۔

فرمایا: درویش کو پردہ پوش ہونا چاہئے۔ پردہ پوشی سب عبادتوں سے افضل ہے۔

سالک جب پیر کی بیعت میں مستقیم ہو تو جو کچھ اس سے پہلے کر گزرا ہو اس کے لئے اس سے مواخذہ نہیں کیا جاتا۔

معاملے کے وقت اس قسم کی گفتگو کرنی چاہئے جس سے گردن کی رگیں نمودار نہ ہوں یعنی تعصب اور غضب کی علامت نہ پائی جائے۔

فرمایا: جھوٹی قسم کھانا، زنا کرنا، مومن سے شرارت کرنا، شیطان کے نزدیک افضل کام ہیں۔

فرمایا: حق تعالیٰ کے اولیاء اور دوستوں نے سالہا سال نفس کی آرزو پوری نہیں کی اور اسے بری طرح مارا ہے۔

فرمایا: جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچے تو اسے بددعا نہ کرنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ لے۔

عارف اللہ ہمیشہ خاموش رہتا ہے اور صرف حسب ضرورت کلام کرتا ہے۔

عارف کے ستر مقام ہیں۔ ان میں سے ایک اس کی مرادوں کا نہ ملنا ہے۔

فرمایا عشق اور عقل ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ علماء اہل عقل ہیں اور درویش اہل عشق ہیں۔

فرمایا: جو شخص کسی شیخ یا عالم دین کی بے عزتی کرے گا وہ دنیا و آخرت میں منافق

اور لعنتی ہوگا نعوذ باللہ۔

فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی مقام سے گرے تو شروع میں گرے اگر یہاں سے بھی گر گیا تو پھر اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔

فرمایا! گناہ سے ایک مرتبہ توبہ کی جاتی ہے مگر طاعت سے ہزار مرتبہ یعنی جس طاعت میں ریا کا میل ہو وہ گناہ سے بھی بدتر ہے۔

فرمایا! جب کوئی بندہ ادنیٰ چیز کو خدا کے لئے چھوڑتا ہے تو اس سے بہتر شے اسے مل جاتی ہے۔

فرمایا! ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی نگاہ میں تمام خلقت مچھر سے بھی کم حقیقت معلوم نہ ہو۔

فرمایا! جس نے گناہ اور نافرمانیاں کی ہوں اور ان نافرمانیوں سے حظ اٹھایا ہو جب وہ توبہ کر کے اطاعت کرے گا تو اسے اطاعت میں بھی ویسا ہی حظ آئے گا۔

فرمایا اگر مجنوں کے دل میں نماز کے وقت دنیا کا خیال آئے تو از سر نو نماز پڑھتے ہیں اگر عاقبت کا خیال آجائے تو سجدہ سہو بجالاتے ہیں۔

فرمایا: صبر اس کا نام ہے کہ مصیبت سے کسی طرح کی کراہت نہ کرے اور ایسا معلوم ہو کہ اس پر کوئی مصیبت نازل ہی نہیں ہوئی۔ تمام چیزوں کی کنجی صبر ہے۔

حضرت امیر خسرو نے پوچھا محبت میں مصیبت کیوں ہوتی ہے۔ فرمایا اس لئے کہ ہر کمینہ اس کا دعویٰ نہ کرے۔

فرمایا جو مصیبت دوست کی طرف سے ہوتی ہے وہ مصیبت نہیں ہوتی بلکہ عین نعمت ہوتی ہے۔

فرمایا! ترک دنیا سے یہ مراد نہیں ہے کہ انسان اپنے تئیں ننگا رکھے، لنگوٹا باندھ کر بیٹھ جائے۔ درویش لباس بھی پہنے اور کھائے بھی لیکن جو کچھ اسے ملے اس کی طرف راغب نہ ہو۔ اس سے دل نہ لگائے۔

تین وقتوں میں نزول رحمت ہوتا ہے۔ ایک سماع کی حالت میں دوسرے وہ کھانا کھاتے وقت جو اطاعت کی قوت کی نیت سے کھایا جائے اور تیسرا درویشوں کے حالات بیان کرتے وقت۔

فرمایا! مومن کی دل آزاری اللہ کو ستانے کے ہم معنی ہیں۔ مومن وہ ہے کہ اگر وہ

مشرق میں ہے اور مغرب میں ایک مومن کے پاؤں میں کانٹا چبھے تو اس کو یہاں درد محسوس ہو۔

فرمایا جو اہل سماع اور صاحب درد ہیں انہیں قوال کے صرف ایک شعر پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور جو لوگ درد و ذوق نہیں رکھتے انہیں خواہ کتنے ہی ساز ہوں کچھ اثر نہیں ہوتا۔

مرد جب علم سیکھتا ہے تو اسے شرف حاصل ہوتا ہے اور جب اطاعت کرتا ہے تو اس کے کام کی بہتری ہوتی ہے۔ اس موقع پر پیر کو چاہئے جو دونوں کو توڑ دے یعنی علم اور عمل دونوں کو اس کی نظر سے گرا دے گا کہ خود پسندی میں مبتلا نہ ہو جائے۔

فرمایا! شعر ایک لطیف چیز ہے۔ مگر وہ سخت بے لطف ہوتا ہے جب تعریف میں کہا جائے اور کہیں پیش کیا جائے اسی طرح علم بھی بہت اچھی شے ہے مگر اس کی عزت جاتی رہتی ہے اگر اسے حاصل کر کے در در کا چکر لگایا جائے۔

جب ایک مرتبہ پیٹ بھر جائے تو پھر اور نہیں کھانا چاہئے البتہ دو شخصوں کو کھانا جائز ہے۔ ایک وہ جس کے ہاں مہمان آئے ہوئے ہوں اور وہ ان کی خاطر ان کے ساتھ مل کر اور کچھ کھا لے اور دوسرے وہ جو روزہ رکھتا ہے اور سمجھتا ہو کہ سحری کے وقت شاید کچھ نہ مل سکے۔

فرمایا! جب تک اللہ جل شانہ کی محبت قلب کے خداف میں ہوتی ہے تب تک گناہ کا صادر ہونا ممکن ہے لیکن جب دل کے آس پاس آجاتی ہے تو پھر ممکن نہیں کہ گناہ صادر ہو۔

اعانت حقوق ہمسایہ کے متعلق فرمایا کہ ① جب ہمسایہ قرض مانگے تو اسے دو ② اس کی ضرورت پوری کرو ③ بیماری میں اس کی عیادت کرو ④ مصیبت میں غم خواری کرو ⑤ مر جائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھو اور میت کے ساتھ جاؤ۔

فرمایا! شرط عیادت یہ ہے ① تین دن بعد بیمار پرسی کو جائے ② پاس بیٹھ کر نصیحت کرے کہ بیماری کفار گناہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اسے بیمار کر ڈالتا ہے ③ بیمار کو صدقہ دینے کی ترغیب دے اور کہے صدقہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

ایک مرتبہ سماع اور اہل سماع کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک شخص نے آ کر اطلاع دی کہ آپ کے کچھ دوست جمع ہوئے ہیں اور بانسریاں بھی لائے ہیں۔ فرمایا میں نے تو منع کیا تھا کہ بانسریاں اور جو حرام چیزیں ہیں نہ آنی چاہئیں کیونکہ یہ سب کھیل تماشے ہیں جب تالی بجانے کی ممانعت ہے تو بانسری کی ضروری ہوگی۔

فرمایا! خلقت کی چار قسمیں ہیں ① وہ جن کا ظاہر آراستہ اور باطن خراب ہو ② جن کا ظاہر خراب اور باطن آراستہ ہو ③ جن کا ظاہر و باطن دونوں خراب ہوں ④ جن کا ظاہر اور باطن دونوں آراستہ ہوں۔ پہلی قسم کے لوگ متعبد کہلاتے ہیں جو عبادت تو بہت کرتے ہیں مگر ان کے دل دنیا میں مشغول ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ مجذوب ہیں۔ تیسری قسم کے لوگ (ریاکار) عالم ہیں اور چوتھی قسم والے مشائخ بھی ہوتے ہیں۔

وصال مبارک:

سلطان اولیاء، کاشف اسرار رحمانی، محبوب العالمین، سلطان المشائخ، نظام الحق و الدین حضرت سید خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ وصال مبارک سے پہلے اس قدر بیمار ہوئے کہ آپ پر نقاہت طاری ہو جایا کرتی تھی۔ بیماری کے چالیس دنوں میں آپ نے کھانا کھانا بھی ترک کر دیا تھا گفتگو بھی کم ہی فرماتے تھے۔

سیر الاولیاء کی روایت ہے کہ یہ جمعہ کے دن کا واقعہ ہے کہ آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی آپ کا باطن انوار و تجلیات سے اس قدر منور و تاباں ہو گیا کہ آپ نے نماز کے دوران بارگاہ الٰہی میں سجدے کیے۔ اسی حیرانی و تعجب کے عالم میں آپ گھر میں تشریف لائے اور آپ پر گریہ طاری ہو گیا بہت زیادہ زاری کی اور پھر بے ہوش ہو گئے۔ ہر روز اسی طرح ہوتا کبھی ہوش میں آ جاتے اور کبھی آپ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی جب ہوش میں آتے تو فرماتے کہ آج جمعہ کا دن ہے اور دوست کو دوست کا وعدہ یاد آتا ہے۔ اسی حالت میں آپ پر استغراق کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اسی کیفیت میں بار بار فرماتے ہیں کہ کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ میں نے نماز پڑھ لی ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے نماز پڑھ لی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں پھر نماز ادا کرنا چاہتا ہوں چنانچہ آپ ہر نماز کو دو مرتبہ پڑھتے۔ چند یوم تک آپ پر یہی کیفیت طاری رہی یعنی آپ استغراق کی حالت میں بار بار یہی فرماتے کہ آج جمعہ کا دن ہے کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے اور میں نے نماز ادا کر لی ہے یا نہیں۔ کبھی آپ یہ بھی ارشاد فرماتے کہ می رویم و می روم و می رویم یعنی ہم جا رہے ہیں ہم جا رہے ہیں ہم جا رہے ہیں۔

اسی استغراق کی حالت میں ایک دن جب کچھ ہوش میں تھے تو اپنے عزیزوں، خادمین اور مریدوں کو اپنے پاس بلایا اور ان کی طرف متوجہ ہو کر اپنے خادم خواجہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا، تم سب اس بات کے گواہ رہنا کہ اگر اس نے گھر میں کوئی

بھی غلہ رکھا تو کل بروز قیامت یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خود جواب دہ ہوگا۔

حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر خواجہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ قلب پر رقت طاری ہو گئی اور عرض کی۔ مخدوم! میں کوئی بھی چیز باقی نہیں رہنے دوں گا تمام چیزیں آپ کے نام پر صدقہ کر دوں گا چنانچہ خواجہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح ہی کیا اور جس قدر غلہ موجود تھا اور جو بھی چیزیں پڑی ہوئی تھیں وہ تمام حاجت مندوں میں تقسیم کر دیں اور صرف اس قدر غلہ رہنے دیا کہ جو فقراء کی چند دنوں کی خوراک کے لئے کافی تھا۔

جب یہ کام ہو گیا تو آپ کے مرید خاص اور عقیدت مند سید حسین رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کے بارے میں آپ کو بتاتے ہوئے عرض کی کہ گھر میں موجود تھوڑے سے غلہ کے سوا جو کچھ بھی گھر میں موجود تھا وہ خواجہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی طرف سے حاجت مندوں اور مساکین میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے خفگی کا اظہار کیا اور خواجہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا، اس مردار بریت کو تم نے کس لئے رکھ چھوڑا ہے۔ خواجہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی، مخدوم! گھر میں جو کچھ بھی موجود تھا وہ میں نے تمام کا تمام تقسیم کر دیا ہے۔ سوائے تھوڑے سے غلے کے گھر میں اور کچھ بھی نہیں ہے اور وہ بھی صرف اس لئے رکھ چھوڑا ہے کہ یہ چند ہزار لوگوں کے لئے کام آ جائے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو بلاؤ۔ چند لمحوں میں لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا آپ نے اپنے خادمین سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ غلے کے گوداموں کے دروازے توڑ دیں اور ان میں جتنا بھی غلہ موجود ہے وہ بے خوف و خطر اٹھا کر لے جائیں اور پھر وہاں پر جھاڑو دے دیں۔ آپ کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مساکین اور حاجت مندوں نے گوداموں میں سے غلہ اٹھایا اور لے گئے۔

اس کے بعد چند خدام نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مخدوم! آپ کے بعد ہم مسکینوں کا کیا ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا، تمہیں فکر مند ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ میرے مزار سے تمہیں اس قدر نذر و نیاز حاصل ہو گی کہ وہ تمہیں کافی ہو گی۔ پھر آپ کے بعض خادمین آپ سے عرض پرداز ہوئے کہ اس آمدنی کو ہمارے مابین تقسیم کون کرے گا؟ آپ نے فرمایا، جس کا اس آمدنی میں کوئی حصہ نہ ہو گا وہ تقسیم کرے گا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو مرض سے کوئی افاقہ نہیں ہو رہا تھا اسی حالت میں آپ کے بعض عقیدت مندوں اور خدام نے حضرت سید محمد مبارک کرمانی رحمۃ اللہ علیہ

المعروف امیر خورد کے نانا مولانا شمس الدین دامغانی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے مزار مبارک کی جگہ کے سلسلہ میں بات کرتے ہوئے کہا کہ وہ حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کریں کہ ہم لوگوں نے اپنی اپنی بساط کے مطابق شیخ المشائخ کے حظیرے کے نزدیک جو حظیرہ القدس ہے۔ وہاں پر بلند و آراستہ مکانات تعمیر کروائے ہوئے ہیں تا کہ آپ کو وصال کے بعد وہاں پر دفن کر دیا جائے۔ صرف آپ ہمیں یہ بتا دیں کہ آپ وصال کے بعد کس مکان میں استراحت فرمانا پسند کریں گے تا کہ ہم اس معاملے میں اپنی مرضی سے کوئی ایسا کام نہ کریں جو آپ کو ناپسند ہو۔ چنانچہ جب یہ درخواست حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں اور خادمین کی طرف سے مولانا شمس الدین دامغانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے فرمایا، مولانا! میں کسی مکان میں دفن نہیں ہونا چاہتا میری آرزو تو یہ ہے کہ وصال کے بعد مجھے جنگل میں دفن کیا جائے۔

وصال سے چند دن پہلے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں، نظام الدین! تم سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد آپ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور آپ کی خدمت میں کوئی کھانے کی چیز لائی جاتی تو آپ اس کی طرف توجہ ہی نہ کرتے تھے ایک دن آپ کے ایک عقیدت مند اخی مبارک آپ کے لئے مچھلی کا شوربہ لے کر آئے اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ کے دیگر عقیدت مندوں نے بہت اصرار کیا کہ کسی طرح آپ شوربہ نوش فرمالیں مگر آپ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا اسے پانی میں بہا دو۔ آپ کے مرید خاص سید حسین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی، حضور! بہت دن ہو گئے ہیں آپ نے کھانا چھوڑ دیا ہوا ہے اگر ہلکی غذا بھی نہ کھائیں گے تو کام کیسے چلے گا۔ ارشاد فرمایا، جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا متمنی ہو وہ دنیاوی کھانے کیسے کھا سکتا ہے۔

وصال سے کچھ ہی دن پہلے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ میرے کپڑوں کا صندوق لایا جائے چنانچہ وہ صندوق آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ صندوق کو کھولا گیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اس صندوق میں ہندوستان کے شہنشاہ ولایت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے چند پرانے استعمال شدہ مصلے، چند عمامے اور پیرہن پڑے ہوئے تھے۔ تمام خادمین اس وقت حاضر خدمت تھے۔ یہ سوچ رہے تھے کہ بارگاہ شیخ سے کس خوش نصیب کو کچھ عطا ہوتا ہے سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اس صندوق میں

سے ایک دستار نکالی اور اس کے ساتھ ہی ایک جائے نماز اور خرقہ مبارک نکال کر اپنے خلیفہ حضرت شیخ کمال الدین یعقوب ﷫ کو مرحمت فرمایا اور ان کو ہدایت کی کہ وہ صوبہ گجرات میں جا کر لوگوں کے اذہان وقلوب کو منور کریں اور انہیں صراط مستقیم پر گامزن کریں۔ اس کے بعد آپ نے صندوق میں سے پھر ایک عمامہ، جائے نماز اور خرقہ مبارک نکالا اور مولانا برہان الدین غریب ﷫ کو مرحمت فرماتے ہوئے ان کو دکن کی طرف مامور فرمایا۔ پھر آپ نے حضرت مولانا شمس الدین یحییٰ کو بھی یہ تینوں تبرکات مرحمت فرمائے اور صندوق میں جو کچھ بھی موجود تھا سب عقیدت مندوں میں تقسیم فرما دیا۔ اس وقت آپ کی خدمت میں آپ کے مرید اور خلیفہ خاص حضرت سید نصیر الدین محمود چراغ دہلوی ﷫ بھی موجود تھے۔ آپ نے ان کو کوئی چیز بھی مرحمت نہ فرمائی۔ ارادت مندوں کو بہت توقع تھی کہ مرشد پاک کی طرف سے ان کو ضرور کسی چیز سے نوازا جائے گا مگر یہ صورتحال دیکھی تو سب ارادت مند بہت حیران ہوئے۔ حضرت سید نصیر الدین محمود چراغ دہلوی ﷫ اپنے مرشد پاک کی عنایات کو بڑی توجہ اور عقیدت کے ساتھ ملاحظہ فرما رہے تھے جب ان کے حصے میں کوئی چیز نہ آئی تو خیال کیا کہ اس میں بھی ضرور مرشد پاک کی کوئی مصلحت ہے۔ بڑے مطمئن دکھائی دے رہے تھے۔

پھر وصال سے تھوڑی دیر پہلے اپنے مرید و خلیفہ حضرت سید نصیر الدین چراغ دہلوی ﷫ کو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ﷫ کے دیئے ہوئے تبرکات خاص خرقہ مبارک، تسبیح، عصاء جائے نماز، لکڑی کا ایک پیالہ غرضیکہ وہ تمام چیزیں جو آپ کو اپنے مرشد پاک کی طرف سے عطا ہوئی تھیں مرحمت فرمائیں اور ارشاد فرمایا کہ تم دہلی میں رہنا اور لوگوں کی سختیاں برداشت کرنا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ﷫ کے وصال کا وقت اب بالکل قریب آ پہنچا تھا۔ ساری رات آپ پر غشی کی کیفیت طاری رہی جب فجر کی اذان ہوئی تو آپ کچھ ہوش میں آئے اور نماز فجر ادا کی مگر چونکہ بے ہوشی کا عالم اور استغراق کی حالت تھی اس لئے کئی بار نماز فجر ادا کی۔ خادمین اور ارادت مند آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ماحول پر ایک عجیب طرح کی افسردگی چھائی ہوئی تھی۔ پتہ نہیں کیا ہونے والا تھا ہر کوئی گم صم تھا کہ سورج اپنی پوری چمک دمک کے ساتھ طلوع ہوا اس کی کرنیں ارض و فلک پر پھیل رہی تھیں کہ شمس الاولیاء، آفتاب ولایت، حضرت محبوب الٰہی ﷫ اس دار فانی سے دار ابدی کی طرف رحلت فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

آپ کی نماز جنازہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شیخ الاسلام حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ کے بعد انہوں نے فرمایا کہ آج مجھ پر یہ حقیقت آشکارہ ہوئی کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کیوں دہلی میں روک رکھا تھا حالانکہ میں چار سال سے ملتان جانے کا ارادہ کیے ہوئے تھا مگر سلطان المشائخ مجھ سے فرماتے کہ آخر اتنی جلدی کیا ہے تھوڑے دنوں بعد چلے جانا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے اس اصرار کا مقصد صرف یہ تھا کہ میں آپ کی نماز جنازہ کی امامت کی سعادت حاصل کروں۔

آپ کے جنازہ میں لاکھوں عقیدت مندوں اور مریدوں نے شرکت کی جن میں اولیاء کرام، علماء کرام، مشائخ عظام، مریدین، آپ کے خلفاء، خادمین اور ہر خاص و عام شامل تھے۔ ہندوستان کا حکمران سلطان محمد تغلق بھی آپ کے جنازے کے جلوس میں شامل تھا اور اس نے آپ کے جنازے کو کندھا بھی دیا۔ سلطان محمد تغلق آپ کے وصال پر اس قدر رویا کہ اس غم میں اسے کسی طرح قرار ہی نہ آتا تھا۔ عقیدت مندوں کے آنسوؤں مریدوں اور خادمین کے اشکوں نے ماحول کو بہت سوگوار اور افسردہ بنا دیا تھا۔ ہر ایک کو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس کی کوئی قیمتی متاع اس سے چھن گئی ہو۔ آخر نماز ظہر کے وقت آپ کو اس جگہ پر دفن کر دیا گیا جہاں آج آپ کا مزار پر انوار ہے۔ آپ کے عقیدت مند فرمانروائے ہندوستان سلطان محمد تغلق نے آپ کے مزار مبارک کی خوبصورت اور عالی شان عمارت تعمیر کروائی اور اس پر ایک گنبد بھی تعمیر کروایا۔ مزار مبارک دہلی میں مرجع خلائق ہے۔

دُرِّ نظامی

موسومہ

گفتارِ محبوب

مرتبہ: حضرت مولانا علی محمود بن جاندار علیہ الرحمۃ

مترجمہ: صاحبزادہ محمد یٰسین علی صاحب نظامی خواہرزادہ محبوبِ الٰہیؒ

ادارہ پیغام القرآن

۴۰۔ اردو بازار، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملفوظ مبارک حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہٗ

تحمید لانہایت وتسبیح بے غایت خداوند عالم ہی کو سزا وار ہے جس نے دُنیا کی طرف التفات کرنے اور غیر خدا کو منظور نظر ٹھہرانے سے اپنے اولیاء کے دل پاک وصاف بنائے اور صلوۃ وسلام حضور محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے اہل بیت و یاران پر نازل ہو جو اقوال و افعال میں ہمہ تن آپ کے متبع اور عدل و احسان میں بالکل آپ کے مطابق وموافق تھے۔

نظم

تا بہ حشر اے دل آں ثنا گفتی — ہمہ گفتی چوں مصطفیٰ گفتی
خاکِ اوباش و بادشاہی کن — آن اوباش و ہرچہ خواہی کن
برگ چوں جا کہ ہست بردر او — گر فرشتہ است خاک برسرِ او

اما بعد بندہ پروردۂ درویشاں واز سرِ دیدہ خاکِ قدم ایشاں علی بن محمود جاندار عرض پرداز ہے کہ جو الفاظِ دُربار و بیانِ گہر نثار حضرت شیخ الشیوخ قطب اوتادِ بنی آدم فائز بمقامات الیقین جناب شیخ نظام الحق والشرع والملۃ والدین محمد بن احمد بن علی البخاری ادام اللہ برکاتہٗ کے مثل ابرِ نوبہاری تشنگانِ محبت حضرتِ باری کے باغیچوں کو سیراب وشاداب کرتے اس کتاب میں جمع

کر کے دُررِ نظامی نام رکھا گیا ہے۔

وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَتَرْجُوْا الرَّحْمَۃَ وَالْغُفْرَانَ. ❶

قطبِ عالم نظامِ ملت و دین	کآفتابِ کمال شد رخِ او
از جنید و ز شبلی و معروف	یادگاریست ذاتِ فرخِ او
شیخ ایشان اگر چنین بودند	ورنہ بودند ایں چنین شیخ او

---

❶ یعنی اللہ ہی کی وہ ذاتِ پاک ہے جس سے امداد و اعانت طلب کی جاتی ہے اور ہم اس سے رحمت اور مغفرت کی اُمید رکھتے ہیں۔

باب ۱

پیغمبر ﷺ کی احادیث کا بیان

حضرت شیخ الشیوخ العالم نظام الحق والشرع والدین قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد (حدیث قدسی) بیان فرمایا ہے کہ میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ بادشاہوں کے دل اور ان کی پیشانیاں میرے ہاتھ میں ہیں اگر بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں بادشاہوں کو ان پر مہربان کرتا ہوں اور اگر بندے میری اطاعت نہیں کرتے تو میں بادشاہوں کو ان پر نامہربان کرتا ہوں لہٰذا بندوں کو میرے بادشاہوں کی شکایت نہ کرنی چاہیے بلکہ میرے حضور میں گناہوں سے توبہ کرنی لازم ہے۔ فرمایا مخلوق کے ساتھ خدا کا معاملہ دو طرح پر ہوتا ہے۔ عدل یا فضل۔ اگر مخلوق آپس میں عدل کرتی ہے تو خدا ان پر فضل فرماتا ہے اور اگر باہم ظلم کرتی ہے خدا ان کے ساتھ عدل کرتا ہے۔ پھر جس کے ساتھ خدا عدل فرمائے وہ ضرور عذاب میں گرفتار ہو گا اگرچہ اپنے وقت کا ولی ہی کیوں نہ ہو۔

اکثر اوقات کاتب حروف اور حضرت استاذ الابدال والا وتاد جناب قاضی محی الدین کاشانی اور مولانا حجۃ الدین شیبانی ایک ساتھ خدمت جناب شیخ میں حاضر ہوتے اور جناب شیخ قاضی صاحب کی بے حد و نہایت تعظیم فرماتے اور بجز قاضی صاحب کے کسی مرید کی سرو قد تعظیم نہ دیتے۔ ایک روز جو قاضی صاحب تشریف لائے تو حضرت نے فرمایا کہ آج میرے زانو میں درد ہے قاضی صاحب مجھ کو معذور رکھیں میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ پھر اس فائدے کے ضمن میں ارشاد کیا کہ خداوند تعالیٰ نے ہر ایک عضو ایک کام کے واسطے پیدا کیا ہے اور جب وہ عضو اس کام سے عاجز

ہو جائے تو بیمار کہلاتا ہے۔ اسی طرح دل محبت الٰہی کے واسطے پیدا کیا گیا ہے جس دل میں محبت الٰہی نہیں ہے وہ بیمار ہے۔ قیامت کے دن آدمی کو اس کا دل کچھ فائدہ نہ دے گا جب تک کہ دل سلیم نہ ہو۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ. ❶

الغرض قاضی صاحب کا دستور تھا کہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر احادیثِ نبویہ کا ذکر کرتے اور حضرت ان کے مطالب و معانی نہایت شافی و کافی طور سے بیان فرماتے اور تمام حاضرین مستفید ہوتے۔ ایک روز اس حدیث کے متعلق گفتگو واقع ہوئی۔

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ. ❷

جناب شیخ نے ارشاد فرمایا: بظاہر یہ حدیث اہلِ سنت والجماعت کے خلاف ہے مگر اس کی یہ تاویل بیان کی ہے کہ جنت میں داخل ہونے سے پہلے مقام حساب میں خداوند تعالیٰ کی مہربانی و عنایت سے بہشت کی خوشبو آئے گی جس کو سونگھنے سے مومنوں پر حساب آسان ہو گا مگر جس نے معاہد کو قتل کیا ہے وہ اس خوشبو سے محروم رہے گا اور حساب کی اس پر شدت ہو گی۔ پھر حضرت نے خواجہ نظامی کی یہ بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔ **بیت**

---

❶ یعنی قیامت کے روز نہ مال نفع دے گا نہ اولاد مگر جو قیامت کے روز خدا کے حضور میں قلب سلیم لے کر حاضر ہوا۔

❷ جس نے معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ اس کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے آتی ہے۔ معاہد وہ شخص ہے جس سے عہد کر لیا ہو کہ اس کو ستایا نہ جائے گا۔

بادے کہ سحرگہ زسر کوئے تو آید

جانہاش فدا باد کزو بوئے تو آید

پھر بڑی دیر تک سخت گریہ کیا اور فرمایا کہ اس وقت اس مجلس میں بھی وہ خوشبو موجود ہے۔ فرماتے تھے کہ جس مجلس میں اہل دل جمع ہوتے ہیں تو ان کے وہاں سے اُٹھ جانے کے بعد بھی خوشبو باقی رہتی ہے اور وہ خوشبو خارجی نہیں ہے بلکہ ذاتی ہے محض ملاقات اور صحبت ہی سے مشام میں آجاتی ہے۔ **بیت**

آں نامہ را کہ جستی ہم باتو درگلیم است

تواز سیہ گلیمی بوئے ازاں نہ دیدی

بعدہ قاضی صاحب نے یہ حدیث حضرت کے سامنے پڑھی اِذَا اَکَلَ اَحَدَ کُمْ طَعَامًا مَا یَمْسَحُ یَدَہٗ حتّٰی یلعقھا او یلعقھا حضرت نے فرمایا بعض شارحین نے اس حدیث کے یہ معنی کئے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنے ہاتھ کو بغیر دھوئے خود چاٹے یا دوسرے سے چٹوائے نہ پوچھے مگر یہ خطا ہے کیونکہ لفظ یلعقھا اگرچہ باب افعال سے ہے مگر باب افعال ہمیشہ متعدی نہیں آتا لازم بھی آتا ہے چنانچہ کلام اللہ میں جگہ جگہ اس کی نظیر موجود ہے۔ مثلاً اؤلٓئک ھم المفلحون و اشرقت الارض بنورربھا نہیں بلکہ حدیث میں دونوں لفظ ایک ہی معنی رکھتے ہیں اور حرف او شک راوی ہے۔ اسی سبب سے حدیث کی روایت میں سماع شرط رکھا گیا ہے۔ قاضی صاحب نے عرض کیا کہ بندے نے خواجہ عثمان اسمٰعیل کی تالیف میں ایک حدیث دیکھی ہے کہ حضرت رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ وَطُوْبٰی سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَمْ یَرَنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ. یعنی خوشی ہے اس شخص کے واسطے جس نے مجھ کو دیکھا اور میرے اُوپر ایمان لایا اور سات بار خوشی ہے اس شخص کے لئے جس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور میرے اُوپر ایمان لایا۔ حضرت نے فرمایا یہ حدیث قوی

اور دلیل عقلی کے موافق ہے کیونکہ ایمان نیت ایمان شاہدہ و عیان سے راجح رکھا گیا ہے۔ حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں۔ مَا اُوحِیَ اِلَیَّ اَنْ اَجْمَعَ الْمَالَ وَ کُنْ مِنَ التَّاجِرِیْنَ وَلٰکِنْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنْ سَبِّحْ وَحَمِدْ رَبَّکَ وَ کُنْ مِنَ السَّاجِدِیْنَ وَ اعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنَ. یعنی میری طرف یہ وحی نہیں کی گئی ہے کہ مال جمع کر کے سوداگر بن جا بلکہ مجھ کو یہ وحی کی گئی ہے کہ اپنے ربّ کی تحمید و تسبیح اور سجدہ بجا لا اور آخری وقت تک اس کی عبادت کئے جا اور فرمایا صاحب اعجاز البیان نے جمل الغرائب کی شرح میں سب سے پہلے یہ حدیث نقل کی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ عمرو بن العاص قدھجا نی وھو یعلم اِنّی لست

بشاعر فاھجه فاھجاه اللّٰه بان شهره بین الناس بالمکر [1]

اور فرمایا حضرت ﷺ کا ارشاد ہے: انا التقا المسلمان کان احبھا الی اللّٰہ احسنھا بشر الصاحبه فاذا صافحا انزل اللّٰہ بمائة خمس و خمسون منھا الّذی بدأ بالمصافحة و عشرة للذی صوفح یعنی جب دو مسلمان باہم ملاقات کریں تو خدا کو ان دونوں میں زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو دوسرے کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور جب یہ دونوں مصافحہ کرتے ہیں تو خدا مصافحہ میں سبقت کرنے والے پر ایک سو پچانوے (نیکیاں) اور دوسرے پر دس نیکیاں نازل فرماتا ہے۔

اور ارشاد کیا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اذارای احد کم الرویا یسوۂ فلیتفل عن یسارہ ثلاثا و الیستعذ باللّٰہ مِنَ الشیطان الرجیم ثلاثا لیتحول عن جنبھ الذی کان علیه یعنی جب تم میں سے کسی کو بدخوابی ہو تو بائیں طرف تین بار تھکار دے اور تین بار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر کروٹ بدل لے اسکے بعد

---

[1] اے اللہ بیشک عمرو بن العاص نے میری ہجو کی ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ میں شاعر نہیں ہوں پس تو اس کی ہجو کر چنانچہ خدا نے اس کی ہجو کی کہ اس کو لوگوں میں مکر و فریب کے ساتھ مشہور کر دیا۔

حضرت محبوب الٰہی نے ارشاد فرمایا کہ نوادر الاصول میں مذکور ہے کہ ربیع بن خیثم بزرگان تابعین اور شاگردان حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے تھے ایک شخص ان کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے خواب میں ایک شخص سے سنا ہے کہ ربیع بن خیثم سے کہہ دو کہ وہ دوزخی ہے۔ بزرگ نے یہ سنتے ہی بائیں طرف تین بار تھتکار کر تین مرتبہ اعوذ باللہ پڑھ لی۔ اس خواب دیکھنے والے نے دوسری شب خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ایک کتے کے گلے میں رسّی باندھے ہوئے اس کے سامنے آیا اور کہنے لگا یہ وہی شیطان ہے جس نے کل خواب میں تجھ سے کہا تھا کہ ربیع بن خیثم دوزخی ہے اور ربیع نے جو تین بار تھتکار کر اعوذ باللہ پڑھی اس کے یہ تین زخم اس کے سر پر موجود ہیں اور فرمایا نوادر الاصول ہی میں یہ روایت بھی لائے ہیں کہ حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ باعث گرسنگی کے شکم مبارک پر پتھر باندھا کرتے تھے اور کبھی خوشبو لگانے کو ترک نہ کرتے اور اپنے احوال نفس کی نگرانی فرماتے اور آئینہ اور قینچی اور مسواک کو سفر و حضر میں اپنے سے جدا نہ فرماتے اور جب باہر لوگوں کے پاس جانا چاہتے تو ایک برتن میں پانی بھرا رہتا تھا اس میں دیکھ کر اپنی ریش مبارک اور سر کے بالوں کو درست فرماتے تھے کہ خدا جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

فرمایا امام غزالی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ سفر میں پانچ چیزیں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ آئینہ، سرمہ دانی، سوئی، مسواک اور کنگھا۔

فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سردار عالم ﷺ فرماتے ہیں میری اُمت کے پانچ طبقے ہیں۔ ہر طبقہ چالیس برس کا۔ میرا اور میرے اصحاب کا طبقہ اہل علم اور ایمان کا ہے۔ پھر ان کے بعد اہل ہنر و تقویٰ کا طبقہ ہے پھر ان کے

بعد اہل تواصل و تراحم کا طبقہ ہے پھر ان کے بعد اہل تقاطع و تدبر کا طبقہ ہے اور ان کے بعد اہل ہرج و مرج کا طبقہ ہے۔ یہ پانچوں طبقے دو سو برس کے اندر ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔ پہلا طبقہ اہل علم و مشاہدہ یعنی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا اور دوسرا طبقہ اہل تقویٰ یعنی تابعین کا اور تیسرا طبقہ اہل تواصل و تراحم یعنی تبع تابعین کا۔ تواصل یہ ہے کہ دُنیاداری میں وہ اور لوگوں کے ساتھ شریک تھے اگر دُنیا داران کو اپنی طرف کھینچتا تو وہ اس کو اپنی طرف منجذب کر لیتے تھے اور تراحم یہ ہے کہ اگر تمام دُنیا ان کے پاس آتی تو وہ سب کو راہِ خدا میں خرچ کر دیتے اور کچھ باقی نہ رکھتے۔ چوتھا طبقہ اہلِ تقاطع و تدابر کا ہے۔ تقاطع یہ ہے کہ اگر دُنیاداری میں کسی کے ساتھ شریک تو وہ فساد اور جھگڑے برپا کر کے اس کو نقصان پہنچائے اور تدابر یہ ہے کہ دُنیا میں بجز اپنے کسی دوسرے کا حصہ نہ سمجھے اور کسی کو کچھ نہ دے۔ پانچواں طبقہ اہل ہرج و مرج ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کو قتل و غارت کرنے کے درپے رہتے ہیں۔

فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام فرید الحق و الدین فرماتے تھے۔ جو شخص اس درویش کا مرید ہو وہ قرض نہ لیا کرے اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے ارشاد کیا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْکُفْرِ وَ الدَّیْنِ قیل العدل بینھما قال نعم۔ یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم کفر اور قرض سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ ان دونوں کو برابر کرتے ہیں فرمایا ہاں۔

فرمایا ایک دفعہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین بیمار تھے۔ عصا ہاتھ میں لے کر چند قدم چلے پھر عصا کو ہاتھ سے پھینک دیا اور چہرۂ مبارک پر پریشانی کے آثار نمایاں ہوئے کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کہ مجھ کو عصا پر سہارا کرنے کے سبب عتاب ہوا کہ ہمارے سوائے غیر پر تکیہ کرتا ہے۔ اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے

ارشاد کیا کہ اگرچہ عصا کے متعلق حضرت سیّد کائنات ﷺ سے روایت آئی ہے اور نیز یہ حدیث بھی روایت کرتے ہیں کہ:

مَنْ بَلَغَ اربعین سنۃ ولم یاخذ العصا فقد عصٰی ابالقاسم۔ ❶

مگر اس حدیث کی ہم کو تحقیق نہیں ہوئی اور نہ کسی معتبر کتاب میں نظر سے گزری ہے اور نہ ہم نے کسی سے سنا ہے کہ حضرت ﷺ عصا ہاتھ میں رکھتے تھے۔ اگر حضور بحالت عرض یا صحت عصا ہاتھ میں رکھتے تو ضرور یہ بات مشہور ہو جاتی اور موسیٰ علیہ السلام کے قصہ پر جو نظر کی جائے کہ خدا فرماتا ہے:

وما تلک بیمینک یمُوسٰی قال ھی عصای اتوکو علیھا واھش بھا علٰی غنمی ولی فیھا مٰاربّ اخریٰ۔ ❷

تو اصول فقہ کے قواعد مطابق عصا کا جواز ثابت ہو کر مسئلہ یہ مقرر ہوتا ہے کہ بوقت ضرورت عصا ہاتھ میں رکھے اور بے ضرورت نہ رکھے۔ فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے۔ صوموا اشھر وسرہ۔ حضرت قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا کہ یہ حدیث غرائب سے معلوم ہوتی ہے اور اس کے معانی نہایت دقیق ہیں۔ فرمایا اصل شہر مہینہ کے پہلے روز کا نام ہے جس کو غرہ کہتے ہیں۔ چونکہ یہ دن مشہور ہوتا ہے لہٰذا اس کا نام شہر رکھا گیا پھر غلبہ استعمال کے سبب تمام مہینہ کا نام شہر ہو گیا اور یہاں شہر سے غرّہ ہی مراد ہے کیونکہ آگے لفظ سر کو اس پر عطف کیا ہے اور سر مہینہ کے آخر روز کو کہتے ہیں مطلب یہ ہوا کہ مہینہ کے اوّل و آخر روز کا روزہ رکھو۔

---

❶ یعنی جس کی عمر چالیس برس کی ہو گئی اور اس نے ہاتھ میں لکڑی رکھنی اختیار نہ کی ہو تو بے شک اس نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

❷ اے موسیٰ تمہارے ہاتھ میں یہ کیا ہے عرض کیا کہ یہ میری لکڑی ہے اس پر سہارا لگاتا ہوں اور اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اس کے اندر میری اور بھی ضرورتیں ہیں۔

جامع کتاب ہذا فرماتے ہیں کہ میرا ایک فرزند ابو القاسم نام دو اڑھائی سال کی عمر کا تھا اور اس کی ماں رات کو سوتے وقت چارپائی پر پانی سے آبخورہ بھر کر رکھ لیتی تاکہ بچہ کو جس وقت پیاس لگے پلا دیا جائے۔ میں نے کہا کہ تم یہ آبخورہ ڈھک کر رکھا کرو ایسا نہ ہو کہ رات میں کوئی کیڑا پتنگا اس کے اندر گر پڑے۔ اس کی ماں نے کہا چارپائی پر کیڑا پتنگا کہاں سے آئے گا اور وہ اسی طرح کھلے آبخورہ کا پانی اس کو پلاتی رہی یہاں تک کہ چند روز میں بچہ بیمار ہو گیا اور میں حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں اس کے واسطے دُعا کرانے حاضر ہوا۔ آپ نے دُعا فرمانے کے بعد ارشاد کیا کہ حدیث شریف میں آیا ہے رات کے وقت برتن کو ڈھک دیا کرو اور مشک کا منہ باندھا کرو کیونکہ سال بھر میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس کے اندر آسمان سے وبا نازل ہو کر کھلے برتن یا مشک میں داخل ہو جاتی ہے جو شخص اس پانی کو پیتا ہے وہ مبتلائے بلا ہو جاتا ہے۔ بندہ نے عرض کیا اور جو اس پانی سے وضو کرے۔ فرمایا وہ بھی بلا میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس کے بعد چند ہی روز میں وہ بچہ فوت ہو گیا۔

جب بندہ کو شادی کا اتفاق در پیش ہوا تو اس کے بعد بندہ اور شرف الدین جٹی دار جو حضرت کے مریدان سے تھے خدمت میں حاضر ہوئے۔ بندہ نے شادی کا حال عرض کیا۔ حضرت اس کو سن کر منقبض ہوئے اور شرف الدین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا یہ دُنیا اور آخرت کو جمع کرنا چاہتے ہیں۔ ایک صحابی ابوجہم نامی حضرت ﷺ کی خدمت میں ایک کمبل لائے جس کے اندر اعلیٰ درجہ کے پھول بوٹے بنے ہوئے تھے۔ حضرت نے اس کو قبول فرما کر اپنا کہنہ کمبل ان کو مرحمت فرمایا پھر جب آپ نماز میں مشغول ہوئے تو اس کمبل کے گلہائے رنگ پر نظر پڑنے سے نماز کی حضوری میں فرق پڑا اور نماز کے بعد ہی حضرت نے کسی کو حکم فرمایا کہ کمبل ابو جہم کو واپس کر کے میرا کہنہ کمبل ان سے لے آؤ۔

آپ کے مریدوں میں سے ایک مرید ایک ہاتھ دھویا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا دونوں ہاتھ کیوں نہیں دھوتے۔ عرض کیا کہ مقصود تو ایک ہی ہاتھ دھونے سے حاصل ہو گیا۔ آپ نے فرمایا ادب یہی ہے کہ دونوں ہاتھ دھوئے۔ حضرت ﷺ فرماتے ہیں دو بھائی (مسلمان) جب ایک دوسرے سے ملیں تو ان کی مثال دونوں ہاتھوں کی سی ہے کہ ایک دوسرے کو دھلواتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ فرمایا میری ایک خواہر زادی کی شادی ہوئی تو اس کا خاوند اس کے ساتھ درست نہ تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز میری والدہ مجھ سے فرمانے لگیں کہ میں اس کا خلع کرانا چاہتی ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے۔ پھر اسی شب میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میرے ہاں شیخ نجیب الدین متوکل آ رہے ہیں۔ میں نے والدہ سے عرض کیا کہ کچھ کھانا موجود کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا ہمارے ہاں کھانا کہاں ہے پھر میں نے سُنا کہ جیسے حضرت ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ میں آپ کے استقبال کو دوڑا اور قدم بوس ہو کر عرض کیا کہ میرے غریب خانہ میں تشریف لے چلیں۔ آپ نے فرمایا تم گھر میں لے جا کر کیا کرو گے۔ میں نے عرض کیا کھانا پیش کروں گا۔ فرمایا تمہارے گھر میں کھانا کہاں ہے۔ ابھی تم نے والدہ سے کھانے کے واسطے کہا تھا۔ اس جواب کو سُن کر میں نہایت شرمندہ ہوا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی زبان مبارک سے ایک حدیث سُنی چاہتا ہوں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا:

اَیَّمَا امرۃ تزوجت بزوج و طلبت الفرقۃ منہ قبل مضی سنتین و نصف سنۃ وھی ملعونۃ.[1]

---

[1] یعنی جس عورت نے کسی شخص سے شادی کی پھر ڈھائی سال گزرنے سے پہلے اس خاوند سے جدائی چاہی تو اس پر لعنت ہے۔

صبح کو جب بیدار ہوا اور حدیث کو غور کیا تو اپنی خواہر زادی کے معاملہ سے مطابق پایا۔ اسی وقت والدہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ابھی اس معاملہ میں صبر کرنا چاہئے یہاں تک کہ نکاح سے ڈھائی سال کی مدت گزر جائے چنانچہ اسی عرصہ میں داماد نیک اور مطیع مرضی کے موافق ہو گیا۔

قاضی منہاج الدین وعظ فرما رہے تھے اثنائے وعظ میں بیان کیا کہ چھ حدیثیں متواتر ہیں پہلی مَنْ شَمَّ الْوَرْدَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ جَفَانِي [1] دوسری اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنٰى لان الرجل قد يزنی ثم يتوب فليتوب الله عليه وان صاحبها لايغفر حتّى يغفر له صاحبه [2] تیسری البية على المدعی و اليمين على المنكر [3] اور باقی تین حدیثیں اس وقت یاد نہیں آتیں۔ فرمایا صحابۂ کرام کے زمنہ میں بھی حدیث کے اندر اختلاف تھا۔ ایک قاضی سے کسی نے پوچھا کہ حدیث مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنًا [4] صحیح ہے یہ قاضی اس وقت خط بنوا رہے تھے اس حدیث میں طعن کرنے لگے۔ قدرت الٰہی سے استرہ ان کے حلق پر اس طرح لگا کہ حلق کا کچھ حصہ کٹ گیا اور اسی زحمت میں وفات پائی۔ اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے ارشاد فرمایا کہ لوگ جو حدیث بیان کریں اس کو یہ نہ کہنا چاہیے کہ یہ حدیث پیغمبر نہیں ہے بلکہ یوں کہہ دے کہ احادیث کی معتبر کتابوں میں نہیں ہے۔ شرح آثار نیرین میں لکھا ہے کہ عبد الرحمٰن بن عدی کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے ضَرْسُ الْكَافِرِ مِثْلَ اُحُدٍ یعنی جہنم کے اندر کافر کی داڑھ

---

[1] جس نے گلاب کا پھول سونگھا اور مجھ پر درود نہ پڑھا تو بیشک اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

[2] غیبت کرنا زنا سے بھی سخت تر ہے کیونکہ آدمی زنا کر کے توبہ کرتا ہے تو خدا اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی بخشش نہیں ہوتی جب تک وہ شخص نہ بخشے جس کی غیبت کی ہے۔

[3] گواہوں کا پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعا علیہ پر۔

[4] جو شخص قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔

اُحد پہاڑ کے برابر ہے میں نے اپنے دل میں اس حدیث کی نسبت بطور تکذیب کے کہا کہ پھر کافر کے سر اور ہاتھ کیسے ہوں گے اسی شب خواب کے اندر کیا دیکھتا ہوں کہ میری داڑھ اتنی عظیم الشان ہوگئی ہے کہ اس کے اندر شہر آباد ہیں اور میں نہایت تعجب کر رہا ہوں کہ اسی وقت ایک کہنے والے نے کہا یہ تجھ کو اس سبب سے دکھایا گیا ہے کہ تو نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں شک کیا تھا۔

فرمایا جب حضرت سید نور الدین مبارک غزنوی دہلی میں تشریف لائے اور یہاں کے لوگوں پر نظر کی تو دل میں یہ خطرہ گزرا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ چالیس مسلمانوں میں خدا کا ایک ولی ہوتا ہے۔ یہ حدیث صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ مجھ کو اس شہر میں ایک ولی بھی نہیں دکھائی دیتا۔ اخیر ایک شب یہ اندیشہ ان کے دل میں نہایت پختہ ہوا پھر اسی شب ایک شخص نے ان کے دروازہ پر آن کر دستک دی۔ یہ دروازہ کھول کر باہر نکلے اس شخص نے کہا کہ تم کو اولیاء اللہ سے کیا کام ہے اگر میں اور تم ولی نہیں ہیں تو کیا ضرورت ہے کہ کوئی بھی ولی نہ ہو۔

امام غزالی اپنی تصنیفات میں لکھتے ہیں کہ محمد اقطع ایک بزرگ تھے انہوں نے دو برس تک خربوزہ نہ کھایا۔ کسی نے سبب پوچھا تو فرمایا مجھ کو ابھی یہ نہیں معلوم ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر خربوزہ نوش فرمایا ہے باتخم یا بے تخم باپوست یا بے پوست واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۲

علم اور علماء کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم قطب اقطاب بنی آدم نظام الحق والدین طاب مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ جس روز میں حضرت شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین قدس اللہ روحہٗ کی بیعت سے مشرف ہوا تو میں نے عرض کیا کہ میرے واسطے کیا فرمان ہے ترک علم کر کے اوراد و نوافل میں مشغول ہوں۔ فرمایا میں کسی کو تعلیم و تعلم سے منع نہیں کرتا یہ بھی کرو اور وہ بھی کرو پھر جو غالب آ جائے۔ اس کے بعد فرمایا کہ درویش کو قدرے علم ضروری ہے۔ بندہ نے عرض داشت کی کہ خدمت حضرت منسوب تعلم و اجتہاد ہیں اور حضرت خواجہ فرید الدین بھی ایسے ہے مگر حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کو لوگ اس قدر علم کے ساتھ نسبت نہیں کرتے۔ فرمایا وہ بھی علم سے خالی نہیں تھے۔ **بیت**

بابد کہ شریعت بجہت آموزی
تا شمع طریقت بدے افروزی
چوں سرّ بہ حقیقی ترا روشن شد
دانگاہ بیک شعلہ جہاں را سوزی

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ بغدادی فرماتے ہیں مجھ سے جناب سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم مجھ سے جدا ہو کر کہاں جایا کرتے ہو۔ میں نے کہا حارث محاسبی کے پاس۔ فرمایا ہاں بہتر ہے ان کا ادب اور علم سیکھو اور اہل کلام کی چادر اپنے اُوپر سے اُتار دو (یعنی بحث و مباحثہ ترک کر دو) جب تم ان کی باتوں کو گوش ہوش سے سنو

گے تو خدا تم کو صاحب حدیث کر دے گا۔

فرمایا جب آدمی علم حاصل کر لیتا ہے تو جلد مشہور ہو جاتا ہے اور بے علم درویشوں پر اہل علم کا اعتقاد نہیں جمتا اور ایک عالم اور ایک غیر عالم دونوں کسی درویش کے پاس جائیں تو عالم کی لوح منقش ہونے کے سبب دیر میں نقش پذیر ہو گی اور غیر عالم کی لوح غیر منقش ہونے کے سبب جلد نقش پذیر ہو گی اور عالم سے پہلے منزل پر پہنچے گا مگر بغیر عالم ہوئے کامل مکمل نہیں ہو سکتا۔

فرمایا جب عالم کوئی مشکل مسئلہ حل کرتا ہے تو اس کو ایسی حلاوت حاصل ہوتی ہے کہ بادشاہ کو اپنی بادشاہی میں بھی نہیں حاصل ہوتی اور پھر جو لطف درویش کو اپنی اطاعت میں حاصل ہوتا ہے اس کی عالم کو بھی خبر نہیں اور نہ اس نعمت کا بیان ممکن ہے۔

فرمایا خواجہ ابو المؤید شمس العارفین نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ کون ہیں (یعنی انبیاء کے وارث کون سے ہیں) انہوں نے جواب دیا کہ یہی علماء ہیں جن کو تم دیکھتے ہو۔ خواجہ ابو المؤید نے کہا یہ علماء انبیاء کے وارث کیسے ہو سکتے ہیں۔ انبیاء کا علم تو اکتسابی نہ تھا اور ان لوگوں کا علم اکتسابی ہے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ورثۃ الانبیاء وہ علماء ہیں جنہوں نے علم پڑھ کر عمل کیا اور اس عمل کے ثمرہ میں ان کو وہ علم حاصل ہوا جس کو علم لدنی کہتے ہیں اور جو عالمِ غیب سے نصیب ہوتا ہے جب علماء اس درجہ پر پہنچ جائیں اس وقت ان کو ورثۃ الانبیاء کہا جائے گا۔

فرمایا جو شخص پیر نہ رکھتا ہو وہ حضرت شیخ علی ہجویری کی کتاب کشف المحجوب کا مطالعہ کرے ایک بزرگ اس کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے کہ ایک شخص نے کوئی حکایت بیان کی یہ بزرگ اس حکایت کے سننے میں کتاب کے مطالعہ سے باز

رہے اور ہنسے بھی۔ پھر اس بے ادبی سے پشیمان ہوئے مگر پھر بھی چھ مہینہ تک اس کتاب سے کچھ ذوق حاصل نہ ہوا بعد چھ ماہ کے بدستور سابق ذوق حاصل ہونے لگا اور میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور آداب المحققین بھی اچھی کتاب ہے۔ مشائخین نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں وہ دل میں خوب اثر کرتی ہیں اور فارسی میں روح الارواح بھی خوب کتاب ہے۔ قاضی حمید الدین کو یاد تھی منبر پر اس کے مضامین بیان فرماتے تھے اور جن بزرگ نے یہ کتاب تصنیف کی ہے جو حال وہ بزرگ رکھتے تھے اس کے اندر مندرج ہے۔ کتب سلوک میں لکھتے ہیں کہ مرید کو چاہیے کہ ہر روز بعد تلاوت کلام اللہ کلام مشائخ کا مطالعہ بھی ضرور کرے۔

فرمایا ایک بزرگ کے صاحبزادہ محمد نام علم ظاہری میں نہایت علو رکھتے تھے جب انہوں نے عالم طریقت میں داخل ہونا چاہا تو اپنے والد سے درخواست کی۔ والد نے فرمایا تم ایک چلہ کرو جب یہ چلہ تمام کرکے والد کے پاس آئے تو انہوں نے چند مسائل ان سے دریافت کئے۔ انہوں نے سب کا جواب باصواب دیا۔ والد نے فرمایا جاؤ ایک چلہ اور کرو جب یہ اس چلہ سے بھی فارغ ہو کر والد کے پاس آئے تب پھر انہوں نے چند مسائل دریافت کئے جن کے جواب میں ان سے لغزش ہوئی۔ والد نے فرمایا کہ ابھی ایک چلہ اور کرو جب یہ اس تیسرے چلہ سے بھی فارغ ہو کر آئے تو والد نے پھر ان سے کچھ سوالات کئے جن کے جوابات سے یہ بالکل عاجز ہو گئے۔ مشغولی حق ان پر ایسی غالب تھی کہ کچھ نہ کہہ سکے۔ فرمایا شیخ جمال الدین ہانسوی کے ایک فرزند دیوانہ ہو گئے تھے مگر جو باتیں میں نے ان دیوانہ سے سنی ہیں وہ ہزار ہوشیاروں سے بھی سننے میں نہیں آئیں۔ فرماتے تھے کہ سخت تر حجاب علم کی مشغولی ہے۔ اچھی خصلات علما و صلحا اور ابرار کے ساتھ مخصوص ہیں مگر آخر حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ ہے۔ فرائض کے ادا کرنے سے مقصود وہ چیز

ہے جو فرض عین ہے یعنی خدا کے ساتھ مشغول ہونا اور غیر خدا کے ساتھ مشغولی کو حرام سمجھنا جب خواجہ ابو سعید ابو الخیر درجۂ کمال سے فائز ہوئے تو اپنا تمام کاروبار چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کی۔ ایک روز کتاب اُٹھا کر دیکھنے لگے۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے ابو سعید ہمارے عہد نامہ کو بھول کر ہمارے غیر کیساتھ مشغول ہو گیا۔ **بیت**

تو سایۂ دشمن کجا در گنجی

جائے کہ خیال دوست دشمن باشد

شیخ شہاب الدین سہروردی کتاب عوارف کی تصنیف میں فرماتے ہیں جو شخص حضرت عزت کی محبت میں مشغول ہے وہ ان کتابوں میں مشغول نہ ہو گا اور مشائخین اپنے مریدوں کو تحصیل علم کا حکم فرماتے تھے ترکِ علم کا نہ کرتے تھے مگر یہ کہ خود غلبۂ حال ہی ان کو علم سے روک دے اور پھر جو لوگ مقام ابرار میں پہنچ گئے ہیں ان کے واسطے کتابوں کے مطالعہ اور علم کی تدریس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ فرمایا ایک دفعہ حج کے بعد حضرت ﷺ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ آپ نے فرمایا اللّٰھم اغفر للمحلقین صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ و للمقصرین تب آپ نے فرمایا و للمقصرین بعض صحابہ آپ کے اس فرمان سے محلوق ہوئے۔ حضرت اُمّ المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ خود محلوق ہو جائیں تو سب یاران بھی محلوق ہوں گے۔ چنانچہ آپ خود محلوق ہوئے اس وقت تمام صحابہ نے سر منڈایا۔ حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں دیکھو باوجود کمال نبوت کے پیغمبر ﷺ کو بھی یہ بات میسر نہ ہوئی کہ بغیر خود عمل کئے دوسروں پر آپ کے فرمان کا اثر ہوتا پھر دوسرے شخص سے تو کیا ممکن ہے اور اسی مشغول کے متعلق ارشاد کیا کہ شیخ مجد الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا فرزند خربوزہ بہت کھاتا تھا اور اس کے کھانے سے اس کو نقصان پہنچتا آخر اس کا باپ اس کو لے کر شیخ کی

خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ بچہ خربوزہ بہت کھاتا ہے جو اس کے حق میں مضر ہے آپ اس کو نصیحت فرمائیں کہ یہ نہ کھائے شیخ نے تھوڑی دیر گردن جھکا کر فرمایا۔ میاں اب تم خربوزہ نہ کھانا بچہ نے عرض کیا بہت اچھا۔ مرید نے پوچھا کہ حضرت گردن جھکانے اور تامل کرنے میں کیا حکمت تھی آپ نے فرمایا کہ پہلے میں نے خود عہد کر لیا کہ اب میں خربوزہ نہ کھاؤں گا پھر اس بچہ کو منع کیا تا کہ میرے منع کرنے کا اس پر اثر ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس بچہ کو خربوزہ سے اس قدر نفرت ہو گئی کہ اگر اس کے دماغ میں خربوزہ کی بو جاتی تو استفراغ ہو جاتا۔

حضرت شیخ ابو طالب مکی ابن علی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ایک بزرگ صاحب نعمت اپنی مسجد میں وعظ فرمایا کرتے تھے اور ہم بھی شریک مجلس ہوتے ایک دفعہ یہ بزرگ تشریف نہ لائے اور بجائے ان کے مؤذن نے منبر پر بیٹھ کر انہیں سے سنی سنائی باتیں بیان کرنی شروع کیں۔ ایک بزرگ بھی اس مجلس وعظ میں آ کر ذوق و راحت حاصل کیا کرتے تھے۔ آج جو انہوں نے مؤذن کا وعظ سنا فرمایا یہ حکایات مشائخ کون بیان کر رہا ہے۔ مؤذن نے کہا کہ آج امام صاحب موجود نہیں ہیں میں ان کی جگہ وعظ کہہ رہا ہوں۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ تو خاموش ہو جا ہم ان لوگوں سے یہ باتیں سننی نہیں چاہتے ہیں جو انکے اہل نہیں ہیں۔ **بیت**

زآن درویشاں مدہ کہ جان تو نیست
مگور بولایتے کہ آن تو نیست
از بے خردی بود کہ باجو ہریاں
وصف گہرے کہ درکان تو نیست

اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا: **بیت**

بزبان ہر کہ خرمن برود حدیث عشقت
چو معاملہ ندارد سخن آشنا نہ باشد

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ حال کے کلمات کا بہت عمدہ بیان کیا ہے اگرچہ خود ان پر حال مغلوب اور علم غالب تھا۔ بخلاف ان کے بھائی احمد غزالی کے کہ ان پر حال غالب اور علم مغلوب تھا۔ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے ان کے واسطے کتاب معالم ولباب تصنیف کرکے ان کے پاس بھیجیں اور خط میں لکھا کہ یہ کتابیں تمہارے واسطے بہت مفید ہیں انکا مطالعہ کرنا اور انکے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ امام غزالی چھوٹے بھائی تھے اور وہ بڑے بھائی تھے۔ انہوں نے ان کے جواب میں یہ بیت لکھ دیا۔ **بیت**

چہ جائے معالم و لباب است مرا

معجون لب یار صواب است مرا

فرمایا مولانا فخر الدین رازی اپنی کسی تصنیف میں سخنان اہل حال نہیں لائے ہیں اس طریق دانشمندی پر کتابیں لکھی ہیں جو کچھ ان کے مناسب تھا حالانکہ وہ بھی بہت بڑے بزرگ تھے اور امام غزالی نے جو کتابیں تصنیف کی ہیں تو ان میں ایسا دکھلایا ہے کہ یہ بکمال صاحب حال ہیں مگر جو لوگ اہلِ ذوق ہیں ان کو اہلِ حال اور غیر حال کے کلام میں فرق معلوم ہو جاتا ہے۔ چونکہ مجلس میں مولانا فخر الدین رازی کا ذکر ہو رہا تھا، مولانا بہاء الدین ادھمی جو حضرت کے مریدان میں سے ہیں حاضر تھے۔ عرض کرنے لگے میں نے ایسا سُنا ہے کہ قاضی برہان الدین کابلی کے کتب خانہ میں ایک نسخہ کتاب تعبیر رازی خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا موجود ہے اور اس کے اندر متصل دو صفحوں پر کلمۂ اللہ مرقوم ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ اس کتاب کے لکھنے میں ذکر الٰہی آپ کے اُوپر اس قدر مستولی ہوا کہ آپ جو کچھ لکھنا چاہتے تھے وہ اللہ ہی لکھا جاتا تھا یہاں تک کہ جب آپ اس حال سے باز آئے تب کتاب کو پورا کیا۔ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا مولانا محمد امدین حاجری سے روایت ہے کہ مولانا فخر الدین رازی کا یہ دستور تھا کہ ہر شب آپ کے پاس تین تاؤ سفید کاغذ کے

اور قلم دوات رکھ دی جاتی تھی۔ صبح کو جب وہ کاغذ اُٹھاتے تو لکھے ہوئے ہوتے۔ ایک روز جو اُٹھائے ان پر کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ مرقوم تھا۔ فرمایا اگر مکتوب عین القضات ہمدانی فارسی ہے مگر نہایت قابل تحسین اور اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ سبحان اللہ چوبیس سال کی عمر میں کیسا کمال حاصل کیا۔ علم منطق و کلام اور تمام علوم اس کامل واکمل تھے اور خیر یہ باتیں تو اس عمر میں ممکن ہیں مگر تعجب کی یہ بات ہے کہ کمال حال کیونکر حال ہوا اور پھر یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ کسی کے مَرید نہ تھے۔ اگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ شیخ احمد غزالی کے مرید تھے۔ مگر ان کی باہمی خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں تھا کیونکہ ایک مکتوب جو حضرت عین القضات نے خواجہ احمد کو لکھا تھا میری نظر سے گزرا ہے اور اس مکتوب کا مضمون یہ ہے کہ عین القضات سے کسی نے بیان کیا کہ خواجہ احمد آپ کو برا کہتے ہیں تو عین القضات نے اپنے مکتوب میں یہ بیت لکھا۔ **بیت**

تا شنیدم کہ بندہ رابد گفتی

ہم شاد شدم کہ از منت یاد آمد

خواجہ احمد نے اس کے جواب میں لکھا کہ فرزند قرۃ العین کو معلوم ہو کہ جس کسی نے یہ خبر ان کو پہنچائی ہے بالکل غلط ہے۔ میں ان کے غلامان کی طرف سے بھی برا خطرہ دل میں نہیں لاسکتا۔ پھر ان کی بدگوئی کیسے کر سکتا ہوں۔ بہ حق اللہ تعالیٰ و بہ حق صحبت پاکاں و بہ خاک پاک عزیزان قسم کھا کر کہتا ہوں۔ **بیت**

تارخ زغمت بحق زدل می شنوم

ہرگز نہ بود کہ من ترابد گویم

اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ جب عین القضات اور امام غزالی کو لوگوں نے دقائق علوم اور ایسی ایسی باتیں بیان کرنے کے سبب سے متہم کیا

جو ظاہر شریعت میں مردود ہیں اور ان کے قتل کرنے کی تجویز کر لی تو امام غزالی نے اپنے عقائد کے بیان میں ایک رسالہ تصنیف کیا اور اس خطرہ سے بچ گئے۔ عین القضات سے بھی لوگوں نے کہا کہ آپ بھی ایک رسالہ میں اپنے عقائد بیان کر دیں۔ انہوں نے فرمایا مجھ کو رسالہ لکھنے کی ضرورت نہیں میں نے دُعائے سحری میں اپنے قتل کی درخوست کی اور میں نے خدا سے سوال کیا ہے کہ تیری نظر میں سوختہ ہو جاؤں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان کو ایک بورے میں لپیٹا اور اس کے اُوپر رال ڈال کر آگ دے دی جب آگ خوب بھڑک اُٹھی تو انہوں نے فریاد کی۔ کسی نے کہا فریاد کیوں کرتے ہو تم نے تو اس کی دُعا مانگی تھی۔ کہا میں چلنے سے فریاد نہیں کرتا ہوں بلکہ اس بات سے فریاد کرتا ہوں کہ آگ مجھ کو جلد جلد جلا رہی ہے۔ آہستہ آہستہ نہیں جلاتی تا کہ میں دیر تک سوز میں رہوں۔ ان کے انتقال کے بعد جب ان کے اسباب کی تلاشی لی گئی تو ایک صندوقچہ میں یہ رباعی لکھی ہوئی ملی۔ **رباعی**

ما مرگ سعیدے ز خدا خواستہ ایم
در جملہ جہاں ایں بدعا خواستہ ایم
گردوست ہماں کند کہ ماخواستہ ایم
ما آتش و نفط و بوریا خواستہ ایم

حضرت محبوب الٰہی نے ارشاد کیا کہ امام ابو حنیفہ کوئی صحابہ کرام کے صحبت یافتہ اور تابعین میں سے تھے۔ ایک شب انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا حضور ﷺ کا مزار شریف کھلا ہوا ہے اور یہ حضرت کی تمام چھوٹی بڑی ہڈیاں چُن چُن کر جمع کر رہے ہیں۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو ایک شخص کو حضرت ابن سیرین کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم یہ خواب ان سے بیان کر کے ان سے تعبیر لینا اور یہ کہنا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے چنانچہ یہ شخص ابن سیرین کے پاس گیا اور کہا کہ حضرت

میں نے یہ خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر دیجئے انہوں نے فرمایا تو نے نہیں دیکھا۔ یہ خواب اگر دیکھا ہو تو نعمان نے دیکھا ہو وہ رسول خدا ﷺ کے دین کو زندہ کریں گے۔ فرمایا اوّل شب امام ابو حنیفہ نے انتقال فرمایا اور آخر شب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے کسی نے اس واقعہ کو نظم کیا ہے۔ **نظم**

چوں فلک عہد سنائی در نوشت
ہم چو خاقانی سخن گیرے نہ زاد
بوحنیفہ اوّل شب در گزشت
شافعیؒ آخر شب از مادر بہ زاد

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد امام احمد بن حنبل کی خدمت میں رجوع خلائق ہوا تب امام احمد ایک دفعہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی رکاب میں چلے۔ اس روز سے خلائق ان کی طرف متوجہ ہوئی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ یادِ حق میں مشغول ہوئے۔ فرمایا فخر الدین رازی ایک دفعہ شہر غزنی میں حضرت خواجۂ اجل سنجری کی خدمت میں تشریف لائے اور چونکہ شافعی مذہب تھے جب اثنائے گفتگو میں امام اعظم کا نام آتا تو رحمۃ اللہ کہتے اور جب امام شافعی کا نام آتا تو رضی اللہ عنہ کہتے۔ خواجۂ اجل نے فرمایا مولانا تم نے قرآن پڑھا ہے یا کچھ پڑھنا چاہتے ہو۔ تم تو کہتے ہو کہ میں نے اس قدر کتابیں اور تفسیریں لکھی ہیں اور پھر یہ نہیں جانتے کہ خدا فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ [1] اور امام اعظم رضی اللہ عنہ تابعی ہیں۔ فرمایا کشف المحجوب میں روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا عرض کیا حضور مجھ کو آنجناب کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضور نے فرمایا ہے ہر زمانہ میں ایسے مردانِ خدا ہوتے جن کے وجود کی برکت سے عالم قائم رہتا ہے۔ حضور نے فرمایا

---

[1] یعنی جن لوگوں نے نیک کاموں میں صحابہ کی اتباع کی خدا ان سے راضی ہے۔

ہاں یہ میری حدیث ہے اس شخص نے عرض کیا پھر اس زمانہ میں ایسا مرد کون ہے فرمایا محمد بن ادریس شافعی۔ بیت

کوفی اندر طریق دین کافی است
شافعی دردِ جہل را شافی است
آن قریشی باصل و آن کوفی
او بہمت فقیہ ایں صوفی
ہر دو نیکند بے حکومت تو
تو بدی و آن سگ خصومتِ تو

فرمایا امام محمد غزالی بڑے بھائی تھے اور امام احمد غزالی چھوٹے بھائی تھے اور محمد غزالی اگر عالم تبحر تھے مگر اہلِ حال نہ تھے صرف اہل قال اور امام احمد کے مرتبہ کو نہ پہنچے تھے۔ خلیفہ وقت سے کسی نے بدگوئی کی کہ امام محمد غزالی فلاسفہ کی سی باتیں کرتے ہیں۔ خلیفہ نے کہا میں ان کو طلب کر کے دریافت کرتا ہوں۔ چنانچہ شاہی سپاہی ان کی طلبی کے واسطے حاضر ہوا انہوں نے کہا میں نے مشہد خلیل اللہ میں عہد کیا ہے کہ میں خلیفہ کے پاس نہ جاؤں گا اور نہ کسی سے کوئی چیز قبول کروں گا، نہ کسی سے خصومت رکھوں گا لہٰذا مجھ کو حاضری سے معذور رکھنا چاہیے اور اگر زبردستی مجھ کو لے جاؤ گے تو خیر مجبوری کی حالت میں اپنے عہد کا ناقض نہ بنوں گا۔ الغرض سپاہی ان کو حضور شاہی میں لے گئے۔ انہوں نے سلام کے بعد خلیفہ سے کہا کہ خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے واسطے چار چیزیں شرط ہیں دُعا و ثنا اور نصیحت و رفع حاجت اور چونکہ دُعا غائب موثر ہے لہٰذا میں نے اسی کو اختیار کیا ہے اور مرتبہ سلطانی اس حد سے بہت افزوں ہے جس کی ثنا وصفت مجھ سے ہو سکے جیسے کہ حُسن جب کمال کو پہنچ جاتا ہے تو مشاطہ کی تعریف کام نہیں دیتی اور میری نصائح ہر قسم کے

موجود ہیں اب رہا رفع حاجت اس کی دو قسمیں ہیں۔ عام و خاص۔ حاجات عام تو ظاہر ہے اور حاجات خاص وہ ہیں جن کو میں نے لکھا ہے اور جن کا ثابت کرنا میرے ذمہ ہے اور ان میں سے بعض ایسی ہیں کہ ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آسکتیں اسی سبب سے لوگ طعن کرتے ہیں۔ علماء نے جو خلیفہ کی توجہ ان کی طرف دیکھی مناظرہ کا خیال چھوڑ دیا۔ تب انہوں نے واپسی کے وقت خلیفہ سے درخواست کی کہ پھر مجھ کو بلایا نہ جائے خلیفہ نے بھی منظور کیا اور یہ اپنے گھر چلے آئے۔ **سنو**

فرمایا ایک دفعہ میرے اور تمام شہر کے استاذ مستوفی الممالک شمس الملک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی دوست نے رقعہ لکھا جس کا خط نہایت خراب تھا کہ ان سے پڑھا نہ گیا اس کے جواب میں یہ شعر لکھا۔ **شعر**

أَتَانَا مِنْكُمْ خَطٌّ لَخَطَّ الْبَطِّ فِي الشَّرْطِ فَلَا تَكْتُبْ لَنَا
خَطًّا وَإِلَّا جِئْ عُمَعَ الْخَطِّ. [1]

اور فرماتے تھے کہ میں شعر بہت کم کہتا ہوں اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے ان کا ذکر فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ باوجود اس قدر فضائل کے اگر سخاوت اور فراخ دلی بھی ان کے اندر ہوتی تو اس دیار میں وہ بے مثل تھے آخر عمر میں ان کو ایک مصیبت پیش آئی یعنی اس وقت کے بادشاہ سے لوگوں نے کہا کہ ان کے پاس اموال و دفائن بہت ہیں ان کو ضبط کرنا چاہئے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں اس وقت مولنا کی خدمت میں موجود تھا جب کہ وہ تمام مال ضبط ہو رہا تھا اور مولنا سخت متغیر و بے چین تھے۔ اگرچہ مجھ کو نصیحت کرنے کی مجال نہ تھی مگر پھر میں نے نہایت ادب سے عرض کیا کہ سیم و زر اور دیگر اشیاء سب متاع دُنیا اور خدا و بندہ کے درمیان حجاب ہیں اگر

---

[1] یعنی آپ کا خط پہنچا جو ایسا لکھا ہوا تھا جیسے بطخ کے پنجوں کا نشان ہوتا ہے بس آئندہ ہم کو خط نہ لکھنا ورنہ خط پڑھنے کے واسطے خود اس کے ساتھ آنا۔

خداوند تعالیٰ کی یہی مرضی ہے تو یوں ہی سہی اس کو بھی اس کی خاص عنایت شمار کرنا چاہئے تقدیر پر بھروسہ کر کے رنج وغم کیجئے۔ مولنا ان سب باتوں کو سن کر خاموش ہو رہے پھر جب میں رخصت ہوا تو فرمایا کہ تم یہی خیال رکھنا کہ میرا یہ مال پھر میرے پاس واپس آ جائے اور اپنی جدائی کا رنج مجھ کو نہ دے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ افسوس ان کو اس چیز سے سخت محبت اور تعلق ہے۔

فرمایا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے عہد میں ایک عورت کو دیکھا کہ ایک گہوارہ سر پر رکھے ہوئے لے جا رہی ہے آپ نے اس کو بلا کر پوچھا یہ گہوارہ کیسا ہے اس نے کھول کر دکھلایا تو آپ نے اس کے اندر ایک نہایت ضعیف العمر بوڑھے کو دیکھا جس کے بدن میں صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں باقی تھیں۔ پھر اس عورت نے عرض کیا کہ حضرت یہ میرا باپ ہے اور مجھ کو اس سے بہت محبت ہے اور چونکہ میری گزر اوقات مزدوری پر ہے اور میں اس کے حقوق جلدی ادا کرنے چاہتی ہوں اس واسطے اس کو اپنے ساتھ رکھتی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے اس کے حقوق سے بھی زیادہ ادا کر دیا عورت نے عرض کیا کہ حضرت ہر کام میں نیت کا اعتبار ہوتا ہے جب میرا باپ مجھ کو پرورش کرتا تھا تو ہمیشہ اس کا یہی مقصود تھا کہ میری عمر دراز ہو اب جب تک وہ زندہ ہے میں اس کے حقوق سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی ہاں جب وہ مر جائے گا تب میں سبک دوش ہوؤں گی۔ امیر المومنین نے از راہ انصاف کے فرمایا کہ سب مجھ سے زیادہ سمجھدار ہیں یہاں تک کہ عورتیں بھی۔

فرمایا ایک دفعہ میں حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کی خدمت میں بیٹھا تھا اور اس روز میں مجرد تھا کہ میں نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میرے واسطے ایک بار سورۂ فاتحہ اس نیت سے پڑھ دیجئے کہ میں قاضی ہو جاؤں۔ شیخ نے کچھ جواب نہ دیا میں سمجھا کہ انہوں نے سنا نہیں دوبارہ کہا اس کا بھی جواب نہ دیا پھر میں نے سہ بارہ عرض کیا تو مسکرا کر فرمایا کہ تم قاضی نہ بنو بلکہ اور چیز بنو۔

باب ۲

توحید اور معرفت کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم حضرت خواجہ نظام الحق و الملۃ والدین محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قولہٗ تعالیٰ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔ [1] ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اے لِیُوَحِّدُوْنَ کیونکہ قیامت کے روز سب لوگ موحد ہوں گے جن لوگوں نے یہاں توحید قبول کی ہے ان کا ایمان بالغیب ہے اور کافر قیامت کے روز عذاب کو دیکھ کر اقرار کریں گے پس تفسیر لیوحدون درست ہوئی قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ ایک حدیث نظر سے گزری ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ وَطُوْبٰی سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَمْ یَرَنِیْ وَاٰمَنَ بِیْ۔ حضرت نے فرمایا یہ حدیث بڑی اُمید افزا اور دلیل عقلی کے موافق ہے کیونکہ ایمان غیب ایمان شہادت دعیاں سے راجح ہے۔ ایمان معتبر وہی ہے جو بالغیب ہو اگر کوئی گنہگار شخص وقت مرگ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے اور اگر کافر ایمان لائے تو اس کا ایمان قبول نہ ہوگا کیونکہ یہ ایمان باس ہے اور ایمان باس معتبر نہیں ہے۔ معتزلہ کہتے ہیں۔ اہل کبائر و اہل کفر ہمیشہ عذاب میں رہیں گے یہ خطا ہے مذہب حق یہ ہے کہ کافر تو ہمیشہ عذاب میں رہیں گے اور اہل کبائر نہ رہیں گے کیونکہ کافروں کا عقیدہ کفر پر دائم تھا۔ لہٰذا انکے واسطے دائمی عذاب ہے اور اہل کبائر یعنی گنہگار گناہ کے بعد خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے برا کیا پس گناہ یا اس کا خیال دائم نہیں رہتا لہٰذا ان کا

---

[1] یعنی میں نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا ہے مگر اس کے واسطے کہ میری عبادت کریں۔ یعنی مجھ کو واحد جانیں۔

عذاب بھی دائمی نہیں ہے۔ مذہب اشعریہ میں ثابت ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ مومنوں کو دوزخ میں ہمیشہ رکھے تو جائز ہے کیونکہ اس کی ملک ہے اور اپنی ملک میں جس طرح چاہے تصرف کرسکتا ہے مگر اہل سنت کے مذہب میں یہ بات جائز نہیں کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (1) اس کی حکمت یہی ہے کہ مومنوں کو جنت میں اور کافروں کو دوزخ میں لے جائے۔ مثلاً مال دار اپنے مال کو جہاں چاہے خرچ کرے اور اگر وہ اپنا مال کنویں میں ڈال دے گا تو حکمت کے موافق نہ ہوگا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اسلام اور ایمان مرادف ہیں یعنی ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور یہ آیت ان کی حجت ہے۔ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ. (2) اس آیت میں ایک ہی طائفہ کو مومن و مسلمان کہا گیا ہے لہٰذا یہ ایک ہی چیز کے دو نام ہوئے اور بعض علماء نے ایمان و اسلام میں فرق بیان کیا ہے اور ان کی حجت یہ آیت ہے: قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا. (3) جب منافقوں نے ایمان کا دعویٰ کیا تو حکم ہوا کہ ان سے کہہ دو تم ایمان نہیں لائے ہو بلکہ اسلام لائے ہو۔ اگر ایمان و اسلام ایک ہوتے تو ایک ہی چیز کی نفی و اثبات کیسے ہوسکتی ہے اور اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ ایمان زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا ہے اور اسلام عمل بالارکان کا نام ہے اور حجت ان کی یہ حدیث ہے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے: اَلْاِيْمَانُ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ وَالْاِسْلَامُ عَمَلٌ بِالْاَرْكَانِ. ہمارے علماء فرماتے ہیں۔

---

(1) یعنی کہہ دو کہ کیا برابر ہیں وہ لوگ جو علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے یعنی برابر نہیں ہیں۔

(2) پس اس شہر میں جتنے مومن تھے ان کو ہم نے باہر کردیا تو ہم نے مسلمانوں کا ایک گھر کے سوا نہ پایا۔

(3) عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ان سے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے ولیکن یوں کہو کہ ہم اسلام لے آئے۔

خداوند کا ارشاد ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ ایمان کو عمل پر عطف کیا ہے عَطْفُ الشیٔ عَلٰی نَفْسِہٖ جائز نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ایمان اور ہے اور عمل اور ہے اور نیز بیان کرتے ہیں کہ اعمال ایمان سے جدا ہیں کیونکہ ایمان کی ضد کفر ہے پھر اگر طاعت ایمان ہوتی تو اس کی ضد معصیت ہوتی بلکہ کفر ہوتی لہٰذا معلوم ہوا کہ طاعت ایمان نہیں ہے کیونکہ فریقین بالاتفاق ترک طاعت سے بندہ کو کافر نہیں کہتے ہیں۔ ہاں طاعت ایمان کی فرع ہے اس اعتبار سے کہ بغیر ایمان کے طاعت نہیں ہوتی اور ایمان بغیر طاعت کے ہوتا ہے کہ ایمان بذات خود ایمان ہے۔

فرمایا حق سبحانہٗ تعالیٰ کی معرفت تین قسم پر ہے۔ معرفتِ ذات، معرفت صفات، معرفت افعال بعض لوگ معرفتِ افعال سے معرفت صفات میں اور بعض معرفت صفات سے معرفتِ ذات میں پہنچتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو یہ تینوں معرفتیں حاصل ہوتی ہیں جن کا ادراک نہایت دشوار ہے۔ بعض بزرگان نے بطور مجاز فرمایا ہے کہ شکستہ دلوں کی دلداری معرفت ہے۔

امام غزالی نے اپنی تصنیفات میں بیان کیا ہے کہ چیز کی حقیقت کو مع اس کے لوازم اور خواص کے معلوم کرنا معرفت ہے۔

علم و معرفت کا بیان اور فرق

علم و معرفت میں فرق یہ ہے کہ علم چیز کی ہستی کو جاننا اور معرفت اس کی حقیقت کو پہچاننا ہے بعض علماء کے نزدیک علم و معرفت ایک ہی ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ معرفت چیز کی حقیقت معلوم کرنا ہے فکر و بصیرت سے۔ بزرگان فرماتے ہیں معرفت کا تعلق علم الٰہی سے ہے جو شخص کسی چیز کو جانتا ہے اس کو عالم کہتے ہیں اور جو علم الٰہی کو جانتا ہے اور خدا شناس ہے اس کو عارف کہتے ہیں۔ معرفت الٰہی کی انتہا نہیں ہے کہ وجود الٰہی بے حد و نہایت ہے اور چونکہ معروف کامل ہے لہٰذا معرفت

بھی کامل ہونی چاہئے تاکہ اس تک پہنچے۔ اور اسی سبب سے اس راہ کے چلنے والے عاجز ہیں اور عجز ہی عین توحید ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ۔ حقیقت ایزدی معرفت یہ ہے کہ ایمان کا علم یقینی اس طرح حاصل ہو کہ کشف عیانی کی حاجت نہ رہے جیسا کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے صحت معرفت کے حال سے خبر دی ہے۔ لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ لَمَا ازْدَدْتُ يَقِيْنًا۔ [1]
حاصل یہ کہ معرفت ایک آفتاب ہے جو بُرج عنایت سے دل پر چمکتا اور اس کو منور بنا کر اس کے اندر انشراح پیدا کرتا ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ۔ [2] یہ نور نورِ معرفت ہے اور جب یہ نور دل میں ظہور کرتا ہے تو دل کی کدورت، تنگی و سستی کاہلی سب دور ہو جاتی ہے اور اخلاق محمودہ پیدا ہو کر تمام رذائل نکل جاتے ہیں۔ شیخ بایزید بسطامی خلوت میں تشریف رکھتے تھے ایک شخص نے آن کر سوال کیا کہ حضرت مجھ کو معرفت سکھایئے۔ شیخ نے کھانا منگا کر اس کو کھلایا وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔ دوسرے روز پھر آیا اور وہی سوال کیا شیخ نے پھر کھانا کھلا دیا اور وہ چلا گیا تیسرے روز آن کر پھر وہی سوال کیا شیخ نے پھر کھانا منگایا اس نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ سے معرفت کا سوال کرتا ہوں اور آپ مجھ کو کھانا کھلاتے ہیں میرے سوال کا جواب تو دیجئے۔ شیخ نے کہا کہ معرفت یہی ہے کہ شکستہ دلوں کی دلداری کرو۔

فرمایا ایک دفعہ مولنا فخر الدین رازی غزنی میں ایک بزرگ سے ملنے گئے اور سلام کیا یہ بزرگ روٹی پکاتے میں مشغول تھے ان کے سلام کا جواب دے کر فرمانے لگے کہ مولنا تم نے کچھ پڑھا ہے۔ مولانا نے فرمایا میں نے کتنی کتابیں معرفت الٰہی میں تصنیف کی ہیں۔ بزرگ نے فرمایا اگر تمہارے پاس کچھ بھی معرفت

---

[1] اگر پردہ اُٹھ جائے تو میرا یقین زیادہ نہ ہو کیونکہ میرا یقین کامل ہے۔

[2] یعنی آیا پس جس کا سینہ خدا نے اسلام کے واسطے کھول دیا تو وہ اپنے ربّ کے نور پر ہے۔

الٰہی ہوتی تو تم (اصل کتاب اسی طرح سپیدی چھوٹی ہوئی ہے)۔

خطرات کا بیان

فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے: إِنَّ اللّٰهَ عَفٰى عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهٖ أَنْفُسُهَا۔ [1] انفسہا کے سین کے اعراب فتح یعنی زبر بیان کی ہے اور اگر پیش کے ساتھ پڑھیں تو نفس اس کا فاعل ہوگا اور فتح سین کے ساتھ نفس اس کا مفعول ہے۔ یہ دونوں خطرے اس اُمت پر سے اُٹھا لئے گئے۔ بخلاف امم ماضیہ کے کہ ان کو صرف پہلا خطرہ جو نفس کی طرف سے ہوتا ہے معاف تھا اور دوسرا خطرہ یعنی آدمی کی اپنے نفس سے بات کرنی یہ معاف نہ تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب پہلا خطرہ دل کے اندر آئے تو انسان اس خطرے میں مجبور ہے فوراً اس کو رفع کرکے خدا کی طرف گریز کرے اور اسی قسم کا دوسرا خطرہ نہ آنے دے پھر اگر دوبارہ وہی خطرہ آیا تو وہ شخص کی طرف منسوب ہوگا محققین کے نزدیک تو انسان مجرد خطرہ میں ماخوذ ہے۔ فرمایا پہلا خطرہ ہوتا ہے پھر عزیمت پھر فعل۔ عوام کے افعال کا مؤاخذہ ہوتا ہے اور خواص کے خطرے پکڑے جاتے ہیں۔ بہتر ہے کہ انسان ہر حال میں خدا ہی کی طرف گریز کرے کیونکہ خطرہ عزیمت اور فعل سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور ان سب سے اسی کی پناہ مانگنی چاہیے۔

الہامات کی تفصیل

فرمایا الہام چار طرح کے ہیں۔ رحمانی، ملکی، نفسانی اور شیطانی۔ رحمانی دل کے اُوپر سے ہوتا ہے اور ملکی دائیں طرف سے اور شیطانی بائیں طرف سے اور نفسانی نیچے سے ان سب کی پہچان مجاہدہ سے معلوم ہوتی ہے جس نے ان کو معلوم کرلیا وہ

---

[1] یعنی بے شک خدا نے میری اُمت سے ان خطروں کی درگزر فرمائی جو ان کا نفس پیدا کرے۔

بے شک مقام میں پہنچ گیا اور اسی کو صاحب دل کہتے ہیں۔ درحقیقت دو الہام ہیں ایک خیر کا ایک شر کا خیر کا الہام بے تردد دل میں آتا ہے اور اس کے بعد جو خطرہ تردد کے ساتھ دل میں آئے وہ ملکی ہے اور جو پہلی ہی مرتبہ تردد کے ساتھ آئے وہ نفسانی ہے۔

فرمایا ہر خطرہ کو قرآن شریف کے مقابل کرنا چاہئے اگر اس کے موافق ہے تو رحمانی ہے ورنہ شیطانی ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہر خطرہ کو اپنے نفس کے سامنے پیش کرے اگر نفس اس کو رغبت کے ساتھ قبول کرے تو نفسانی ہے ورنہ رحمانی اس خطرہ کو عربی میں لَـمَّۃ کہتے ہیں جس کے معنی پہنچنے کے ہیں اور مراد اس سے وہ بات ہے جو قلب کے اندر بواسطہ فرشتہ یا شیطان کے واقع ہے۔

فرمایا حضرت خواجہ ابوسعید ابوالخیر کے وعظ میں ایک سائل نے مانگنا شروع کیا۔ ایک شخص قیمتی جُبّہ پہنے ہوئے بیٹھا تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ یہ جُبّہ اس سائل کو دے دوں پھر خیال آیا کہ نہ دوں اسی طرح تین بار ہوا اور آخر جبہ اس نے نہ دیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد اس نے خواجہ ابوسعید سے سوال کیا کہ کیا خدا بندہ سے باتیں کرتا ہے فرمایا ہاں خدا نے تین بار تجھ سے کہا تھا کہ جبہ سائل کو دے دے مگر تو نے نہ دیا۔ فرمایا الہام اور وسوسہ میں وہی فرق کرسکتا ہے جس کا لقمہ غیب[1] سے ہو۔

---

[1] یعنی خدا کی بھیجی ہوئی روزی کھایا کرے حرام و مشتبہ چیز نہ کھائے۔

باب ٤

توبہ کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم سلطان الاولیاء برہان الاصفیا نظام الحق والشرع والملۃ والدین محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ توبہ کی تین قسمیں ہیں حال، ماضی، مستقبل۔ توبہ حال یہ ہے کہ گناہ کرکے نادم و پشیمان ہو اور توبہ ماضی یہ ہے کہ جن لوگوں پر ظلم و زیادتی کی ہے ان کو خوشنود کرے۔ اگر کسی سے کچھ غصب کیا ہو وہ اس کو واپس کر دے کیونکہ صرف یہ کہنے سے کہ میں نے توبہ کی توبہ نہیں ہوتی توبہ یہ ہے کہ جس کو جو کچھ چاہئے وہ اس کو دے کر خوش کر دے یا اگر کسی کو سخت وست کہا ہو تو اس سے معاف کرائے اگر وہ شخص مرگیا ہے تو اس کے واسطے اس قدر استغفار و دعا کرے کہ اس بدگوئی کی تلافی ہو جائے۔ اگر کسی منکوحہ یا لونڈی سے زنا کیا ہے تو اس کے پاس جا کر معافی نہ مانگے بس صرف خدا ہی سے مغفرت چاہے۔ اگر شرابی توبہ کرے تو اس کو لازم ہے کہ بندگان خدا کو لطیف و پاکیزہ شربت پلائے۔ مطلب یہ ہے کہ جس قسم کا گناہ ہو اسی قسم کی تلافی ہونی چاہئے۔ توبہ مستقبل یہ ہے کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کی سچی نیت کرے۔ قاضی محی الدین سے شانی رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ اگر کسی سے جوانی میں کوئی گناہ ہوا تھا اور اس نے توبہ کر لی مگر وہ اس فکر میں ہمیشہ غمگین رہتا ہے کہ اس گناہ کی شومی اور کدورت مجھ سے دور ہوئی یا نہیں۔ حضرت نے ارشاد کیا جب اس گناہ کا خیال آئے تو غور کرے کہ اس کے ساتھ نفس کو لذت ہوتی ہے یا نفرت اگر لذت ہو تو اس کی شومی باقی ہے اور اگر نفرت ہو تو باقی نہیں ہے پھر اسی کے متعلق ایک حکایت بیان فرمائی کہ پہلے زمانہ میں دو شخصوں کی اس

بات پر حجت ہوئی کہ متقی افضل ہے یا تائب اور آخر یہ فیصلہ ٹھہرا کہ اپنے زمانہ کے پیغمبر سے چل کر دریافت کریں۔ پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا سوال پیش کیا۔ پیغمبر نے فرمایا آج شب کو تم دونوں ایک ہی مکان میں رہو اور علی الصباح باہر جاؤ سب سے پہلے جو شخص تم کو ملے اس سے یہی سوال کرنا جو وہ جواب دے گا وہی فیصلہ ہے۔ ان دونوں نے ایسا ہی کیا اور صبح کو جو باہر نکلے تو اتفاقاً ایک جولاہا ان کے سامنے آیا اسی سے انہوں نے اپنا مسئلہ دریافت کیا۔ اس نے کہا صاحب میں تو جولاہا ہوں متقی اور تائب کو نہیں جانتا۔ انہوں نے کہا میاں متقی وہ ہے جس نے کبھی گناہ نہیں کیا اور تائب وہ ہے جس نے گناہ کر کے توبہ کر لی۔ اس نے کہا اتنی بات تو میں جانتا ہوں کہ جو تار میرے تانے بانے میں ٹوٹ جاتا ہے میں ہر چند اس کو عمدگی سے جوڑتا ہوں مگر پھر بھی وہ اس تار کے برابر نہیں ہوتا جو کبھی نہیں ٹوٹا ہے۔ فرمایا مشائخ میں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے بعض کے نزدیک تائب افضل ہے کیونکہ اس نے گناہ کی لذت اُٹھا کر توبہ کی ہے اور یہ مشکل ہے بمقابلہ اس کے کہ لذت نہیں اُٹھائی۔ فرمایا اگر سات مرتبہ گناہ کے خطرہ کو دل سے دور کر دے گا تو پھر وہ خطرہ نہ آئے گا۔ فرمایا جوانی میں توبہ کرنی بہت اچھی ہے بڑھاپے میں توبہ نہ کرے گا تو اور کیا کرے گا۔

چو پیر شوی بے سر انجام
اے سر حرف خویش ناکام
سازی حق راز تیز رائے
معشوقۂ روزیٔ نوائے

فرمایا خداوند تعالیٰ اپنے بندہ سے اس کا جوانی کا سوال نہ کرے گا۔ فرمایا جب میں نے شیخ فرید الدین کی خدمت میں حاضر ہو کر اِنابت [1] حاصل کی ہے تو کئی بار آپ

---

[1] یعنی خدا کی طرف رجوع ہوا ہوں۔

نے فرمایا کہ دشمنوں کو خوش کرنا چاہئے اور حقداروں کو ان کا حق پہنچانے میں بہت تاکید فرمائی۔ مجھ کو یاد آیا کہ ایک شخص کے بیس جیتل قرض مجھ کو دینے ہیں اور ایک شخص سے میں نے عاریۃً ایک کتاب لی تھی وہ میرے پاس سے گم ہو گئی ہے۔ اب جب میں دہلی پہنچوں گا تو ان دونوں کو راضی کروں گا۔ پھر آپ نے ایسا ہی کیا جس کی تفصیل آپ کی سوانح عمری یعنی سیرت نظامی میں لکھی گئی ہے۔

اسی گفتگو کے اندر حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک شخص ساحر کے پاس سحر سیکھنے گیا۔ ساحر نے کہا چالیس روز بے طہارت کے رہو اور کوئی نیکی نہ کرنا جب چلہ پورا ہوا تو استاد کے پاس آیا۔ استاد نے پوچھا کہ اس چلہ میں کوئی کلمہ خیر تیری زبان سے نکلا ہے۔ شاگرد نے کہا کہ ہاں ایک دفعہ۔ استاد نے کہا جا ایک چلہ اور کر کیونکہ یہ چلہ خراب ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا خواجہ ابوحفص حدادی کا توبہ کا بھی ایسا ہی واقعہ ہے کہ ایک جادوگر تھا جو شخص کسی پر عاشق ہوتا اس جادوگر کے پاس جاتا اور وہ جادوگر بتلاتا کہ ایک چلہ پھر بے طہارت رہنا اور کوئی نیک کام نہ کرنا تیری معشوقہ تیرے پاس آ جائے گی اور ایسا ہی ہوتا بہت لوگوں نے اس کا امتحان کیا تھا۔ خواجہ ابوحفص بھی جوانی کے ایام میں ایک عورت پر عاشق ہو کر اس جادوگر کے پاس پہنچے اور ان کو بھی اس نے وہی عمل بتلایا۔ خواجہ چلہ پورا کر کے استاد کے پاس گئے۔ استاد نے کہا تم نے کوئی نیک کام کیا ہے خواجہ نے کہا ہرگز نہیں ساحر نے کہا کہ خوب سوچو تب خواجہ نے کہا ہاں ایک روز راستہ میں سے میں نے پتھر اُٹھا کر پھینک دیا تھا۔ ساحر نے کہا میرے اسلام کے تم گواہ ہو جاؤ میں جادو سے توبہ کر کے ایمان لاتا ہوں۔ جس خدا نے چالیس روز کے گناہ ایک اتنی سی نیکی کے آگے محو کر دیئے اور اس نیکی کو ضائع نہ کیا اس کا اقرار نہ کرنا محض گمراہی ہے۔

فرمایا جب خداوند تعالیٰ کی محبت دل میں نہ ہو تو گناہ ہو جانا ممکن ہے اور جب خدا کی محبت دل میں ہے تو گناہ سرزد نہ ہو گا۔

فرمایا جامع دمشق کے اوقاف بہت ہے اور متولی بڑا مالدار ہے یہاں تک کہ جب کبھی وہاں کے بادشاہ کو قرض لینے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس متولی سے لیتا ہے۔ ایک درویش نے اس اُمید پر کہ یہ تولیت مجھ کو مل جائے مسجد میں طاعت و عبادت شروع کی اور ایک مدت کرتا رہا کچھ نہ ہوا آخر ایک شب مجبور ہو کر عبادت ریائی سے توبہ کی اور خدا سے عہد کیا کہ اب خاص تیرے ہی واسطے عبادت کروں گا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ لوگوں نے ان کو تولیت کے واسطے پسند کیا درویش کہنے لگا کہ جب میں چاہتا تھا تو مجھ کو نہ دی اور اب جو میں نے خیال چھوڑ دیا تو مجھ کو دیتے ہیں مجھے نہیں چاہئے۔

فرمایا ایک بزرگ فرماتے ہیں خدا کی نزدیکی دو چیزوں کے ساتھ ہے ابتدا میں عصمت اور آخر میں توبہ سلطان علاء الدین خلجی نے ملک التجار قاضی حمید الدین ناگوری کو حکم دیا کہ ایک شخص بزرگ زادہ ایسا تلاش کرو جس کو میں قاضی کروں ملک التجار نے محی الدین صاحب کاشانی کو طلب کیا آپ نے فرمایا کہ بندہ کو اس کام سے کیا نسبت۔ حضرت محبوب الٰہی نے ارشاد کیا کہ جمعہ کے روز جامع کیلوکھیری میں قاضی حمید الدین مجھ سے ملیں گے تو میں ان سے کہہ دوں گا کہ وہ تم سے ہاتھ دھو لیں پھر اس کے ایک سال بعد قاضی محی الدین کاشانی دستار اُتار کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک سال سے بندہ مخدوم کو اپنے اُوپر منقبض پاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا دستار تو باندھو اور تشریف تو رکھو پھر فرمایا تم کو جو قضات کے واسطے طلب کیا گیا تو ضرور تمہارے دل میں اس کا خطرہ گزرا ہوگا۔ اگر شرابی شراب سے توبہ کرے اور پھر اس کا خیال تک دل میں نہ لائے تو اس کے دوست واحباب مزاحمت نہ کریں گے اور اگر خود اسکے دل میں کچھ میلان باقی ہوگا تو ضرور وہ لوگ اس کو شراب کی مجلس میں طلب کر کے اس کی توبہ کے مزاحم ہوں گے۔

باب ۵

اخلاص کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم نظام الحق و الشرع و الملۃ والدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اخلاص نفی شوائب سے عبارت ہے یعنی جو عمل کرے خالص خدا کے واسطے کرے جس میں غیر خدا کا مطلق شائبہ نہ ہو۔ ایسے ہی شخص کو مخلص کہتے ہیں اور جو شخص خاص غیر خدا کے واسطے عمل کرتا ہے جس میں خدا کا بالکل شائبہ نہیں ہوتا اس کو بھی مخلص کہتے ہیں مگر اخلاص کا اطلاق اسی شخص کے واسطے مخصوص ہے جس کا مقصود تقرب الی اللہ ہو جیسے کہ الحاد میل کرنے سے عبارت ہے مگر یہ غیر حق کی طرف مائل ہونے کے واسطے مخصوص ہے۔ قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا مولٰنا حمید الدین مخلص نے اپنی بعض تصانیف کے دیباچہ میں اس طرح لکھا ہے قَالَ الْعَبْدُ الْمُخْلِصُ فرمایا ہاں یہ بات تو اچھی ہے مگر اس طرح لکھنے سے سننے والے کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ان کا نام ہے بلکہ وہ اس کو وصف پر محمول کرتا ہے جیسے کہ ہانسی میں ایک شخص ناصر نام نے کتاب مدخل کرخی کو نظم کر کے اس کے دیباچہ میں اپنا نام اسی طرح درج کیا ہے میں نے ان سے کہا کہ اس طرح لکھنے سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تمہارا نام ناصر ہے انہوں نے کہا کہ ہاں بیشک اس عبارت کو بدل دینا چاہیے۔ قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا کہ حدیث شریف مَنْ اَخْلَصَ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا جَرَتْ یَنَابِیْعُ الْحِکْمَۃِ مِنْ قَلْبِہٖ عَلٰی لِسَانِہٖ [1] میں لفظ صباح سے تمام شبانہ روز مراد ہے یا صرف

[1] جس نے چالیس روز خدا کے واسطے خالص کئے اس دل سے حکمت کی نہریں اس زبان سے جاری ہو جاتی ہیں۔

صبح کا وقت۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ اگر مسا یعنی شام کے مقابلہ میں صباح آئے تو اس سے صرف صبح ہی کا وقت مراد ہوگا ورنہ بعض جگہ جز کو ذکر کرکے کل مراد لیتے ہیں اور یہاں ایسا ہی ہے یعنی شبانہ روز مراد ہے۔ بعدۂ قاضی صاحب نے دریافت کیا کہ حدیث میں وقت کو عمل کے واسطے کرنا مراد ہے یا خاص خدائے عزّ وجل کے لئے خاص کرنا مراد ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ عمل کو غیر حق کے شائبہ سے خالص اور پاک کرنا مراد ہے اس کے بعد فرمایا کہ عمل کی فی نفسہٖ دو قسمیں ہیں خالص اور مخلوط۔ پھر خالص کی دو قسمیں عمل کی ہیں خالص لِلّٰہ اور خالص لغیر اللّٰہ اور مخلوط کی تین قسمیں ہیں لِلّٰہ و لغیر اللّٰہ علی السویہ اور غالبًا لِلّٰہ اور غالبًا لغیر اللّٰہ۔ ان سب میں سے پہلی قسم یعنی خالص لِلّٰہ سب سے بہتر اور اچھی ہے اور اس کا اجر عظیم اور حسن ثواب ہے۔ دوسری قسم خالص لغیر اللّٰہ بالکل باطل اور کرنے والے کے واسطے نہایت خطرناک موجب تہمت و عذاب ہے اور تیسری قسم ایسی ہے کہ جس کا کرنا نہ کرنا یکساں محض عمر کو برباد کرنا ہے چوتھی اور پانچویں قسمیں باعتبار غالب قسم اوّل و دوم سے ملحق ہیں۔ فرمایا بندہ جو طاعت بھی بجا لاتا ہے مالی یا بدنی یا خلقی ان میں سے ایک بھی قبول ہو جائے تو پھر اس کے طفیل بندہ کے تمام کام آسان ہو جاتے ہیں۔ قفلِ سعادت کی کنجیاں بہت ہیں معلوم نہیں کہ یہ قفل کس کنجی سے کھلے گا۔ لہٰذا ہر ایک کنجی سے کھول کر دیکھنا چاہئے اگر ایک سے نہ کھلا تو دوسری کھلے گا فرمایا بنی اسرائیل میں ایک زاہد نے ستر برس خدا کی عبادت کی بعد ازاں اس کو ایک حاجت درپیش ہوئی اور اس نے خدا سے دُعا مانگی مگر حاجت روا نہ ہوئی۔ زاہد نے اپنے نفس پر نہایت عتاب کیا اور کہا ستر سال تو نے خدا کی عبادت کی اور پھر بھی تیری ایک حاجت روا نہ ہوئی۔ معلوم ہوا کہ تیرے اخلاص میں نقص ہے اگر تیرا

---

(۱) یعنی ایک وہ جو خدا اور غیر خدا کے لئے برابر ہو اور ایک وہ جو خدا کے لئے زیادہ تر ہو اور ایک وہ جو زیادہ تر غیر خدا کے لئے ہو

اخلاص کامل ہوتا تو ضرور حاجت پوری ہوتی۔ اس زمانہ کے پیغمبر علیہ السلام کو خدا کی وحی پہنچی کہ اس زاہد سے کہہ دو کہ تو نے جو ایک گھڑی بھر اپنے نفس پر عتاب کیا یہ ہمارے نزدیک ستر برس کی عبّادت سے بہتر ہے۔ فرمایا ایک درویش کی عادت تھی کہ جب لوگ اس کے پاس آتے تو قرآن شریف پڑھنے لگتا اور جب لوگ چلے جاتے ہنسی مذاق کرنے میں مشغول ہوتا۔ اس کے بعد حضرت محبوب الٰہی نے بندہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ برادرم شیخ ضیاء الدین لقب بہ بہاء الدین پانی پتی ہر شب ماہِ رمضان شریف شہر کی جامع مسجد میں تراویح کے اندر ختم قرآن کرتے تھے اب بھی کرتے ہیں بندہ نے زمیں بوس ہو کر عرض کیا کہ جی ہاں کرتے ہیں حضرت نے چشم پر آب ہو کر فرمایا کہ کچھ اثر نہیں کرتا پھر ارشاد کیا کہ خلق کی عمل پر نظر ہے اور حق کی نظر نیت پر ہے اگر نیک نیتی سے تھوڑا عمل کیا جائے تو وہ بھی پسند ہوتا ہے اور بری نیت سے مناجات کرنا بھی معصیت ہے جو شخص کسی علت یا سبب سے خدا کی عبادت کرے تو وہی سبب اور علت اس کا معبود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ٦

محبت اور عشق اور ان کے حقائق کا بیان

شیخ الشیوخ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الحق و الشرع و الملۃ والدین محبوب الٰہی ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت رسولِ خدا ﷺ کا فرمان ہے کہ جس روز آفتاب نکلے اور محمد ﷺ کو اپنے ربّ ایک نیا قرب اور نئی طلب حاصل نہ ہو تو اس روز کے آفتاب نکلتے میں برکت نہ ہوجیو۔ پس اس حکم کی بجا آوری کے واسطے محبان درگاہ و طالبان راہ پر لازم ہے کہ ہر روز ایک نیا درد اور نئی طلب حاصل کریں تا کہ ہر روز مزید ہو یہاں طاعت کے بدنی مراد نہیں ہے بلکہ نیا شوق و عشق مراد ہے۔ ترقیات مشاہدہ کی دُنیا و آخرت میں انتہا نہیں ہے اور اگر ہر روز مکرر ہوں تب ان میں لطف نہیں لہٰذا ہر روز نو بنو ہونی چاہئیں اور اسی طرح قابلیت بھی بے نہایت ہے۔ بعدہٗ ارشاد کیا کہ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہٗ ہر ایک کو بارہا فرماتے تھے کہ خدا تجھ کو درد دے وہ شخص حیران ہوتا کہ یہ کیا دُعا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ ہاں وہ یہ دُعا تھی۔ ایک دفعہ کاتب حروف کی حضرت مولٰنا حسام الدین ملتانی سے جو حضرت جناب شیخ کے مریدانِ اعلیٰ سے ہیں ملاقات ہوئی اور محبت باری تعالیٰ کے متعلق گفتگو ہونے لگی فرمایا بندہ کو اپنی حیثیت کے موافق خدا سے کچھ مانگنا چاہئے اور محبت باری تعالیٰ احوال سے تعلق رکھتی ہے۔ پھر جو شخص مقامات میں مستقیم ہوگا اس سے اس محبت کا سوال ہونا محال ہے اس گفتگو کے بعد جب بندہ نے حضرت شیخ الشیوخ العالم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا نہیں ہے آدمی کو ہر وقت خدا سے اس کی محبت چاہنی اور یہ دُعا مانگنی چاہئے۔ اَللّٰھُمَّ

اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَ الْعَمَلُ الَّذِیْ یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَ اَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ لِلْعَطْشَانِ۔ [1] بیت

می گفت مرا کسے کہ با صدق و صفاست

کیں رمزبداں اگر ترا عقلے بجا است

باموج و نہنگ یا بسازد غواص

اور اطلب درست افزون خطا است

فرمایا تین شخص بغداد سے حج کو چلے اور سنت الٰہی اس طرح جاری ہوئی کہ خانہ کعبہ پر پہلے نظر پڑنے کے وقت جو دُعا مانگو وہ قبول ہوتی ہے چنانچہ ان میں ایک نے یہ دُعا کی کہ میں قاضی ہو جاؤں دوسرے نے کہا میں شیخ الاسلام بنوں تیسرے نے دُعا کی خداوند مجھ کو اپنی محبت وعنایت کر پھر جب تینوں بغداد شریف میں واپس آئے تو ایک قاضی ہو گیا اور دوسرا شیخ الاسلام بنا اور تیسرے کے پیر میں پھوڑا نکل آیا جس کی تکلیف میں ایک روز کہنے لگا خداوند ایک نے قضات مانگی اس کو تو نے قاضی بنایا دوسرے کو شیخ الاسلام کیا اور میں نے جو تیری محبت مانگی تھی تو مجھ کو یہ مصیبت عنایت کی ہاتف نے جواب دیا کہ اے شخص جس کو ہم اپنی محبت سے مشرف کرتے ہیں اس کو بلا میں مبتلا بناتے ہیں۔

فرمایا خواجہ حسین منصور حلاج کو دار پر کھینچا ہے تو ان کے خون کے ہر قطرہ سے انا الحق کی آواز آتی تھی اور جب زمین پر گرتا تو نقش اللہ پیدا ہوتا پھر ان کو جلا کر راکھ دریائے دجلہ میں ڈالی وہاں سید احمد کبیر وضو کر رہے تھے انہوں نے اس کو تھوڑا

---

[1] اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس شخص کی محبت جو تجھ سے محبت رکھتا ہے اور اس کام کی محبت جو تیری محبت سے مجھ کو قریب کرے اے اللہ تو اپنی محبت مجھ کو میری جان د مال اور اولاد اور پیاسے کے لئے ٹھنڈے سے بھی زیادہ پسندیدہ بنا۔

پانی پیا جس کے سبب سے خداوند تعالیٰ نے ان کو وجد وحال عنایت کیا۔ **بیت**

ایں چہ شور است کہ در بازار عشق انگیختی
ایں چہ رنگ است اینکہ با اصحاب درد آمیختی
خود برآدم رہ زدی کہ ابلیس را راندی زور
خود اناء الحق گفتی و حلاج را آویختی

فرمایا شیخ بدر الدین غزنوی سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میرے والد خواجۂ اجل سرزی کے قدیم مریدان سے تھے۔ انہوں نے سنا کہ خواجہ بایزید بسطامی نے چالیس بار حج کیا اور جب اثنائے راہ میں پانی پیش آتا تو مثل خشکی کے اس کے اُوپر روانہ ہوتے یہ سن کر دل کہنے لگے کہ خواجۂ اجل سرزی کا ایک مرید میں ہوں مجھ میں تو یہ قدرت نہیں ہے اور مریدوں میں بھی نہ ہوگی اگر ہو تو اس کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یا تو ہمارے شیخ میں نقص ہے اور یا ہم میں قابلیت نہیں ہے۔ اخیر اپنے اس خدشہ کو خواجۂ اجل سے ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ خواجہ بایزید کے مرید یکسوارہ کراماتی ہیں اور میرے مریدان شاہان ہیں۔ اس اشارہ سے ان کو شاہوں کی حقیقت معلوم نہ ہوئی یہاں تک کہ جب دہلی میں آئے تو ایک روز قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ میں حاضر ہوئے اور ستون کی آڑ میں پوشیدہ ہو کر کاغذ کے پرچے پر لکھا کہ شاہان کون لوگ ہیں پھر یہ پرچہ قاضی صاحب کے پاس بھجوا دیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ یہ میری سیاہ ریش آپ کے زیر قدم ہے قاضی صاحب نے پرچہ ہاتھ میں لیتے ہی منبر کے اُوپر فرمایا کہ اور میری یہ سفید ریش بھی تمہارے زیر قدم ہے۔ شاہاں وہ لوگ ہیں جو گنج تابی میں رہتے ہیں اور بادشاہوں کے عشق کا سودا ان کے سر میں ہے۔ **بیت**

یک شہر از پر حدیث آں روئے نکو است
دلہائے جہانیاں ہمہ پردردۂ اوست

ماہی کو شم و دیگراں می کوشند

تابخت کرا بود کرا دارد دوست

فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِى السَّلَاسِلِ۔ یعنی خدا ان لوگوں سے تعجب کرتا ہے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔ اس حدیث میں ایک یہ قول ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے اطفال ہیں جن کو زنجیر یا رسّی سے باندھ کر معلّم کے پاس لے جاتے ہیں اور پھر وہ بتدریج حروف کو پڑھ کر معانی اور تخ معانی حاصل کرتے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ لوگ دو غلام ہیں جو دارالحرب سے قید کر کے لائے جاتے ہیں اور پھر وہ نیک اعمال کر کے جنت کے مستحق ہوتے ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ یہ لوگ محبان خدا ہیں قیامت کے روز ان کو حکم ہوگا کہ جنت میں جاؤ یہ کہیں گے کہ ہم نے جنت کے واسطے نہیں کئے ہم نے تیری محبت میں تیری پرستش کی ہے حکم ہوگا کہ بات یہی ہے جو تم کہتے ہو مگر دیدار کا وعدہ جنت میں ہے وہاں چلے جاؤ اور تب بھی یہ لوگ نہ جائیں گے اس وقت فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان عشاق کو نور کی زنجیروں میں باندھ کر جنت میں لے جاؤ۔ **بیت**

از لطف تو ہیچ بندہ نومید نہ شد

مقبول تو خیر مقبل جاوید نہ شد

لطفت بکدام ذرّہ پیوست دمے

کاں ذرّہ بہ از ہزار خورشید نہ شد

فرمایا اصحاب طریقت اور ارباب حقیقت کا اس پر اتفاق ہے کہ حیات بشری سے بڑا مقصود محبت رب العالمین ہے۔ محبت کی دو قسمیں ہیں محبتِ ذات و محبتِ صفات۔ مواہب یعنی خدا کے عطیہ سے جو چیز حاصل ہو اس میں بندہ کے کسب و عمل کو کچھ دخل نہیں ہے اور جو چیز مکاسب سے تعلق رکھتی ہے اس میں بندہ کے کسب و عمل کا تعلق ہے۔ محبت کے اکتساب کا طریقہ دوام ذکر ہے بشرطیکہ ماسوا کی محبت قلب سے

دور کر دی گئی ہو۔ اس شرط کی چار چیزیں مانع ہیں اور جو شرط کا مانع ہوتا ہے وہ مشروط کا مانع ضرور ہے۔ خلق، دُنیا، شیطان، نفس۔ خلق کے دفع کرنے کے واسطے گوشہ نشینی اور دُنیا کا علاج قناعت اور شیطان و نفس کے دفع کرنے کے واسطے گھڑی گھڑی خدا سے دُعا و التجا کرے فرمایا دہلی میں ایک ترک نے مسجد تیار کی اور اس کی امامت پر حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کو مقرر فرمایا اور ایک مکان بھی آپ کے واسطے تیار کیا اور انہیں دنوں میں اس ترک نے ایک لاکھ چیتل خرچ کرکے اپنی لڑکی کی شادی بھی کر دی۔ شیخ نجیب الدین نے ایک روز بات چیت میں اس ترک سے فرمایا کہ کامل مؤمن وہ شخص ہے جس کے دل میں خدا کی محبت مال و اولاد کی محبت سے غالب ہو۔ تم اگر ایک لاکھ چیتل راہ خدا میں خرچ کرو جب اس مرتبہ میں پہنچو۔ ترک یہ بات حضرت سے سُن کر سخت ناراض ہوا اور امامت و مکان آپ سے واپس لے لیا۔ اس کے بعد شیخ نجیب الدین متوکل جناب بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ واقعہ عرض کیا۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ ارشاد کرتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا۔ اس بات پر افسوس نہ کرنا چاہیے۔ اگر یہ جاتی رہی تو خداوند تعالیٰ اس سے بہتر بھیجے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند روز کے بعد ایک شخص ملک بزرگ انگر نام یہاں پہنچا اور اس نے اس خاندان کی بہت خدمت کی اور ان کی خدمت گاری سے منسوب ہوا۔

فرمایا جب حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اتہام اُٹھایا ہے جس کا قصہ مشہور ہے تو حضرت اُمّ المؤمنین نے اثنائے مناجات میں عرض کیا کہ خداوند! میں جانتی ہوں کہ جس سبب سے یہ اتہام میرے اُوپر باندھا گیا ہے یعنی تیرے پیغمبر تیری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور پھر ان کو میرے ساتھ بھی میلان خاطر ہے پس اس تہام کا یہ سبب تھا۔ حضرت شیخ یہی فوائد یاران کے سامنے بیان فرما رہے تھے کہ

جناب قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کی کہ اثنائے راہ میں محمد حاجی مجھ سے ملے اور کہا میری صورت حال کو حضرت کی خدمت میں عرض کرنا کہ جب سے میں حج کر کے واپس آیا ہوں کچھ آرام و آسائش نہیں ہے نہایت تلخ زندگانی گزارتا ہوں کبھی خیال ہوتا ہے کہ سفر میں چلا جاؤں اور کبھی کہتا ہوں کہ عزیزوں سے جدا ہونا نہ چاہئے اس تردد میں پڑا ہوا ہوں اور باطن حضرت شیخ سے امداد چاہتا ہوں تا کہ خلاصی کا راستہ معلوم ہو۔ چونکہ یہ وقت فرصت کا تھا لہٰذا حضرت مخدوم کی خدمت میں گزارش کیا گیا۔ فرمایا ان سے کہو کہ آیت شریفہ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا۔ ہر روز سات مرتبہ پڑھیں اور پڑھنے کے وقت سینہ پر ہاتھ پھیرتے جائیں۔ چند روز ایسا کرنے سے بفضل الٰہی شکایت دور ہو جائے گی بعد ازاں حضرت نے قاضی صاحب سے دریافت فرمایا کہ یہ شخص متاہل ہیں یا مجرد۔ قاضی صاحب نے عرض کیا کہ یہ جب سفر میں تھے تو ان کی بیوی انتقال کر گئیں اور اب ان کا ارادہ بھی شادی کرنے کا نہیں ہے مجرد رہنے کا ہے۔ اس کے بعد قاضی صاحب نے فرمایا کہ ایسے آدمی کو دو باتوں میں سے ایک بات کرنی چاہئے یا تو کسب میں مشغول ہو تا کہ وجہ معاش ہاتھ آئے اور یا گوشہ نشین ہو کر یاد الٰہی میں مصروف ہو۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ عبادت میں مشغول ہونے کا اس وقت لطف ہے جب کچھ عشق کی چاشنی بھی رکھتا ہو ورنہ دونوں کام ہاتھ پیر سے ہوتے ہیں کسب بھی اور نماز و ذکر بھی پھر آپ نے یہ بیت پڑھا۔ **بیت**

طاعت ابلیس را گر چاشنی بودے زعشق

در خطاب اسجدوا بیشک مسلماں آمدے

قاضی صاحب نے عرض کیا کہ یہ شخص عشق کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنے آپ کو عاشق

صادق جانتا ہے اور کہتا ہے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کے سوا کسی کی تعظیم نہ کرے سجدہ کرنا تو کیا۔ فرمایا ہاں دعویٰ کرتا ہے مگر جھوٹا جیسا کہ مشہور قول ہے کُلُّ مُدَّعِیٍّ کَذَّابٌ۔ فرمایا ملائکہ محبت میں حصہ نہیں رکھتے۔ شراب محبت انسان کے نصیب میں ہے۔ اسم وُدُود کو ملائکہ نہیں جانتے نہ اس کو پڑھتے ہیں اور شیطان بھی فرشتوں میں سے ہے اس کو محبت کا دعویٰ نہ کرنا چاہئے تھا اگر کوئی کہے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ۔ یعنی شیطان جنوں میں سے تھا پس اس نے اپنے ربّ کے حکم سے سرتابی کی۔ تو میں کہتا ہوں کہ علماء نے شیطان کے متعلق اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ جنوں میں سے ہے اور اسی آیت کو حجت لاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتوں میں سے ہے اور اس آیت کو دلیل لاتے ہیں۔ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِیْسَ۔ یعنی تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے تو استثنائے غیر جنس نہیں ہے اور معتبر قول بھی یہی ہے اور کَانَ مِنَ الْجِنِّ کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ملائکہ کو بھی جن کہتے ہیں لفظ جن کا اشتقاق اجتنان یعنی استتار سے ہے یعنی پوشیدہ ہونا۔ مطلب یہ کہ جیسے جن نظر انسان سے پوشیدہ ہیں اسی طرح ملائکہ بھی پوشیدہ ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ ملائکہ میں سے ایک فریق کا نام بھی جن ہے۔

فرمایا عشق اور عقل میں تضاد ہے۔ علماء اہل عقل ہیں اور درویش اہل عشق ہیں علماء کی عقل ان کے عشق پر غالب ہے اور درویشوں کا عشق ان کی عقل پر غالب ہے اور انبیاء میں دونوں حال غالب تھے اسکے بعد حضرت نے بیت پڑھا۔ **بیت**

عقل را با عشق گوشی نیست او دس شہ کن
تا چہ خواہی کردن آن اشتر دل جولائی را

فرمایا عشق کو عشقہ سے لیا ہے یہ ایک گھاس ہے جو درخت کی جڑ میں پیدا ہو کر درخت پر چڑھنے اور لپٹنے شروع ہوتی ہے اور اس قدر اس میں پیوست ہوتی ہے کہ اس کا پھل درخت کا پھل معلوم ہوتا ہے اور آخر درخت کی تمام غذا اور رطوبت کو

چوس کر سکھا دیتی ہے۔ اسی طرح جب عشق آدمی پر تسلط کر لیتا ہے تو اس کے ساتھ وہی کرتا ہے جو عشقہ درخت کے ساتھ کرتی ہے۔ **بیت**

غازی کہ برائے کشتن اندر تگ و دوست
جاں داد براہِ عشق فاضل تر ازوست
فردائے قیامت او بدیں کے ماند
کین کشتۂ دشمن است و آن کشتۂ دوست

فرمایا ایک دفعہ حضرت شیخ احمد معشوق جاڑے کے چلہ میں رات کے وقت اپنے گھر سے نکل کر بیچ دریا میں جا کھڑے ہوئے جو نہایت خطرناک جگہ تھی اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کرنے لگے کہ خداوند! میں یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک کہ مجھ کو معلوم نہ ہو جائے کہ میں کون ہوں۔ آواز آئی کہ تم وہ شخص ہو کہ فردائے قیامت کو تمہاری شفاعت سے اس قدر لوگ بخشے جائیں گے۔ انہوں نے کہا میں اس بات کو پسند نہیں کرتا مجھ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ میں کون ہوں؟ آواز آئی کہ تم وہ شخص ہو کہ تمہاری عنایت سے اس قدر لوگ جنت میں جائیں گے۔ شیخ احمد نے کہا مجھ کو یہ بھی پسند نہیں ہے مجھ کو یہ معلوم ہو کہ میں کون ہوں۔ اس وقت حکم ہوا کہ درویش اور عارف تو ہمارے عاشق ہیں اور تم ہمارے معشوق ہو۔ پھر جو شیخ احمد وہاں سے شہر میں واپس آئے تو جوان کے سامنے آتا وہ یہی کہتا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَحْمَدُ مَعْشُوْقُ۔ **بیت**

گر عشق نبودے و غمِ عشق نبودے
چندیں سخن نغز کہ گفتے کہ شنودے
گر یاد نبودے سر زلفش کہ ربودے
رخسارۂ معشوق بعاشق کہ نمودے

فرمایا قوت القلوب میں لکھتے ہیں حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی یہ دُعا کیا کرتے تھے کہ خداوندا اگر تو نے اپنے کسی عاشق کو اپنی ملاقات سے پہلے کوئی چیز عنایت کی ہو

جس کے سبب سے اس کے دل نے سکون پایا ہو تو ایسی چیز مجھ کو عنایت فرما کیونکہ تیرے اشتیاق نے مجھ کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ آخر ایک شب ربّ العزت کی زیارت سے مشرف ہوئے اور خطاب ہوا کہ ہمارے مشتاقوں کا دل ساکن نہیں ہوتا۔ اے ابراہیم تم کو شرم نہیں آتی کہ میری ملاقات سے پہلے اپنے دل کا اطمینان اور سکون چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ خداوند میں تیری محبت میں حیران و مبہوت ہوں مجھ کو کیا کہنا چاہئے حکم ہوا کہ یہ دُعا پڑھا کرو۔ اَللّٰھُمَّ رَضِّنِیْ بِرِضَائِکَ وَ صَبِّرْنِیْ عَلٰی بَلَآئِکَ وَ اَوْزِعْنِیْ شُکْرِ نِعْمَآئِکَ۔ **بیت**

ملک طلبش بہر سلیمان ند ہند
منشو غمش بہر دل و جاں ندہند
درماں طلباں نہ درد او محروم اند
گیں درد بطالباں درماں ندہند

فرمایا خداوند تعالیٰ نے ہر ایک عضو ایک کام واسطے پیدا کیا ہے اور جب وہ عضو کام نہیں دیتا تو بیمار کہلاتا ہے اسی طرح دل کو خداوند تعالیٰ نے محبت کے واسطے پیدا کیا ہے جس دل میں محبت نہیں ہے وہ بیمار ہے قیامت کے روز اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ خواجہ مرتعش نور اللہ مرقدہٗ اپنے زمانہ کے بزرگان سے تھے ایک دفعہ پیاسے جا رہے تھے کسی دروازہ پر پہنچ کر پانی مانگا ایک نوجوان و حسین لڑکی پانی دینے آئی یہ اس پر عاشق ہو گئے اور ایسے از خود رفتہ ہوئے کہ پانی بھی نہ پیا حیرت میں کھڑے تھے کہ صاحب خانہ آگیا اور ان سے پوچھا تم کون ہو اور اس طرح پریشان کیوں کھڑے ہو۔ خواجہ نے جواب دیا کہ ایک دل میرے پاس تھا وہ بھی یہاں اس لڑکی کی نذر کر دیا۔ صاحب خانہ نے کہا آپ غم نہ کھایئے، وہ میری لڑکی ہے میں اس کی شادی کر دوں گا اور نکاح کی تاریخ مقرر کر دی خواجہ بہت خوش ہوئے۔ جب نکاح کا دن ہوا تو صاحب خانہ نے کہا کہ

آپ یہ جامہ درویشی اُتار کر شاہانہ لباس زیب بدن کیجئے جو میں نے بڑے تکلف کے ساتھ تیار کیا ہے۔ خواجہ نے کہا بہت اچھا اور اپنا جامہ اُتار دیا فوراً ندا ہوئی کہ تم نے میرے سوا غیر کی طرف ایک نگاہ ڈالی تھی اس کی سزا میں جامۂ درویشی تم سے اُتروا لیا اب جو دوسری نگاہ کرو گے تو تمہارے باطن سے معرفت کا خلعت اُتار لوں گا خواجہ نے فوراً توبہ کی اور واپس چلے آئے۔ فرمایا قاضی حمید الدین ناگوری اپنی کسی تالیف میں لکھتے ہیں کہ جس شخص کو حاجت درپیش ہو وہ غسل کر کے دو رکعت نماز ادا کرے اور یہ کہے یا الٰہی بحق آن ساعت کہ با خواجہ ابو اسحاق آشتی کر دی ایں حاجت مرا مقضی گردان۔ پھر اگر اس کی حاجت پوری نہ ہو تو قیامت کے روز اس کا ہاتھ ہو گا اور میرا دامن۔ بادشاہ عراق نے جب شہر نہاوند فتح کرنے کا قصد کیا تو خواجہ ابو اسحٰق کو اپنے ساتھ لیا جب شہر نہاوند کے قریب پہنچے تو بادشاہ کو خیال آیا کہ پہلے ایک قاصد روانہ کرنا چاہئے اگر پھر بھی کام نہ چلا تو جنگ کی جائے اور خواجہ ابو اسحاق کو پسند کر کے ایلچی بنا کر روانہ کیا دو سو مریدان کے ہمراہ تھے جب یہ وہاں کی آتش پرست ملکہ کے پاس پہنچے جو نہایت ہوشیاری کے ساتھ مثل مردوں کے ملک داری کرتی تھی اور اعلیٰ درجہ کی خوبصورت و صاحب جمال تھی تو خواجہ اس کے اوپر عاشق زار ہوئے آتش پرستوں نے کہا کہ تم مسلمان ہو اگر تم کو ہم سے رشتہ کرنا ہے تو ہمارا دین قبول کرو خواجہ نے ایسا ہی کیا اور اسلام کو چھوڑ کر زنار پہن لی خواجہ کے مرید یہ حالت دیکھ کر چلتے پھرتے نظر آئے صرف ایک مرید اپنی ارادت پر قائم رہا اور کہنے لگا میں نے خواجہ ابو اسحاق کے پیر کو دیکھا ہے ان کی خاص پر تاثیر نظر ان پر پڑی تھی ضرور وہ نظر ان کو راہِ راست پر لے آئے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب شادی کی رات آئی تو اس مرید نے خواب دیکھا کہ حضرت ﷺ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں ابو اسحاق کی حق سے آشتی کرانے آیا ہوں جب یہ مرید بیدار ہوا تو خواجہ کو دیکھا کہ نئے سرے سے مسلمانوں کا لباس پہن کر توبہ کر رہے ہیں۔

باب ۷

دیدار خداوندی کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم قطب استادِ بنی آدم حضرت خواجہ نظام الحق و الشرع و الملۃ والدین اناء اللہ مضجعہٗ فرماتے ہیں۔ مولٰنا فخر الدین رازی نے اپنی ایک مختصر کتاب میں چالیس مسئلے لکھے ہیں اور ان کا یہ قاعدہ ہے کہ بعض مسائل کی ایک کتاب میں نفی کی ہے تو دوسری میں ان کا اثبات کیا ہے۔ منجملہ ان کے ایک رویت کا مسئلہ ہے جس کی نسبت لکھتے ہیں کہ رویت خداوندی دلیل عقلی سے متصور نہیں ہے اور امام ابو منصور ماتریدی نے جو دلیل عقلی سے ثابت کیا ہے درست نہیں ہے۔ امام ماتریدی اپنی کتاب میں یہ نکتہ لکھتے ہیں چشم مرئی ہے پس رویت ایک صفت ہوئی مشترک جسم و حرکت کے درمیان میں اور چشم و حرکت میں جو مشترک ہے وہ یا وجود ہے یا حدوث تو جواز رویت کی علت بھی یا وجود ہوگا یا حدوث ہوگا پھر حدوث تو علت نہیں ہوسکتا کیوں وہ وجود مسبوق بعدم سے عبارت ہے اور ایک جز اس کا عدم ہوا اور عدم علت یا جز موعلت نہیں ہوسکتا لہٰذا درست ہوا کہ خداوند تعالیٰ مرئی ہو۔ مولٰنا فخر الدین رازی کا یہ اعتراض ہے کہ مخلوق بھی جسم و حرکت کے درمیان مشترک ہے جس حالت سے لازم ہوتا ہے کہ خدا بھی مخلوق ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ نکتہ اور یہ اعتراض نہایت محکم ہے اور اس کا کچھ جواب نہیں دیا گیا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں اس دلیل پر تاویل کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ۔ یعنی رویت کو استقرار جبل پر موقوف کیا ہے اور استقرار جبل میں حیثیت ہو ممکن ہے اور جو چیز شرط ممکن سے معلق

ہو تو وہ بھی ممکن ہے پھر اس دلیل پر بھی اعتراض کیا گیا ہے جو نہایت لطیف اور محکم ہے اور وہ یہ ہے کہ جوازِ رویت استقرار کی شرط سے معلق ہے اور استقرار یا در حال تحویل یا در حال استقرار اگر در حال تحویل ہے تو وہ محال ہے اور معلق بالمحال بھی محال ہے اور اگر در حال استقرار ہے تو ماہو الشرط متحقق ہو گا اور معلق بالتحقیق محقق فی الحال نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ نکتہ ضعیف ہے۔

بندہ نے حضرت مخدوم اور مولٰنا محی الدین کی قدم بوسی بجا لا کر سوال کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں سوال رویت اور جواب لن ترانی کے بعد قرآن شریف یہ خبر دیتا ہے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا تو اب خداوند تعالیٰ مرئی ہے یا نہیں۔ فرمایا ظاہر آیت اس بات کی دلیل ہے کہ خداوند تعالیٰ مرئی ہے اور مفسروں نے جو اپنی بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ وہ تجلی نور عرش کی تھی یا تجلی مکتوب ربّ تھی تو یہ سب ظاہر سے بے ضرورت عدول ہے کیونکہ اہلِ سنت و جماعت کا جواز رویت پر اتفاق ہے لنفسہ ولغیرہ مرئی ہونا صفات کمال سے ہے اور خداوند تعالیٰ موصوف بصفات الکمال ہے۔ اگر یہ کہیں کہ دلائل سے معلوم ہو گیا ہے کہ کسی کو دُنیا میں بھی حق تعالیٰ کی رویت نہیں ہوئی کیونکہ جس قوت سے رویت ہوتی ہے وہ دُنیا میں کسی کو نہیں دی گئی ہے تو ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ حکم جن و انس پر صادق آ سکتا ہے مگر جبل پر اس کا صادق آنا ضروری نہیں ہے۔ شاید جبل کو اس نے سمع و بصر سے اور عقل عنایت کی ہوتا کہ وہ دیکھ لے اور پھر برداشت نہ ہونے کے سبب پارہ پارہ ہو جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اندازہ کار یہی دیکھ کہ سوال سے توبہ کر کے باز آئے بندہ علی محمود جاندار نے خدمت حضرت شیخ سے سوال کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں دیدار خداوندی سے مشرف ہوئے۔ فرمایا اس میں بڑی گفتگو ہے اور مذہب مختار یہی ہے کہ شب معراج کی رویت تحقیقی نہیں ہے۔ بندہ نے عرض

کیا ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے۔ فرمایا کہ وہ نور ہے میں اس کو کیونکر دیکھ سکتا ہوں یہ فرمایا اور حدیثیں اس کے خلاف ہیں پس تحقیق نہیں ہوتا۔

فرمایا شاہ شجاع کرمانی نے چالیس برس شب بیداری کی پھر ایک رات جو سوئے تو خواب میں حضرت ربّ العزت کے دیدار سے مشرف ہوئے پھر جہاں جاتے جامۂ خواب ساتھ رکھتے اور لیٹ کر منتظر ہوتے کہ پھر دیدار ہو آخر آواز آئی کہ وہ دیدار چالیس برس کی بیداری کا نتیجہ تھا۔ **نظم**

جانان ے نابم دہ جانم بستان
دستم بدہ و زہر دو جہانم بستان
با کفر و اسلام بدن ناچار است
خودرا بنماد ز این و آنم بستان

فرمایا امام احمد بن حنبل نے ہزار بار خواب میں دیدار خداوندی کیا ہے بندہ نے سوال کیا کہ یہ دولت کس عمل سے میسر ہوتی ہے فرمایا تلاوت قرآن سے۔ عرض کہ تلاوت فہم معانی کے ساتھ ہو یا بغیر فہم کے فرمایا جیسی بھی ہو۔ فرمایا مجھ کو اس مسئلہ میں مشکل در پیش تھی کہ جو لوگ انتقال کر جاتے ہیں ان کو جنت میں داخل ہونے سے پہلے بھی دیدار ہوتا ہے یا نہیں۔ بداؤں میں ایک بزرگ تھے ان کے انتقال کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا اور یہی مسئلہ دریافت کیا۔ کہنے لگے کہ دیدار کہاں سے ہو دیدار بہت دور ہے۔ ان کے جواب سے اور بھی مشکل بڑھ گئی یہاں تک کہ زہبام ایک عورت تھی اس کے انتقال کے بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھ سوال کیا تو وہ کہنے لگی کہ ہاں بعض لوگوں کو دیدار ہوتا ہے اور مجھ کو دو مرتبہ ہوا ہے۔ میں نے پوچھا عمل سے یہ دولت ملی اس نے کہا کہ میرے آقا مجھ کو

کئی روٹیاں دیتے تھے جن میں سے ایک روٹی میں درویشوں کی نذر کرتی تھی فرمایا قوت القلوب میں لکھتے ہیں کہ شیخ علی موفق نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں بہشت میں ہوں، وہاں سے آگے چلا تو خطیرۃ القدس میں پہنچا اور دیکھا کہ سرادقات عرش کے اندر ایک شخص کھڑے ہوئے ٹکٹکی باندھے ربّ العزت کو دیکھ رہے ہیں۔ میں نے رضوان سے پوچھا یہ کون ہیں۔ کہا معروف کرخی انہوں نے جنت کے شوق یا دوزخ کے ڈر سے خدا کی عبادت نہیں کی تھی بلکہ محض اس کے شوق ذمحبت میں اس کی اطاعت بجا لائے تھے اس واسطے قیامت تک خدا نے اپنا دیدار ان کے لئے مباح کر دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۸

نماز کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم حضرت خواجہ نظام الحق والشرع والملۃ والدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ قاضی خواجہ قطب الدین کاشانی ملتان کے اس مدرسہ میں جو ناصر الدین متاجہ کا بنایا ہوا ہے امامت کرتے تھے اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی ہر روز صبح کو نماز ان کے پیچھے ادا کرنے تشریف لاتے ایک روز قاضی صاحب نے فرمایا کہ جو اس قدر دور دراز جگہ سے یہاں آتے ہیں کیا وجہ ہے وہاں بھی تو جماعت ہوتی ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا میں اس حدیث شریف پر عمل کرتا ہوں مَنْ صَلّٰی خَلْفَ عَالِمٍ تَقِیٍّ۔

فرمایا کہ مقتدی کو ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہئے اور جب سورۂ فاتحہ پڑھے تو بسم اللہ بھی پڑھے۔ بندہ نے عرض کیا کہ ایک حدیث میں آیا ہے جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھے گا اس کے منہ میں کنکر بھرے جائیں گے۔ فرمایا اگر ہاں اس حدیث میں نظر کی جائے تو وعید لازم آتی ہے اور اگر حدیث لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ تَقْرَءْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔ پر نظر کی جائے تو عدم جواز لازم آتا ہے لہٰذا وعید کا تحمل کرکے فاتحہ پڑھی لینی چاہئے تاکہ بالاجماع نماز ہو۔ اَلْاَخْذُ بِالْاَحْوَطِ وَالْخُرُوْجُ مِنَ الْاِخْتِلَافِ[1]۔

فرمایا شہر نہاوند میں ایک واعظ تھے ان کی تقریر دل پذیر سے لوگوں کو از حد رقت و راحت حاصل ہوتی جب وہ حج کو گئے اور واپس آئے تو کلام میں پہلی سی

---

[1] زیادہ احتیاط پر عمل کرنا اور اختلاف سے باہر آجانا بہتر ہے۔

شیرینی نہ رہی لوگوں نے پوچھا تو کہا ہاں میں بھی جانتا ہوں کہ جس شومی سے یہ بات پیدا ہوئی ہے۔ اس سفر میں دو وقت کی نماز قضا ہوگئی تھی۔ فرمایا نفل نماز بھی جماعت سے پڑھنی آئی ہے۔ مشائخ اور بزرگان چشتیں نے ادا کی ہے ایک دفعہ شب برات آئی تو شیخ الاسلام شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہٗ نے مجھ سے ارشاد کیا کہ اس رات میں جو نماز آئی ہے تم امامت کر کے پڑھاؤ۔ چنانچہ ایسا کیا گیا اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی خالہ حضرت اُم المومنین میمونہ کے گھر میں رات کو سوئے اور حضور ﷺ بھی وہیں تشریف فرما تھے۔ جب دو تہائی رات گزری تو حضور بیدار ہوئے اور آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر یہ آیت پڑھی۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ سے آخر سورۃ تک بعد ازاں اُٹھ کر وضو کیا اور نماز میں کھڑے ہوگئے۔ ابن عباس کہتے ہیں میں نے بھی اُٹھ کر وضو کیا اور حضور کے ساتھ اقتدا کی اور بائیں طرف کھڑا ہوگیا۔ حضور نے میرا کان پکڑ کر دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ بندہ نے بعد پائے بوسی مخدوم سے عرض کیا کہ سنن رواتب و نفل و واجب مکملات فرض ہیں اس تکمیل کی وجہ اور اس دعوئی پر دلیل کیا ہے۔ فرمایا نماز سے بڑا مقصود ذکر حق ہے خدا فرماتا ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ اور فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ اور نماز میں حضور دل چاہئے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ۔ حضور قلب نماز میں اول سے آخر تک ہونا چاہئے اب آدمی غور کرے کہ صبح کی دو رکعت فرض میں اس کو کس قدر حضور حاصل تھا فرض کیا کہ مقدار ایک رکعت کے حضور تھا۔ اب باقی رکعت کے حضور کو نوافل سے پورا کرنا چاہئے تب نماز درست ہوگی۔

فرمایا شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدان سے ایک شخص حسن افغان بڑے صاحب ولایت بزرگ تھے جن کی نسبت شیخ بہاء الدین فرماتے کہ اگر قیامت کے روز خدا مجھ سے پوچھے گا کہ میرے واسطے کیا لایا تو میں کہوں گا کہ حسن

افغان کو لایا ہوں۔ ایک دفعہ یہ حسن افغان کسی کوچہ میں جا رہے تھے مسجد سے تکبیر کی آواز آئی یہ بھی جماعت میں شریک ہوئے جب نماز سے فارغ ہو کر سب لوگ چلے گئے تو انہوں نے امام صاحب سے کہا کہ حضرت جب نماز شروع کی میں آپ سے پیوست ہوا آپ یہاں سے دہلی گئے اور غلام خرید کر ملتان پہنچے میں آپ کے پیچھے پریشان ہو گیا آخر یہ کیا نماز ہے فرمایا ایک بزرگ خواجہ کریم نام تھے پہلے وہ کتابت کرتے تھے اور پھر دُنیاوی تعلقات ترک کر کے واصلان حق میں شامل ہو گئے تھے بارہا فرماتے تھے کہ میری قبر دہلی میں ہے کوئی کافر اس شہر پر مسلط نہ ہو گا۔ ان کی نماز کی مشغولی کا یہ حال تھا کہ ایک دفعہ شہر کے دروازہ کمال کے باہر شام کی نماز میں مشغول تھے کہ دروازہ بند کرنے کا وقت آ گیا کیونکہ دو دن کچھ تشویش کے تھے غیر وقت اس دروازہ کے باہر کوئی رہنے نہ پاتا تھا ان کے یاروں نے زور زور سے ان کو آوازیں دیں مگر انہوں نے ایک نہ سنی جب باطمینان فارغ ہو کر آئے تو یاروں نے کہا کہ ہم نے اس قدر غل مچایا اور تم نے نہ سُنا تعجب ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ تعجب اس شخص سے ہے جو نماز میں ہو اور کسی کی آواز سنے اس کے بعد فرمایا کہ جب یہ خواجہ کریم خدا کی طرف متوجہ ہوئے روپیہ اشرفی کو ہاتھ نہیں لگایا۔ قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا کہ ایک بزرگ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں تو ہوشیار آدمی جب نفل پڑھے تو قضائے فوائت کی نیت کرے اگرچہ اس کے خیال میں اس کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو مگر ممکن ہے کہ قضا ہو گئی ہو اور اس کو علم نہ ہو۔ اگر دو رکعت نفل پڑھے تو قضائے فجر کی نیت کرے اور چار پڑھے تو ظہر و عصر و عشا کی نیت کرے اور مغرب اور وتر کی قضا میں جو نفل پڑھے ان کی تیسری رکعت میں قعدہ کرے اور ان سب نفلوں میں ہر رکعت کے اندر سورۂ فاتحہ اور کوئی صورت پڑھنی چاہیے۔ اب گزارش یہ ہے کہ مطلق لفظ نفل میں اشراق و چاشت اور وہ سنتیں جو اوقات مقررہ

میں ادا کی جاتی ہیں وہ بھی شامل ہیں یا نہیں۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ ہاں شامل ہیں کیونکہ ان کی صفت نفل کے منافی نہیں ہے اور نفل شاید ہی قضائے فوائت میں شمار کیا جاتا ہے۔

فرمایا جب رات آتی ہے ایک فرشتہ بامِ کعبہ پر کھڑا ہو کر ندا کرتا ہے اے بندگانِ خدا و اُمتانِ محمد ﷺ خداوند تعالیٰ نے تم کو یہ رات بخشی ہے اور ایک رات تمہارے اُوپر آنے والی ہے جو شبِ گور ہے اس رات کے واسطے اس رات میں کچھ کام کر لو اور کام یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھو ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے قل یا ایھا الکافرون چار مرتبہ اسی طرح جب صبح ہوتی ہے تو ایک فرشتہ بام بیت المقدس پر کھڑے ہو کر ندا کرتا ہے کہ اے بندگانِ خدا اور .. امتان محمد ﷺ خداوند تعالیٰ نے تم کو یہ دن عنایت کیا ہے اور ایک دن تمہارے اُوپر آنے والا ہے جو روزِ قیامت ہے اس دن کے واسطے اس دن میں کچھ عمل کرو جو یہ ہے دو رکعت نماز ادا کرو ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے چار بار قل ھُوَ اللّٰہ احد پڑھو۔ فرمایا ظہر کی نماز کے بعد دس رکعتیں آئی ہیں پانچ سلام کے ساتھ ان میں دس سورتیں آخر قرآن شریف کی پڑھیں اور اس نماز کو صلوٰۃ الخضر کہتے ہیں جو شخص اس پر مداومت کرتا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام سے اس کی ملاقات ہوتی ہے۔ فرمایا نگاہداشت ایمان کے واسطے دو رکعت نماز بعد مغرب ادا کرے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے تین بار اخلاص اور ایک بار قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے تین بار اخلاص اور ایک بار قل اعوذ برب الناس بعد سلام کے سر بسجدہ ہو کر تین بار کہے یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ۔ فرمایا میرے ایک دوست مولٰنا تقی الدین بڑے صالح اور دانشمند تھے اور ہمیشہ بعد مغرب کے دو رکعت نماز پڑھتے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے والسماء ذات البروج اور دوسری میں والسماء والطارق۔ ان کے انتقال کے بعد میں نے ان

کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا ہوا کہنے لگے کہ حکم ہوا ہم نے تجھ کو اس نماز کے طفیل سے بخش دیا۔ اس نماز کو صلوٰۃ البروج کہتے ہیں۔

صلوٰۃ النور:

فرمایا مغرب کے بعد دو رکعت حفظ الایمان اور آئی ہیں ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے آ جبائے سورۃ انعام تا یستھزء ون پڑھے اور اس نماز کو صلوٰۃ النور بھی کہتے ہیں۔ مولٰنا حسام الدین ملتانی جو حضرت کے مریدان اعلیٰ سے تھے۔ ماہِ رمضان میں تراویح کے اندر تین ختم قرآن شریف فرماتے اس مرتبہ بندہ بھی ایک ختم میں ان کے ساتھ شریک ہوا اس کے بعد قاضی محی الدین کاشانی سے گفتگو ہوئی کہ اب اس ہفتہ کے اندر میں حضرت شیخ کے ساتھ قرآن شریف سننے میں شریک ہوؤں گا۔ بعد ازاں جب قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا تو قاضی صاحب نے عرضداشت کی کہ بندہ چاہتا ہے اس ہفتہ میں مولٰنا حسام الدین کا قرآن شریف سنے۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ تراویح میں ختم بہت ہیں مگر میرے یہاں جو سورۂ اخلاص پڑھی جاتی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ قیامت کے روز لوگ گروہ گروہ ہو جائیں گے جنہوں نے حج کیا ہے وہ ایک گروہ ہوں گے۔ پس میں چاہتا ہوں کہ اپنے شیخ کے گروہ میں رہوں اور میرے شیخ کی خدمت میں تراویح کے اندر سورۂ اخلاص پڑھی جاتی تھی۔

فرمایا جب آدمی گھر سے باہر نکلے تو دوگانہ پڑھے تاکہ باہر کی ہر ایک بلا سے خداوند تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے اسی طرح جب گھر میں داخل ہو تو اس وقت دوگانہ پڑھے تاکہ گھر کی بلاؤں سے محفوظ رہے اگر اور کوئی شخص یہ دونوں دوگانے نہ پڑھ سکے یا وقت مکروہ کے اندر مسجد میں داخل ہونے یا بے وضو ہونے سے تحیۃ المسجد نہ پڑھ سکے تو ان چار کلمات کو چار بار پڑھ لے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ وہی ثواب ملے گا جو دوگانہ کا ملتا ہے۔

نماز اویس قرنی رضی اللہ عنہ:

فرمایا نماز خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ تیسری، چوتھی اور پانچویں اور بروایت دیگر تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں ماہ رجب میں آتی ہے۔ فرمایا مدرسہ مغری میں ایک عالم مولنا بہاء الدین نام رہتے تھے۔ بڑے عالم متبحر تھے جو مسئلہ ان سے دریافت کیا جاتا جواب شافی دیتے اور جس بات میں بحث ہوتی خوب بیان کرتے ایک دفعہ کسی نے ان کی تعلیم کا حال دریافت کیا تو کہنے لگے کہ میں نے نہ کسی سے پڑھا ہے نہ کسی کی شاگردی کی ہے۔ جب میں بڑا ہو گیا تو میں نے خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نماز پڑھ کر دُعا مانگی کہ خداوند مجھ کو علم نصیب فرما۔ اس نماز کی برکت سے خدا نے علم کا دروازہ مجھ پر کھول دیا اور اب میں ہر ایک مسئلہ کو بخوبی بیان کر سکتا ہوں۔ یہ نماز تیسری چوتھی اور پانچویں ماہ رجب میں پڑھی جاتی ہے ان تاریخوں میں روزہ رکھے اور چاشت کے وقت غسل کر کے چار رکعت نماز ادا کرے جو سورت چاہے وہ پڑھے پھر سلام کے بعد ستر بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ پڑھے۔ اس کے بعد دو چار رکعت ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد اذا جاء نصر اللّٰہ تین بار اور سلام کے بعد ستر بار اَقْوٰی مُعِیْنٌ وَ اَھْدٰی دَلِیْلٌ بِحَقِّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اس کے بعد اور چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین بار اور سلام کے بعد ستر بار سورۂ الم نشرح پڑھ کر دل پر ہاتھ پھیرے اور حاجت مانگے اس نماز کے عدد رکعات اور دُعائیں حضرت شیخ نے نہیں فرمائی ہیں مگر اس ضعیف نے تحریر کر دیں۔ فرمایا عشاء کی نماز کے بعد روشنی چشم کی نیت سے دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ انا اعطینک الکوثر پانچ بار اور سلام کے بعد یہ دُعا

پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ وَ اجْعَلْھُمَا الْوَارِثَ مِنِّیْ [1]۔ بعض لوگوں نے بعد نماز مغرب اس نماز و دُعا کو روایت کیا ہے۔ فرمایا اس دُعا کی برکت سے عشاء کی نماز کے بعد باریک خط کی کتابیں پڑھتا ہوں۔

صلوٰۃ العاشقین:

فرمایا صلوٰۃ العاشقین کی چار رکعتیں ہیں ہر رکعت میں فاتحہ اور اخلاص کے بعد یہ ذکر اس طور سے پڑھے پہلی رکعت میں یا اللہ سو بار دوسری رکعت میں یا رحمٰن سو بار تیسری رکعت میں یا رحیم سو بار چوتھی رکعت میں یا وَدُود سو بار۔ فرمایا نماز درود بھی مثل صلوٰۃ التسبیح کے آئی ہے بجائے تسبیح کے درود پڑھے۔ قضائے حوائج کے واسطے نماز آئی ہے۔ فرمایا ایک اور نماز ماں باپ کی ارواح کے واسطے آئی ہے دو رکعتیں ہر رکعت میں فاتحہ اور چاروں قل پڑھے۔

نماز استخارہ:

فرمایا پیغمبر ﷺ نے ارشاد کیا ہے کہ جس شخص کو کوئی مہم در پیش ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ اس کو کرنا چاہیئے یا نہیں تو دو رکعت نماز استخارہ ادا کرے۔ پہلی میں فاتحہ کے بعد قل یا ایھا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللّٰہ احد۔ استخارہ میں ان سورتوں کا بہت بڑا اثر ہے اور اشراق کے وقت استخارہ کرنا پسندیدہ ہے۔ فرمایا ایک لشکر میں ایک بزرگ تھے خادم سے پانی مانگا اور پینے کے واسطے استخارہ کیا اجازت نہ ملی خادم سے کہا کہ میں نہیں پیتا۔ خادم نے کہا اس جگہ پانی دشواری سے ملتا ہے۔ بزرگ نے دوبارہ استخارہ کیا تب بھی اجازت نہ ہوئی۔ آخیر آبخورہ پھینک دیا اس میں ایک سانپ کا بچہ نکل آیا۔ فرمایا سفر میں جس جگہ پہنچے جامع مسجد میں جا کر محراب

---

[1] اے اللہ مجھ کو میرے آنکھ اور کان سے نفع پہنچا اور ان کو میرا وارث بنا۔

کے آگے دو رکعت پڑھے پھر کسی جگہ جا کر ٹھہرے۔ فرمایا ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ انہوں نے کسی بادشاہ کے خزانہ میں ایک صندوقچہ دیکھا جس کے اُوپر لکھا ہوا تھا کہ هٰذَا شِفَآءٌ مِّنْ كُلِّ غَمٍّ [۱]۔ اور اس کے اندر ایک کاغذ پر لکھا ہوا تھا کہ شب تاریک میں دو رکعت نماز ادا کر کے یہ دُعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّ ذَاالنُّوْنِ عَبْدُكَ وَ نَبِيُّكَ وَدَعَاكَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهٗ وَ نَادَاكَ مِنْ بَطْنِ الْحُوْتِ وَ اِنَّكَ قُلْتَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ فَاِنِّيْ عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ وَ ابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ اَدْعُوْكَ بِضُرٍّ اَصَابَنِيْ وَ اَقُوْلُ كَمَا قَالَ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ. فَاسْتَجِبْ لِيْ كَمَا اسْتَجَبْتَ لِيُوْنُسَ فَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. [۲]۔ فرمایا بندہ کی نماز قبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ نماز کے بعد یہ دُعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ مِنْكَ السَّلَامُ وَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا يَا ذَاالْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ۔

---

[۱] یعنی ہر ایک رنج وغم کا علاج ہے۔

[۲] اے اللہ بے شک ذوالنون تیرے بندے اور تیرے نبی نے تجھ سے ایک مصیبت کے واسطے جو ان کو پہنچی تھی مچھلی کے پیٹ میں دُعا کی اور تو نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے ان کی دُعا قبول فرمائی اور ان کو غم سے نجات دی اور ہم اسی طرح مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔ اے اللہ پس میں بھی تیرا بندہ اور تیری بندی اور بندے کا بیٹا ہوں میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے جو مصیبت مجھ کو پہنچی ہے اس کے واسطے تجھ سے دُعا کرتا ہوں اور یونس علیہ السلام کی طرح کہتا ہوں کہ تیرے سوا معبود نہیں پاک ہے بیشک میں ظالموں میں سے تھا پس تو میری دُعا قبول فرما جیسے کہ یونس علیہ السلام کی دُعا قبول فرمائی تھی بے شک تو وعدہ کا خلاف نہیں کرتا اور تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

باب ۹

زکوٰۃ وصدقہ کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم قطب الاقطاب بنی آدم نظام الملۃ والشرع والدین نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام شیخ فرید الدین قدس اللہ روحہٗ ارشاد فرماتے تھے کہ زکوۃ تین قسم کی ہے۔ زکوٰۃ شریعت، زکوٰۃ طریقت، زکوٰۃ حقیقت۔ زکوٰۃ شریعت دو سو درم میں سے پانچ درم ہیں اور زکوٰۃ طریقت یہ ہے کہ پانچ درم خود رکھ لے باقی راہ خدا میں دے دے اور زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ سب دے دے کچھ نہ رکھے۔ بعدہ فرمایا دو سو درم میں سے جو شخص پانچ درم دیتا ہے وہ نہ بخیل ہے نہ سخی کیونکہ سخی وہ ہے جو زکوۃ سے زیادہ دے دے اور جواد وہ ہے جو بہت بخشش کرے۔ فرمایا خواجہ جنید عینیہ اپنے زمانہ کے علماء سے فرماتے تھے اے علماء اپنے علم کی زکوٰۃ دو کسی نے ان سے پوچھا کہ اس کلام سے آپ کا کیا مقصد ہے۔ فرمایا انہوں نے جس قدر مسائل سیکھتے ہیں ان میں ہر دو سو مسائل سے پانچ ہی مسئلوں پر عمل کریں اور دو سو حدیثوں میں پانچ ہی حدیثوں کو معمول بنا دیں۔ فرمایا ایک صدقہ ہے اور ایک مروت ہے اور ایک وقایہ ہے۔ صدقہ یہ ہے کہ کوئی چیز محتاج کو دے دے اور مروت یہ ہے کہ دوست اپنے دوست کو کچھ دے اور پھر وہ اس کے مقابلہ میں کچھ اس کو بھیجے اور وقایہ یہ ہے کہ کسی شخص کی شرارت اور بدزبانی سے بچنے کے واسطے اس کو دے دے۔ پیغمبر ﷺ نے یہ تینوں دیئے ہیں بعد ازاں فرمایا کہ صدقہ دینے میں پانچ شرطیں ہیں دو پہلے ایک تو یہ کہ صدقہ مال حلال سے ہو دوسرے یہ کہ نیک آدمی کو دیا جائے جو اس کو فساد میں نہ صرف کرے اور دو شرطیں صدقہ دینے کے

وقت ہیں ایک یہ کہ تواضع اور خوش پیشانی کے ساتھ دے دوسرے یہ کہ پوشیدہ دے اور ایک شرط بعد کی ہے وہ یہ کہ جو کچھ دے اس کو کبھی زبان پر نہ لائے۔ فرمایا حضرت شیخ نجیب الدین متوکل ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کرتے تھے یعنی جو کچھ ہوتا گھر میں وہ سب راہِ خدا میں تقسیم کر دیتے۔ ایک دفعہ عید کا دن تھا جو آپ نے تجرید کی اور نماز کو تشریف لے گئے جب واپس آئے تو چند یاران بھی ساتھ تھے ان کو دروازہ میں بٹھا کر آپ اندر آ گئے اور اہل خانہ سے کہا کچھ کھانا دو انہوں نے کہا کھانا کہاں ہے آج ہی تو آپ نے تجرید کی ہے۔ آپ یہ سن کر منغض ہوئے اور یاروں کے پاس آ کر معذرت کرنے لگے اور پھر چھت پر تشریف لے گئے دیکھا کہ خضر علیہ السلام لے آ کر یہ بیت پڑھی۔ **بیت**

بادل گفتم دلا خضر را ندیدی
دل گفت اگر مرا نماید بینم

حضرت شیخ نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا اے نجیب تمہارے توکل کا نقارہ تو ساق عرش پر بج رہا ہے اور تم روٹی کے واسطے منغض ہو رہے ہو۔ شیخ نے فرمایا خدا خوب جانتا ہے میں اپنے واسطے روٹی نہ ملنے سے منغض نہیں ہوں۔ خواجہ خضر نے فرمایا جاؤ کھانا لاؤ۔ حضرت شیخ نے کہا کھانا کہاں ہے۔ انہوں نے کہا نیچے جاؤ تو سہی۔ یہ جو نیچے تشریف لائے تو پڑوس میں سے بہت سا کھانا آیا ہوا رکھا تھا دامن میں لے کر چھت پر پہنچے خواجہ خضر کا وہاں پتہ بھی نہیں تھا۔ مولنا فصیح الدین مجلس میں حاضر تھے۔ حضرت شیخ سے دریافت کرنے لگے کہ کیا شیخ نجیب الدین متوکل کی خواجہ خضر سے گفتگو ہوئی تھی۔ فرمایا کس کی یہ مجال تھی جو ان سے دریافت کرتا اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں اس کو آسمان میں سنتا تھا۔ جب ہم حضرت شیخ کی مجلس سے واپس ہوئے تو میں نے مولنا فصیح الدین سے کہا تم کو ایسے سوال نہ کرنے چاہئیں دیکھو

حضور نے اپنے ارشاد میں ہم سب کو تادیب فرمائی ہے۔

فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے سب حضرت ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور خود ایک کمبل اوڑھ کر اس میں کانٹے لگا لئے۔ حضرت نے دریافت کیا کہ گھر والوں کے واسطے کیا چھوڑا ہے عرض کیا کہ خدا اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر بھی نصف مال لے کر حاضر ہوئے تو حضرت نے پوچھا کہ اے عمر تم اپنے گھر میں کس قدر چھوڑ آئے ہو عرض کیا کہ نصف چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت نے ارشاد کیا تم دونوں میں یہی فرق ہے جو تمہارے دینے میں ہے پھر اسی وقت جبریل علیہ السلام کمبل پہنے اور اس میں کانٹے لگائے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے فرمایا یہ کیا لباس ہے۔ عرض کیا آج خداوند تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ ہمارے صدیق کی موافقت کرو اس کے بعد حضرت نے یہ بیت پڑھا۔ **بیت**

شکرانہ چہل ہزار دینار دہند
تا تیغ و گلیم عشق را بہ یاد دہند

فرمایا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر راہ خدا میں بہت خرچ کرتے تھے ایک شخص نے ان سے کہا کہ لَا خَیْرَ فِی الْاِسْرَافِ یعنی اسراف میں بھلائی نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا لَا اِسْرَافَ فِی الْخَیْرِ۔ یعنی بھلائی میں ہی اسراف نہیں ہے اس کے بعد پھر جو قدم بوسی حاصل ہوئی تو حضور لیٹے ہوئے تھے ایک سائل نے سوال کیا حضور نے اقبال خادم سے فرمایا کہ چھ درم دے دو سائل نے الحاح کی پھر آپ نے وہی فرمایا کہ چھ درم دے دو ایک مرید حضرت کے حاضر تھے کہنے لگے کہ وہ دانشمند حنبلی جو بغداد شریف سے آئے ہیں کسی کو دس درم سے کم نہیں دیتے۔ حضور یہ سن کر منقبض ہوئے اور فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ سب کو پہنچے تو اس کو بغیر تھوڑا تھوڑا دیئے چارہ نہ ہوگا ہم نے

جو مزاج مقدس منقبض دیکھا۔ سب قدم بوس ہوئے اور ان سے یہ کہنے لگے کہ تم نے یہ کیا کہہ دیا ایسی بات اچھی نہیں۔ فرمایا جس کی طرف دُنیا متوجہ ہو اس کو خرچ کرنا چاہیے کیونکہ خرچ کرنے سے اس میں کمی نہیں ہوتی ہے اور جس کے پاس سے دُنیا رُخصت ہونے لگے اس کو بھی خرچ کرنا چاہئے کیونکہ خرچ نہ کرنے سے یہ ٹلتی نہیں ہے۔ فرمایا دُنیا کو جمع کرنا نہ چاہئے ضرورت سے علاوہ جو کچھ ہو خرچ کر دے ذخیرہ نہ رکھے بعدۂ یہ بیت فرمایا۔ **بیت**

زر از بہر دادن بود اے پسر
زبہر نہادن چہ سنگ و چہ زر

فرمایا اور خاقانی نے بھی اسی کے ہم معنی کہا ہے۔

چوں نخواہند خوانداز ہستی خودکامے
آن گنج کہ اودارد پندار کہ من دارم

فرمایا میرے پاس جو کچھ ہوتا سب تقسیم کر دیتا صدقۂ فطر کے واسطے بھی کچھ نہ رکھتا یہاں تک کہ جب یہ حدیث مجھ کو پہنچی کہ رمضان کے روزے آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں بغیر صدقہ فطر دیئے اُوپر نہیں جاتے جب سے میں نے صدقۂ فطر دینا شروع کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۱۰

روزے کے بیان میں

شیخ الشیوخ حضرت نظام الحق والملۃ والدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں پیغمبر ﷺ نے ارشاد کیا ہے مَنْ صَامَ الدَّھْرَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ۔ یعنی جس نے ہمیشہ روزے رکھے نہ روزے رکھے نہ افطار کیا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس پر جہنم اس طرح پیچیدہ ہو جائے گا اور حضور نے اپنی مٹھی بند کر کے دکھائی۔ اب ان دونوں حدیثوں میں موافقت کیونکر ہو فرمایا لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ روزے رکھے جائیں یہاں تک کہ ایام تشریق اور عید الفطر میں بھی روزہ رکھے تو اس کے روزے ایسے ہیں کہ جیسے نہیں رکھے اور جو شخص ہمیشہ روزے رکھتا ہے مگر ان ایام میں نہیں رکھتا تو دوزخ اس پر اس قدر تنگ ہوگا جیسے مٹھی بند ہوئی ہوتی ہے مطلب یہ کہ وہ شخص دوزخ میں داخل نہ ہو سکے گا نہ اس کے لئے دوزخ میں جگہ ہوگی۔

بعد ازاں فرمایا کہ ہمیشہ روزے رکھنے سے عادت ہو جاتی ہے اور زیادہ ثواب اسی روزے میں ہے جو نفس پر زیادہ دشوار ہو اور یہ روزۂ داؤدی ہے۔ فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ الْاِفْطَارِ وَ فَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ الرَّحْمٰنِ۔ یعنی روزہ دار کے واسطے دو فرحتیں ہیں ایک فرحت افطار کے وقت اور ایک فرحت خدا سے ملنے کے وقت۔ افطار کے وقت کی فرحت سے کھانے پینے کی خوشی مراد نہیں ہے بلکہ روزہ کے پورے ہونے کی خوشی مراد ہے کہ الحمد للہ یہ طاعت جس کی جزا معین نہیں ہے مجھ سے پوری ہوئی۔ روزہ کی جزا دیدار ہے لہٰذا دیدار کی اُمید پر روزہ دار کو بہت خوش ہونا چاہئے۔ فرمایا بہت سے لوگ طے کے روزے رکھتے ہیں

جس سے عجب دریا کے سوا اور کچھ مقصود نہیں ہے پھر آپ نے یہ بیت پڑھا۔ **بیت**

شکست گر گند تا فربہ سیر خوردن تراز لنگین بہ

فرمایا حضرت ﷺ سے تین دن کے روزے مروی ہیں مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ دن کون سے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے۔ تُعْرِضُ الْاَعْمَالُ صَلَى اللّٰہُ یَوْمَ اِلاثْنَیْنِ وَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فَاُحِبُّ اَنْ تُعْرَضَ وَ اَنَا صَائِمٌ [1]۔ فرمایا شیخ نجیب الدین متوکل ؒ سے میں نے سُنا کہ جو شخص جمعرات، جمعہ و ہفتہ کو متصل رکھے اور تیسرے روز افطار کے وقت جو دُعا کرے قبول ہوگی۔ عوارف میں لکھتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے جس نے ماہ حرام کے تین دن جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کو روزہ رکھے وہ سات سو برس کی مسافت دوزخ سے دور کیا جائے گا۔ فرمایا حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہٗ اکثر شربت سے افطار فرمایا کرتے تھے آدھا یا دو تہائی پیالہ آپ کو دیا جاتا اور حاضران مجلس کو بھی اسی قدر تقسیم کیا جاتا اور نماز سے پہلے دو روٹیاں بھی چپڑی ہوئی آتیں ان میں سے ایک روٹی کے ٹکڑے کر کے حاضرین کو تقسیم فرماتے اور ایک روٹی خورنوش فرماتے پھر مغرب کے بعد تک عشاء کی نماز تک یادِ الٰہی میں مشغول رہتے۔ پھر کھانا حاضر کیا جاتا اس کو نوش فرما کر پھر دوسرے دن کے افطار تک کچھ نہ کھاتے۔ فرمایا حضرت شیخ الاسلام کئی باتیں ایسی کرتے تھے جن کو میں نہیں کر سکتا ہوں۔ سحری کو آپ کچھ نوش نہ فرماتے ہر روز غسل کرتے اور جوارش کھاتے اور مجھ سے یہ باتیں نہیں ہو سکتی ہیں۔ فرمایا حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی اگرچہ روزے کم رکھتے تھے مگر عبادت بہت کرتے اور یہ آیت پڑھتے تھے۔ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا۔ یعنی اچھی چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو اور واقعی یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے حق

---

[1] یعنی پیر اور جمعرات کے دن خدا کے حضور میں اعمال پیش ہوتے ہیں پس میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں۔

میں یہ آیت درست ہے۔ فرمایا پیٹ بھرے کو کھانا جائز نہیں ہے سوا دو حالتوں کے ایک تو یہ کہ مہمان آ جائے تو اس کی خاطر سے بحالت سیری بھی کچھ کھائے دوسرے جب روزے کی نیت کرے تو مضائقہ نہیں ہے کہ قدرے زیادہ کھالے کسی سے یہ دریافت کرنا نہ چاہئے کہ تم روزہ دار ہو یا نہیں ور اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر اس نے کہا میں روزہ دار ہوں تو اس کی پوشیدہ عبادت کو دفتر علانیہ میں لکھا جائے گا اور اگر کہا کہ میں روزہ دار نہیں ہوں تو مفت میں جھوٹ بولا اور اگر خاموش ہو رہا تو سائل کی تحقیر ہوئی۔ میں نے عشرۂ اخیر ماہ رمضان جامع مسجد دہلی کے اندر بعض یاران کے ساتھ اعتکاف کیا اور دوسرے رمضان میں قاضی محی الدین کاشانی سے اس کا تذکرہ ہو رہا تھا تو انہوں نے فرمایا عشرہ اخیر ماہ رمضان میں اعتکاف سنت موکدہ ہے حضرت ﷺ بھی اخیر عشرہ میں معتکف ہوتے تھے ایک دفعہ رمضان میں بسبب کسی رنج کے آپ سے اعتکاف قضا ہو گیا تو دوسرے رمضان میں بیس روز کا اعتکاف کیا مگر بعض مشائخ نے اپنے مریدوں کو اعتکاف کا حکم نہیں دیا ہے کیونکہ اعتکاف سے انسان مشہور ہو جاتا ہے اور شہرت سے بڑھ کر کوئی آفت نہیں۔ درویش اپنے گھر کے اندر یادِ الٰہی میں مشغول ہو اور یہ سمجھ لے کہ میں معتکف ہوں فرمایا کہ میں نے حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہٗ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے اپنی تمام عمر میں شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی نور اللہ مرقدہٗ کے سامنے ایک جرأت کی جو یہ تھی کہ میں نے حضرت سے چلہ کرنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا ضرورت نہیں ہے ان باتوں سے شہرت ہوتی ہے۔ ہمارے پیروں کا یہی طریقہ ہے یعنی چلہ نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میرے سر پر موجود ہیں یعنی میری شہرت نہ ہوگی نہ میری یہ نیت ہے۔ حضرت شیخ خاموش ہو رہے اور میں اس کے بعد تمام عمر پچھتایا کہ ایسی بات کیوں منہ سے نکالی جو آپ کے خلاف منشا تھی۔

باب ۱۱

حج وسفر کے بیان میں

حضرت شیخ الاسلام نظام الحق و الشرع والدین نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ جوشخص بہ نیت حج گھر سے چلا پھر راستہ ہی میں فوت ہو گیا ہر سال اس کے نامہ اعمال میں حج کا ثواب لکھا جائے گا۔ اسی طرح اگر حج سے واپس آتے ہوئے مر گیا تب بھی یہی ثواب ہے۔ فرمایا حج کو جانا ان لوگوں کا کام ہے جو ذکر حق کی مشغولی سے تنگ آ کر اس پر ملازمت نہ کر سکیں اور باہر نکل جائیں۔ ؎

احرام عاشقان بہ از احرام حاجیان
کان رہ بسوئے کعبہ رودایں بسوئے دوست
کعبہ کجا روم چہ کشم رنج بادیہ
کعبہ است کوئے دلبر و قبلہ است روئے دوست

فرمایا بعض لوگ جب حج کر کے واپس آتے ہیں تو شب و روز وہیں کے ذکر میں مستغرق رہتے ہیں یہ بات اچھی نہیں ہے ایک دفعہ ایک شخص کہہ رہا تھا کہ میں حاجی ہو گیا ہوں ایک عزیز نے جواب دیا کہ اے خواجہ تم جس حال میں تھے اس سے نہ پھرے۔ فرمایا اس سے پہلے جب میں دہلی سے اجودھن حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں جاتا یہ تین اسم پڑھتا تھا۔ یَا حَافِظُ، یَا نَاصِرُ، یَا مُعِیْنُ اور یہ دُعا میں نے کسی سے نہیں سنی تھی خود ہی خداوند تعالیٰ سے طلب امداد و اعانت کے واسطے پڑھتا تھا۔ خیر ایک مدت کے بعد یہی اسماء ایک دوست نے مجھ کو لکھ کر دیئے۔ یَا حَافِظُ یَا نَاصِرُ یَا مُعِیْنُ بِحَقِّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ فرمایا منزل میں اُترنے

کے وقت یہ کلمات پڑھے۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ [1]۔ فرمایا شیخ الاسلام جلال الدین تبریزی نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کی ایسی خدمت کی ہے جو کسی مرید کو اپنے پیر کی کرنی میسر نہیں ہوئی۔ شیخ شہاب الدین بغداد سے ہر سال حج کو تشریف لے جاتے۔ ضعف بہت ہو گیا تھا کھانا حسب منشا نہ ملتا اس واسطے شیخ جلال الدین نے مٹی کا ایک چولہا بنا کر اپنے سر پر رکھا جس میں ہر وقت کھانے کے نیچے آگ روشن رہتی اور کھانا ٹھنڈا نہ ہوتا۔ جس وقت شیخ طلب فرماتے گرم حاضر کیا جاتا۔

---

[1] میں خدا کے پورے کلمات کے ساتھ اس کی تمام مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

باب ۱۲

فضیلت قرآن شریف کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم قطب اوتاد بنی آدم حضرت خواجہ نظام الحق و الشرع و الدین قدس اللہ روحہٗ فرماتے ہیں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے ہم تم کو جنت میں دو مرتبہ دکھاتے ہیں جو تمہارے واسطے تیار کیا گیا ہے پھر حجاب اُٹھ گیا اور دو مرتبہ انہوں نے دیکھا اور دیکھا کہ ان کے مرتبہ سے بلند ایک اور مرتبہ ہے حیران ہو کر عرض کیا کہ خداوند! میں تیری اس بخشش و عنایت کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا ہوں مگر مجھ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ میرے مرتبہ سے بلند تر کس شخص کا مرتبہ ہے حکم ہوا کہ یہ مرتبہ حافظ قرآن کا ہے اگر تم حافظ ہوتے تو تم کو بھی عنایت ہوتا اور تمہارا جو مقابلہ اس کے ایک ویرانہ ہے تم کو نہ دیا جاتا۔ بعد ازاں یہ فرمایا میں نے ایک مرتبہ شیخ بدر الدین غزنوی کو خواب میں دیکھا اور قرآن حفظ ہونے کے واسطے ان سے فاتحہ کا التماس کیا پھر دن کو جو میں ایک عزیز سے ملنے گیا تو ان سے بھی اس نیت سے فاتحہ کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا جو شخص رات کو سوتے وقت یہ آیت پڑھے گا اس کو قرآن حفظ ہو جائے گا وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سے یَعْقِلُوْنَ تک مگر شیخ الاسلام حضرت فرید الدین مسعود فرماتے تھے جس کو قرآن یاد کرنا ہو وہ پہلے سورۂ یوسف یاد کر لے اس کی برکت سے خداوند تعالیٰ اس کو تمام قرآن شریف نصیب فرمائے گا۔ بندہ نے جب حفظ قرآن کی نیت کی خدمت میں عرض کیا فرمایا کسی قاری کے آگے قرأت ابو عمر یاد کرنا اور پہلے سورۂ یوسف یاد کر لینا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے اِذَا وُضِعَ حَامِلُ الْقُرْاٰنِ فِی الْقَبْرِ اَوْحَی اللّٰهُ اِلَی الْاَرْضِ اَنْ لَا

تَاْکُلِیْ لَحْمَہٗ۔ یعنی جب حافظ قرآن قبر میں رکھا جاتا ہے تو خداوند تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کا گوشت نہ کھاؤ۔

فرمایا جس شخص کو مہم درپیش ہو تو فاتحہ اس طرح پڑھے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی میم کو الحمد کے لام سے ملا کر پڑھے اور پھر الرحمٰن الرحیم تین بار اور آمین تین بار کہے وہ مہم پوری ہو جائے گی۔ بعدہٗ فرمایا تمام قرآن شریف میں دس چیزوں کا بیان ہے جن میں سے ان آٹھ چیزوں کا بیان سورۂ فاتحہ میں ہے۔ ذکر ذات، افعال، صفات، ذکر معاد، تزکیہ، تجلیہ، ذکر اولیاء، ذکر اعداء۔ چنانچہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذکر ذات ہے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ذکر افعال الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ذکر صفت مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ذکر معاد اِیَّاکَ نَعْبُدُ ذکر تزکیہ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ذکر تجلیہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ذکر اولیاء غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ذکر اعداء۔ دو چیزوں کا ذکر جو سورۂ فاتحہ میں نہیں ہے وہ ایک تو محاجۂ کفار اور ایک احکام شریعت ہیں۔ فرمایا ناصر نسفی ایک دفعہ سخت بیمار تھے یہاں تک ان کو سکتہ ہو گیا کہ اور لوگوں نے سمجھا کہ مر گئے اس لئے دفن بھی کر دیا۔ جب یہ ہوشیار ہوئے اور اپنے آپ کو قبر میں دیکھا تو اس یاس و ہراس کے وقت ان کو یاد آیا کہ جو شخص بحالت اضطرار چالیس بار سورۂ یٰسین پڑھتا ہے خداوند تعالیٰ اس کی مشکل آسان فرماتا ہے۔ انہوں نے بھی پڑھنا شروع کیا۔ ۳۹ مرتبہ پڑھ چکے تو کشادگی کا اثر پیدا ہوا یعنی ایک کفن چور نے قبر کھودنی شروع کی۔ امام نے اس کی آہٹ سے اور بھی آواز آہستہ کر دی جب کفن چور نے پٹاؤ ہٹا لیا تو امام ناصر باہر نکل آئے۔ کفن چور کا مارے خوف و دہشت کے زہرہ آب ہو کر فوراً دم نکل گیا۔ امام اپنی اس حرکت سے بے حد متاسف ہوئے اور دل میں کہا مجھ کو ٹھہر جانا تھا یہاں تک کہ یہ شخص کفن لے کر چلا جاتا پھر میں نکلتا اس کے بعد ان کو خیال آیا کہ اگر میں دن کے اندر شہر میں جاؤں گا تو لوگ مجھ کو دیکھ کر بہت پریشان اور متعجب ہوں گے اس واسطے اب رات ہی میں گھر چلنا چاہئے اور شہر میں داخل ہوتے ہی انہوں نے آواز دینی

شروع کی کہ اے لوگو میں فلاں شخص ہوں مجھ کو سکتہ ہو گیا تھا میرے گھر والے غلطی سے مجھ کو دفن کر آئے پھر اس واقعہ کے بعد انہوں نے تفسیر تصنیف کی۔

فرمایا سکون و اطمینان کے ساتھ ایک ایک حرف کر کے سیپارہ پڑھنے میں تلاوت کا ثواب ہے اور بغیر حضور قلب کے پڑھنا ٹھیک نہیں۔ قرآن شریف کے پڑھنے میں تمام خیالات و خطرات کو دل سے دور کر دے اور اگر قرآن کے معانی جانتا ہے تو دل میں ان کا دھیان کرے اگر اس کے ساتھ دل میں خطرات آئیں اور حضوری قائم نہ رہے تو چنداں حرج نہیں ہے مگر جو ہر شخص معانی نہیں جانتا اس کو خیالات سے ضرور پرہیز کرنا چاہئے خشوع و خضوع سے پڑھے گا تو موثر ہو گا۔ قرآن خوانی کے وقت دل خدا کے ساتھ مشغول ہو اور سمجھے کہ میں خدا کے ساتھ ہم کلام ہوں میں اس لائق کہاں تھا کہ یہ دولت میسر ہوتی اور جس کو یہ حالت میسر نہ ہو تو وہ تصور کرے کہ خدا کے سامنے پڑھ رہا ہوں کہ ضرور مجھ کو اس کا ثواب ملے گا۔ قرآن شریف ترتیل و تردید کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔ ترتیل یہ ہے کہ تمام حروف اور مدّ وغیرہ ٹھیک ادا ہوں اور تردید یہ ہے کہ جس آیت میں ذوق و حلاوت حاصل ہو اس کو مکرر پڑھے۔ ایک دفعہ حضرت ﷺ نے قرآن خوانی شروع کی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں آپ کو ایسا ذوق حاصل ہوا کہ اس کو مکرر پڑھتے رہے جو شخص روز ختم قرآن کرے گا وہ جلدی جلدی پڑے گا مگر یہ بھی برکت سے خالی نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ تین روز میں ختم کرے اور جو اتنا بھی نہ کر سکے تو ایک ماہ میں ختم کرے (جامع ملفوظات مولٰنا علی بن محمود جاندار کہتے ہیں) مرید ہونے کے بعد سے بندہ کو حلق یعنی سر منڈانے کا شوق تھا اخیر حضرت قاضی محی الدین کاشانی سے بیان کیا اور انہوں نے جناب شیخ کی خدمت میں عرض کی تو بندہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ تم محلوق ہو جاؤ۔ بندہ نے عرض کیا کہ میں قرضدار ہوں جس کے سبب سے ترک ملازمت نہیں کر سکتا۔ فرمایا ہر نماز کے بعد آیہ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِكَ

الْمُلْكِ بِغَيْرِ حِسَابٍ پانچ بار پڑھ لیا کر پھر جب قرض ادا ہو جائے تو مجھ کو خبر
کرنا بعد ازاں اقبال خادم سے فرمایا کہ قرآن شریف لا کر قاضی کو دے دو۔ اقبال
نے لا دیا اور حضور نے قاضی صاحب سے فرمایا کہ اس کو کھول کر داہنے صفحہ پر دیکھو
کہ کتنی بار اسم اللہ لکھا ہے قاضی صاحب نے دیکھا تو چھ بار نکلا فرمایا بہت اچھی فال
ہے چھ بھی سات سے قریب ہیں جاؤ مخلوق ہو جاؤ قاضی صاحب نے عرض کیا کہ
بندہ بھی موافقت کرے فرمایا مبارک ہے۔ ہم دونوں مخلوق ہوئے اور حضور نے
دونوں کو خلعت سے سرفراز فرمایا۔ بعد ازاں بندہ نے اس آیت پر مواظبت کی اور
خداوند تعالیٰ نے حضرت شیخ اور اس آیت کی برکت سے بہت جلد وہ قرض ادا کیا اور
بندہ نے ملازمت ترک کر دی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ فرمایا جو شخص قرآن سے فال
لینی چاہے وہ دائیں صفحہ کے اندر ساتویں سطر پر نظر کرے اگر اس میں اسم اللہ ہو تو
گو فال دی منزل ہے اور اگر اس صفحہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے یا سات پر اسم
اللہ ہے تو یہ فال محض خیری خیر ہے اور آیت رحمت سے مطلب لینے کی ضرورت نہیں
ہے فرمایا پیغمبر ﷺ نام سے بھی فال لی ہے جب آپ مکہ کو فتح کرنے روانہ ہوئے
ہیں تو راستہ میں ایک شخص آپ کو ملا آپ نے دریافت کیا کہ تیرا کیا نام ہے اس
نے کہا بریدہ آپ نے فرمایا دَمَّرْنَا پھر پوچھا کہ کس قوم سے کہا بنی اسلم سے فرمایا
سَلِمْنَا پھر پوچھا بنی اسلم کس مضافات سے ہیں عرض کیا بنی تمیم نے فرمایا تَمَّنَا یعنی ہم
نے کافروں کو ہلاک کیا اور خود سلامت رہ کر اپنا کام پورا کیا۔ اس کے بعد حضرت
محبوب الٰہی نے فرمایا امام حجۃ الدین ملتانی میرے پاس آئے تھے اور خواجہ زکی الدین
کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ان کے انتقال کے وقت بھی یا وَهَّابُ ان
کی زبان پر جاری تھا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ زکی الدین ان کو
کہتے ہیں ورنہ ان کا نام عبد الوہاب تھا اور اسی کا یہ نتیجہ ہے۔ فرمایا خداوند تعالیٰ کے
جس نام کے ساتھ بندہ کا نام اضافت کیا جاتا ہے اکثر اس نام کا اثر اس بندہ پر

ظاہر ہوتا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک بزرگ کی ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تو ان کا نام دریافت کیا انہوں نے کہا میرا نام عبد الوہاب ہے ان بزرگ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تم مالدار ہو انہوں نے کہا ہاں خدا نے مجھ کو سب کچھ دیا ہے کہا یہ تمہارے نام ہی کی برکت ہے۔ فرمایا ایک بزرگ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میں حمد و نعت اس طرح لکھی ہے۔ حمد و سپاس خاص خدائے عزوجل کے واسطے ہے جس نے میرے باپ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس نے میرا نام عبد الرحمن رکھا اور حمد و ثنا خاص خدائے عزوجل کے واسطے ہے جس نے میرے دادا کو الہام کیا کہ انہوں نے میرے باپ کا نام عبد الرحیم رکھا۔ ہر وقت میں اپنے اردگرد رحمت الٰہی کے آثار پاتا ہوں اور رحمت الٰہی کے خزانہ سے صاحب نصیب بلکہ صاحب رضا ہوں۔ اس کے بعد حضرت نے ارشاد کیا کہ اسی کے مطابق خود میرا مشاہدہ ہے ایام جوانی میں میرے ایک دوست عبد الجبار نام تھے میں ہمیشہ ان کے اندر آثار جبر و قہر پروردگار دیکھتا تھا رحمت کے آثار ان کے نصیب میں نہ تھے اخیر ایک دفعہ دروازہ سندھ کے آگے جو میں گیا تو دیکھا کہ وہ خاک پر مردہ پڑے ہیں اور لباس بھی پارہ پارہ ہے بعد ازاں فرمایا جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ متولد ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبارکباد کو تشریف لائے اور حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہٗ سے فرمایا کہ اس فرزند کا کیا نام رکھا ہے عرض کیا کہ حرب نام رکھا ہے فرمایا نہیں ہم نے اس کا نام حسن رکھا ہے۔ پھر جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو حضور نے دریافت کیا کہ کیا نام رکھا ہے حضرت مولا علی نے عرض کیا کہ حرب رکھا ہے فرمایا نہیں ہم نے اس کا نام حسین رکھا ہے۔ فرمایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ کو وہ شخص زیادہ پسندیدہ ہے جس کا نام اچھا ہو۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کے نزدیک پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں اور جب تم نام رکھو تو خدا کی بندگی پر نام رکھو یعنی (عبد اللہ، عبد القادر، عبد الرحیم) وغیرہ وغیرہ۔

باب ۱۳

ادعیہ و اوراد کے بیان میں

حضرت شیخ الشیوخ نظام الحق و الشرع و الملۃ والدین قدس اللہ سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اسم اعظم ربانی عربی میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اور زبان سریانی میں اہیا شراہیا اور زبان فارسی میں اُمید داراں ہے۔ بندہ نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ گویا حضرت فرماتے ہیں کہ ہر فرض کے بعد دس بار سورۂ اخلاص پڑھا کرو صبح کو جب خدمت عالی میں حاضر ہوا تو یہ خواب عرض کیا فرمایا ہاں حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر فرض کے بعد دس مرتبہ سورۂ مذکور پڑھا کرو بعد ازاں فرمایا کہ ایک دفعہ خواب میں جناب شیخ الشیوخ العالم حضرت فرید الدین نے مجھ کو حکم فرمایا کہ ہر روز سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھ لیا کرو۔ جب میں بیدار ہوا تو اس کی مواظبت شروع کی اور دل میں خیال کیا کہ اس فرمان کے اندر ضرور کچھ حکمت ہے چند روز کے بعد ایک کتاب میں دیکھا کہ جو شخص یہ دُعا پڑھے بغیر اسباب کے خوش گزارنے میں نے جان لیا کہ حضرت شیخ کا یہی مقصد تھا۔ بندہ علی بن محمود نے عرض کیا کہ اس دُعا میں نیت ہے فرمایا ہاں بعد ازاں ارشاد کیا کہ دوسری مرتبہ جو حضرت شیخ کو میں نے خواب میں دیکھا تو فرمایا کہ نماز عصر کے بعد پانچ مرتبہ سورۂ نبا کو پڑھا کرو جو شخص اس کو پڑھے اسیر اللہ بنے کہتے ہیں فلاں شخص فلاں کا اسیر محبت ہے اسی طرح یہ شخص خدا کی محبت کا اسیر ہوتا ہے۔ فرمایا حضور ﷺ نے یہ تعویذ لکھا ہے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ ھَامَّۃٍ وَّ عَیْنٍ لَامَّۃٍ اور حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو دیا ہے۔

قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ گردن میں لٹکانا نہ چاہئے بلکہ بدن سے ملا کر بازو وغیرہ پر باندھ لے۔

فرمایا حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمائم وتولہ سے منع فرمایا۔ تمائم ان مہروں کو کہتے ہیں جو گردن میں لٹکائیں اور تولہ یہ ہے کہ مرد وعورت کی محبت کے واسطے کچھ لکھے یہ دونوں منع ہیں سوا تعویذ کے جس کا اُوپر بیان ہوا۔

فرمایا جعفر خلدی رحمۃ اللہ علیہ کشتی میں سوار تھے اور ایک کپڑے میں نگینہ بندھا ہوا تھا اس کپڑے کو اُٹھایا تو نگینہ دریائے دجلہ میں گر پڑا تب انہوں نے یہ مجرب دُعا پڑھی: یَا جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ اجْمَعْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ [1] اس کے بعد کتاب کو دیکھنے لگے اس کے ورق میں سے نگینہ مل گیا۔

فرمایا معاویہ ہر سال حضرت امیر المؤمنین امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں دس ہزار دینار بھیجتے تھے ایک دفعہ نہ بھیجے حضرت سے لوگوں نے کہا کہ خط لکھ کر بھیج دیجئے آپ نے خط لکھنا چاہا کہ قلم ٹوٹ گئی آپ سمجھے کہ حکم نہیں ہے خط لکھنا موقوف کیا رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا اے حسن تم خدا کے حکم کو خوب سمجھے یہ دُعا بہت پڑھا کرو خدا تم کو مخلوق سے مستغنی کرے گا۔ اَللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رِجَاءَكَ وَ اقْطَعْ رِجَائِیْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰی لَآ اَرْجُوْا اَحَدًا غَیْرَكَ [2]۔ اس کے چند ہی روز بعد معاویہ نے بیس ہزار دینار بھیجے اور بہت معذرت کی۔

فرمایا جب حضرت شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی ملتان میں تشریف فرما تھے تو آپ کے ایک مرید رئیس نام نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبہ کے اردگرد بہت لوگ جمع ہیں اور ایک شخص پستہ قد قبہ کے اندر آتے جاتے ہیں رئیس نے

---

[1] اے قیامت کے روز سب کے جمع کرنے والے میری کھوئی ہوئی چیز میرے پاس جمع کر دے۔

[2] اے اللہ میرے دل میں اپنی اُمید ڈال دے اور اپنے سوا سب سے میری اُمید منقطع کر دے کہ تیرے سوا کسی سے اُمید نہ رکھوں۔

لوگوں سے پوچھا کہ اس قبہ کے اندر کون ہیں اور یہ کون شخص آ جا رہے ہیں کسی نے کہا کہ اندر حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور یہ شخص عبد اللہ ابن مسعود ہیں رئیس کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا کہ حضور کی خدمت میں میرا سلام عرض کرو اور کہو کہ دیدار سے مشرف ہونا چاہتا ہوں عبد اللہ نے واپس آ کر جواب دیا کہ حضور فرماتے ہیں تجھ کو ہنوز یہ اہلیت نہیں ہے کہ میرا دیدار کرے لیکن قطب الدین بختیار کاکی سے کہنا کہ ہر شب جو تحفہ تم بھیجتے تھے وہ آج تین رات سے نہیں آیا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ ایک عورت سے حضرت نے شادی کی تھی اس کے ساتھ مشغول رہنے کے سبب تین رات درود شریف کا ورد آپ سے فوت ہو گیا تھا۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ وہ درود کونسا ہے فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ [1]۔ فرمایا میں نے اس درود کا ورد اختیار کیا ہے فرمایا جو شخص ہر روز یہ چاروں کلمات چوبیس بار پڑھے خدا کے نزدیک ابدالوں میں شمار کیا جائے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ فرمایا عشاء کی نماز سے پہلے اور پیچھے ایک بار نُو دونہ نام پڑھے بہت ثواب ہوگا۔ فرمایا دس مستحبات ہیں ان میں سے ہر ایک کو سو سو بار یا دس دس بار پڑھے۔

① لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ ② سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ ③ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ ④ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَسْئَلُهُ التَّوْبَةَ۔ ⑤ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ۔ ⑥ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ۔

---

[1] اے اللہ اپنے بندے، نبی اور دوست حضرت محمد پر درود بھیج۔

⑦ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَ الرُّوْحِ. ⑧ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. ⑨ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْاَمْوَاتِ. ⑩ بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ. ❶

فرمایا کہ کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو فجر کی سنت اور فرض کے درمیان اکتالیس بار فاتحہ بسم اللہ کو ملا کر پڑھے بفضل خدا حاجت پوری ہوگی۔ فرمایا جو رنج و بلا کسی علاج سے دفع نہ ہو جمعہ کے روز نماز عصر کے بعد کسی کام میں مشغول نہ ہو سلام کے بعد

---

❶ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ ② پاک ہے اللہ اور تعریف ہے اسی کو نہیں ہے، کوئی معبود مگر اللہ اور اللہ بہت بڑا ہے اور نیکی کی قوت اور گناہ سے بچنا نہیں ہے مگر اللہ بزرگ و برتر کی مدد سے۔ ③ پاک ہے اللہ اور تعریف ہے اسی کو پاک ہے اللہ بزرگ۔ ④ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ زندہ اور قائم اور اسی سے توبہ مانگتا ہوں۔ ⑤ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ حق ظاہر کرنے والا۔ ⑥ پاک ہے اللہ بادشاہ پاک و پاکیزہ۔ ⑦ پاکی والا پاکیزہ پروردگار ہے فرشتوں اور روح کا۔ ⑧ اے اللہ جو کچھ تو عنایت کرے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو نہ دے اس کا کوئی دینے والا نہیں نہ کوئی تیرے حکم کا پھیرنے والا ہے نہ کسی کوشش والے کو تجھ سے کوشش نفع دے سکتی ہے۔ ⑨ اے اللہ مجھ کو اور میرے ماں باپ اور کل مومن مرد اور عورتوں کو زندہ اور مردہ کو بخش دے۔ ⑩ اللہ کے نام کے ساتھ جو سب ناموں سے اچھا ہے اللہ کے نام کے ساتھ جو زمین اور آسمان کا پالنے والا ہے اللہ کے نام کیساتھ جو جس کے نام کیساتھ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی نہ زمین میں نہ آسمان میں اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ہی ان تینوں اسماء کا ورد کرلے اس رنج سے بالکل خلاصی پائے گا۔ اسماء یہ ہیں یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ۔ فرمایا رنج وغم دفعہ ہونے کے واسطے ہر فرض کے بعد ستر بار پڑھے یَا شَفِیْقُ یَا رَفِیْقُ نَجِّنِیْ مِنْ کُلِّ ضَیْقٍ۔ فرمایا قضائے حاجات کے واسطے تکبیر بہت پڑھے اور اگر بہت نہ پڑھ سکے تو ہر روز ستر بار پڑھے۔ ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو شخص سونے کے وقت کلمات پڑھے خواب میں میری زیارت سے مشرف ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ وَالرُّکْنِ وَالْمَقَامِ اِقْرَأْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِّنِّی السَّلَامُ۔ فرمایا ایک درویش سفر و سیاحت کرتے ہوئے ایک شہر میں پہنچے دیکھا تو تمام لوگ نہایت عیش و عشرت سے بسر کرتے ہیں ان بزرگ نے سبب پوچھا ان لوگوں نے بیان کیا کہ ہم سب صبح اور مغرب کی نماز کے بعد یَا وَھَّابُ پڑھتے ہیں۔ فرمایا شیخ صدر الدین نے حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے دریافت کیا کہ یہ دُعا کس وقت پڑھے فرمایا ہر نماز فرض کے بعد اور سوتے وقت یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ تَوْبَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اِنَّہٗ یَقِیْنِیْ وَرَضًا بِمَا قَسَمْتَ لِیْ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ [1]

فرمایا ایک دفعہ میں نے سنا کہ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا نے شیخ صدر الدین کو ایک دُعا تعلیم فرمائی ہے میں نے اس کو طلب کیا تو یہ لفظ تھا یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ

---

[1] اے اللہ تو میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے پس میری توبہ قبول کر اور تو میری حاجت کو جانتا ہے پس میرا سوال پورا کر اور تو میرے دل کی بات جانتا ہے پس مجھ کو بخش دے اے اللہ میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل کے اندر ہے اور ایسا سچا یقین کر جس کو میں جان لوں کہ یہ میرا یقین ہے اور تیری مقرر کی ہوئی قسمت کے ساتھ راضی ہو جاؤں اے جلال و بزرگی والے۔

مگر چونکہ یہ لفظ اسباب کے متعلق تھا بجرستہ خرقۂ شیخ میں نے اس کو دوبارہ نہ دیکھا۔
بعض لوگ ان لوگوں کے حال سے حیران ہوتے ہیں جن کا بھروسہ غیب پر ہے اور
میں ان لوگوں کے حال سے حیران جن کا بھروسہ موجودہ چیز پر ہے۔ **بیت**
فرمایا سید احمد کبیر نے کبھی خداوند تعالیٰ سے کوئی سوال نہ کیا تھا ایک دفعہ حضرت
ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا تم کو حکم ہے کہ کچھ سوال کرو عرض کیا کہ
یا رسول اللہ حضور ہی میرے واسطے سوال کریں حضور نے دُعا کی کہ خداوندا جو نعمت
تو نے سید احمد کبیر کو مرحمت فرمائی ہے قیامت تک جو شخص ان سے زائد حاصل کرے
تو وہ نعمت ان کو بھی عنایت کیجیو۔

فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص یہ کہے جَزَی اللّٰہُ مُحَمَّدًا مَا ھُوَ
اَھْلَہٗ تو خداوند تعالیٰ ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے جو ہزاروں اس کے واسطے دُعا کرتے
ہیں۔

رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ہے جب میرے پاس جبریل آئے اس دُعا کے
پڑھنے کی وصیت کی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ طَیِّبًا وَّ اسْتَعْمِلْنِیْ صَالِحًا۔ فرمایا حاجت براری
کے واسطے مسبعات عشر بھی آئے ہیں ہر ایک دینی و دنیوی مہم کے واسطے دو وقت
پڑھے وہ مہم پوری ہوگی ایک شخص ہمیشہ مسبعات عشر پڑھتا تھا سفر میں اس کو قزاقوں
نے گھیر لیا اور ہلاکت کے درپے ہوئے کہ اتنے میں دس سوار مسلح مگر برہنہ سر غیب
سے پیدا ہوئے اور قزاقوں کو ہلاک کر کے اس شخص کو نجات دی اس نے پوچھا کہ تم
کون ہو انہوں نے کہا ہم سبعات عشر کے مؤکل ہیں جن کو کہ تم روز پڑھتے ہو اس
شخص نے کہا تمہارے برہنہ سر ہونے کی کیا وجہ ہے انہوں نے کہا کہ تم ہر دُعا پر بسم
اللہ نہیں پڑھتے ہو۔ فرمایا قاضی کمال الدین جعفری بداؤں کے حاکم تھے مگر باوجود
کاروبار قضات کے وظائف بھی پڑھتے جب بوڑھے ہوئے تو کسی نے پوچھا کیا اب

وظائف کا کیا حال ہے کہا کہ میں نے مسبعات عشر کو پسند کر لیا ہے کیونکہ جامع اوراد ہے۔ فرمایا شیخ الاسلام شیخ فرید الدین کا ارشاد ہے کہ مسبعات عشر کے بعد یہ دُعا پڑھے تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ چھ بار بندہ سید قطب الدین حسین نے بیان کیا کہ میں نے بھی حضرت شیخ کی زبان سے اسی طرح سُنا ہے کہ مسبعات عشر کے بعد اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ بِرَفْعَتِکَ یَا نَافِعُ یَا دَافِعُ چھ بار پڑھے۔ فرمایا شیخ فرید الدین قدس اللہ روحہ نے فرمایا ہے کہ بدھ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان وقت کو غنیمت سمجھنا چاہئے اور اسی طرح سحری کا وقت غنیمت ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو فرمایا ہے سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ یعنی عنقریب میں تمہارے واسطے اپنے ربّ سے دُعائے مغفرت کروں گا تو بھی سحر کا وقت مراد ہے۔ اس وقت آپ نے کھڑے ہو کر دُعا مانگی اور آپ کے فرزندوں نے آمین کہی تو خداوند تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں نے تم کو بخش دیا اور سب کو نبی بنایا۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ساعت مقبولہ کو جمعہ کے روز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک تلاش کرو اور ایک روایت میں ہے کہ امام کے خطبہ شروع کرنے سے نماز کے پورے ہونے تک وہ ساعت ہے فرمایا جب آدمی خواب سے بیدار ہوا اور فوراً دُعا مانگے خداوند تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ دُعا کرنے کے وقت دونوں ہاتھ متصل رکھے اور یقین کرے کہ دُعا قبول ہو گئی اور گویا اس کے ہاتھ میں کچھ چیز گر رہی ہے۔ واللہ اعلم۔

باب ۱۴

بیعت اور اصل خرقہ کے بیان میں

حضرت شیخ الشیوخ سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں فتح مکہ سے پہلے جب پیغمبر ﷺ عمرہ کرنے تشریف لے گئے ہیں تو کفار مکہ مانع ہوئے حضور نے حضرت عثمان کو گفتگو کرنے کے واسطے ان کے پاس بھیجا اس کے بعد خبر آئی کہ حضرت عثمان کو شہید کر دیا حضور نے تمام صحابہ کو طلب کر کے کفار سے جہاد کرنے پر بیعت کی اور اس وقت حضور ایک درخت سے تکیہ لگائے ہوئے تشریف رکھتے تھے جس کا ذکر قرآن شریف میں بھی ہے اس بیعت کو بیعت الرضوان کہتے ہیں اس کے بعد ایک صحابی ابن اکوع حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی حضور نے فرمایا کیا تم نے پہلے بیعت نہیں کی تھی عرض کیا ہاں کی تھی اور اب میں اس کی تجدید کرنا چاہتا ہوں حضور نے اپنا مبارک ہاتھ بڑھا دیا انہوں نے تجدید بیعت کی اسی حجت سے صوفیائے کرام میں تجدید بیعت مروج ہے اور اگر کسی مرید کا شیخ زندہ نہ ہو تو وہ خرقۂ شیخ کو آگے رکھ کر اسی سے تجدید بیعت کر لے چنانچہ میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم تو خواجہ خضر کے مرید ہیں ایسی باتیں مشائخین ناپسند کرتے ہیں حضرت شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین کے بڑے صاحبزادہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہٗ کے مزار شریف کے پائیں جا کر محلوق ہوئے یہ خبر حضرت خواجہ فرید الدین کو پہنچی آپ نے فرمایا کہ شیخ قطب الدین میرے خواجہ اور مخدوم ہیں مگر وہ بیعت درست ہے جو زندہ کے ہاتھ پر ہو۔ فرمایا بعض لوگ ایک پیر کے مرید ہو کر دوسرے شیخ سے بیعت

کرتے اور خرقہ لیتے ہیں میرے نزدیک یہ کچھ چیز نہیں ہے کیونکہ مرید کو خداوند تعالیٰ کی محبت پیر کی محبت کے اندازہ پر حاصل ہوتی ہے پھر دو پیروں کا مرید ہونا اور خرقہ لینا کیسے درست ہوسکتا ہے۔ بیعت وہی ہے جو پہلے پیر سے ہوگئی اگرچہ وہ پیر [1] حادی سے کیوں نہ ہو۔ فرمایا شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین سہروردی بارہا فرماتے تھے کہ ہر دری اور ہر مہری نہ بنو۔ ایک در پکڑو اور مضبوط پکڑو۔

فرمایا باپ کے شیخ ہونے میں اختلاف نہیں ہے اور بیٹے کے شیخ ہونے میں اختلاف ہے یعنی باپ بیٹے کا مرید ہوسکتا ہے یا نہیں بعض مشائخ فرماتے ہیں ہوسکتا ہے اور بعض فرماتے ہیں نہیں ہوسکتا۔ بندہ نے حضرت شیخ سے سوال کیا کہ منصور حلاج کے مرید ہونے کا کیا حکم ہے فرمایا وہ مردود (طریقت ہیں) پہلے خیر نساج کے مرید ہوئے پھر ان کو چھوڑ کر حضرت جنید سے بیعت کی درخواست کی حضرت جنید نے فرمایا تم خیر نساج کے مرید ہو میں تم کو مرید نہیں کرتا شیخ جنید جو مقتدائے وقت تھے ان کے رد کر دینے سے منصور حلاج سب کے مردود ہو گئے۔ جب شیخ زادہ حسام نے حضور محبوب الٰہی سے مناقشہ کیا ہے بندہ نے ایک روز قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اس وقت اسی حسام کا ذکر ہو رہا تھا فرمایا ایک دفعہ حسام میرے پاس آیا تھا اور اقبال سے کہنے لگا کہ مقراض وکلاہ لے آؤ میں مرید ہوتا ہوں میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس کے سر میں شیخ زادگی سودا بھرا ہوا ہے پھر مجھ سے اس کے مرید ہونے کا کیا مطلب ہے میں خاموش ہو رہا اور میری خاموشی سے اقبال بھی کلاہ و مقراض نہ لایا تو حسام کہنے لگا کہ میں اپنی طرف سے آپ کا مرید ہو گیا آگے آپ جانیں اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ اگر مرید کہے میں مرید ہوں اور شیخ کہے تو میرا مرید نہیں ہے تو وہ مرید ہے اور اگر شیخ کہے کہ تو میرا مرید ہے اور

---

[1] یعنی بکثرت مرید نہ رکھتے ہوں اور مشہور بھی نہ ہوں۔

مرید کہے کہ میں تمہارا مرید نہیں ہوں تو وہ مرید نہیں ہے کیونکہ ارادت مرید کا فعل ہے۔ فرمایا ایک درویش تھے وہ جس کسی کو دیکھتے کہ یہ کسی کا مرید نہیں ہے فرماتے یہ کسی کے پلّہ میں نہیں بیٹھا ہے۔ فرمایا قیامت کے روز اعمال وزن کرنے کے وقت مرید کو پیر کے پلّہ میں بٹھا دیں گے اسی سبب سے بے پیر والے کو کہتے ہیں کہ یہ کسی کے پلّہ میں نہیں بیٹھا ہے یعنی کسی کا مرید نہیں ہے۔ فرمایا میں اجودھن گیا اور حضرت شیخ الاسلام شیخ فرید الدین کی قدم بوسی بجا لا کر بیعت و حلق کے واسطے عرض کیا حضرت شیخ نے اسی وقت مرید کیا اور فرمایا آج میں نے ایک درخت لگایا ہے جس کے سایہ میں بہت سے بندگان خدا آرام کریں گے بعد ازاں شام کے وقت فرمایا کہ اس متعلم غریب کے واسطے چارپائی بچھاؤ جب میں جماعت خانہ میں گیا تو دیکھا کہ چارپائی بچھی ہوئی ہے میں نے کہا کہ ایسے ایسے بڑے بزرگاں تو فرش خاک پر لیٹتے ہیں میں غریب چارپائی پر نہ سوؤں گا یہ خبر مولانا بدر الدین صاحب اسحاق کو پہنچی انہوں نے کہلا بھیجا کہ اپنا کہا کرو گے یا اپنے شیخ کا میں نے کہا کہ میں تو حضرت شیخ ہی کا فرمان بجا لاؤں گا۔ فرمایا حضرت شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین کی خدمت میں جو شخص مرید ہونے پر حاضر ہوتا تو آپ پہلے اس سے فاتحہ اور اخلاص اور آمن الرسول اور شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ تک پڑھواتے اور یہ کہلوائے کہ تو نے اس ضعیف اور اس کے خواجگان اور حضرت رسولِ خدا ﷺ کے ساتھ بیعت کی اور عہد کیا کہ ہاتھ پیر اور آنکھ کو محفوظ رکھے گا اور شریعت کا پابند رہے گا اور جب خرقہ پہناتے تو یہ فرماتے:

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔

فرمایا ایک شخص خواجہ اجل سرزی کا مرید ہوا اور اس انتظار میں رہا کہ شیخ مجھ کو کچھ وظیفہ بتائیں گے شیخ نے فرمایا جو بات اپنے واسطے پسند نہ کرے دوسرے

کے واسطے بھی پسند نہ کیجیو اور جو اپنے واسطے چاہے دوسروں کے واسطے چاہیو۔ یہ مرید سُن کر چلا گیا اور چند روز کے بعد پھر آیا اور عرض کیا کہ اس روز جو میں مرید ہوا تھا تو منتظر تھا کہ حضرت مجھ کو کچھ وظیفہ بتلا دیں گے اور آج بھی حاضر ہوا ہوں شیخ نے تبسم کر کے فرمایا اس روز میں نے تجھ کو یہ سبق دیا تھا کہ جو کچھ اپنے واسطے پسند نہ کرے دوسروں کے واسطے بھی پسند نہ کیجیو جب تو نے یہی سبق یاد نہ کیا تو اب آگے کیا سبق دوں۔ فرمایا ایک شخص ایک بزرگ کا مرید ہوا ان بزرگ نے فرمایا کہ دو باتیں نہ کیجیو ایک دعویٰ خدائی اور ایک پیغمبری مرید نے اس کی تفصیل چاہی ان بزرگ نے فرمایا کہ ہر کام اپنی مرضی کے موافق چاہنا دعویٰ خدائی ہے اور تمام لوگوں سے اپنی دوستی چاہنی کہ اگر تجھ کو دوست نہ رکھیں تو مؤمن اور رستگار نہ ہوں دعویٰ پیغمبری ہے۔ فرمایا ایک شخص ایک بزرگ کا مرید ہوا ان بزرگ نے فرمایا ہاتھی کا گوشت نہ کھائیو مرید نے دل میں کہا کہ ہاتھی کا گوشت شریعت میں حرام ہے مگر اس فرمان میں ضرور کچھ حکمت ہوگی چند روز کے بعد یہ شخص سفر میں گیا راستہ میں کھانے کی چیز نہ ملی آخر ایک ہاتھی مردہ ملا اسکے ساتھ والوں نے اس کا گوشت پکا کر خوب کھایا اور اس نے پیر کے منع کرنے کے موافق نہ کھایا پھر یہ سب لوگ سو رہے رات کو ہتنی آئی اور سب لوگوں کے مُنہ سونگھ کر مار ڈالا اس کے مُنہ سے جو بدبو نہ آئی تو اس کو کچھ نہ کہا اور یہ صحیح وسلامت اپنے گھر پہنچا۔ علی بن محمود جاندار کہ بندۂ درویشاں و از سرو دیدہ خاک قدم ایشاں ہے عرض کرتا ہے کہ اخیر ماہ شعبان میں حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے بیعت کی عرضداشت کی فرمان ہوا کہ آج رات کو مرید کروں گا بعد ازاں پیر کے روز تیرھویں ماہ مبارک رمضان ۷۰۸ھ میں تجدید بیعت سے مشرف ہوا اور حضور نے اپنے دست مقدس سے قصر [1] فرمایا۔

---

[1] یعنی قینچی سے پیشانی کے بال کترے۔

فرمایا شب معراج میں حضور ﷺ کو جناب ربّ العزت سے ایک خرقہ عنایت ہوا تھا جس کو خرقہ فقر کہتے ہیں بعد ازاں حضور نے تمام صحابہ کو طلب فرما کر ارشاد کیا کہ مجھ کو خداوند تعالیٰ نے ایک خرقہ مرحمت کیا ہے اور میں تم میں سے اس شخص کو دوں گا جو میرے سوال کا جواب ٹھیک ٹھیک دے بعد ازاں حضور نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تم کو وہ خرقہ دوں تم کیا بات اختیار کرو گے۔ عرض کیا صدق و صفا اور طاعت و عطا اختیار کروں گا۔ پھر آپ نے یہی سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا انہوں نے جواب دیا کہ میں عدل و انصاف کروں گا پھر حضور نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا انہوں نے عرض کیا کہ انصاف و سخاوت و حیا کروں گا پھر حضور نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا آپ نے جواب دیا کہ میں بندگان خدا کی عیب پوشی اور پردہ داری کروں گا حضور نے فرمایا یہی جواب درست ہے اور خدا کا مجھ کو یہی حکم تھا کہ جو یہ جواب دے اس کو خرقہ عنایت کرنا۔ فرمایا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور خواجہ قطب الدین بختیار اور خواجہ فرید الدین مسعود ایک حجرہ میں تشریف رکھتے تھے حضرت خواجہ معین الدین نے خواجہ قطب الدین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اس جوان کو مجاہدہ کراتے کراتے جلا دو گے اس کو کچھ بخشش کرو پھر حضرت معین الدین کھڑے ہو گئے اور حضرت فرید الدین سے فرمایا کہ اُٹھو کھڑے ہو میں تم پر بخشش کرتا ہوں چنانچہ خواجہ معین الدین دائیں طرف اور خواجہ قطب الدین بائیں طرف کھڑے ہوئے اور حضرت خواجہ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ پر از حد بخشش و عنایت فرمائی اور خلیفہ کیا۔ فرمایا حضرت شیخ فرید الدین دو ہفتہ کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور شیخ بدر الدین غزنوی و عزیزان دیگر ہمیشہ خدمت میں حاضر رہتے اور شیخ بدر الدین غزنوی و خواجہ شاہی کو حضرت کے خادم تھے یہ تمنا تھی کہ حضرت کے بعد حضرت کی جگہ بیٹھیں مگر حضرت

نے آخیری وقت یہ وصیت فرمائی کہ جامہ اور عصا اور مصلّٰی اور نعلین چوبیں فرید الدین مسعود اجودھنی کو دے دینا۔ حضرت شیخ فرید الدین اس وقت ہانسی میں تھے اور اسی شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ قطب الدین آپ کو بلاتے ہیں چنانچہ آپ صبح ہی روانہ ہوئے اور چوتھے روز دہلی پہنچ گئے۔ قاضی حمید الدین ناگوری نے وہ تمام تبرکات آپ کے حوالہ کئےؒ اور آپ نے شکریہ کے دوگانہ ادا کر کے وہ جامہ زیب تن فرمایا اور سات روز حضرت خواجہ کے مکان میں رہ کر پھر ہانسی چلے گئے اور ہانسی جانے کا سبب یہ ہوا کہ حضرت خواجہ کے مکان میں ایک شخص انتظام طعام پر مقرر تھے انہوں نے دروازہ پر ایک شخص سرہنگ نام کو دربان مقرر کیا تھا۔ ایک روز حضرت بابا فرید کی خدمت میں ایک شخص ہانسی سے آیا دربان نے اس کو اندر جانے نہ دیا کئی بار ایسا ہی ہوا آخر ایک روز حضرت بابا صاحب باہر تشریف لے گئے تو یہ شخص آپ کے قدموں میں گر کر زار زار رونے لگا آپ نے دریافت کیا کہ کیا سبب ہے اس نے کہا کہ میں نے کئی بار خدمت میں حاضر ہونا چاہا مگر دربان نے جانے نہ دیا آپ نے دربان سے فرمایا کہ تجھ کو کس نے نصب کیا ہے۔ دربان نے کہا ان شخص نے جو کھانے کا انتظام کرتے ہیں حضرت بابا صاحب نے فرمایا پیران چشت کے مکان میں دربان کا کیا کام میں پھر ہانسی ہی میں جاتا ہوں لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ نے تو آپ کے لئے یہی مقام فرمایا ہے آپ دوسری جگہ کیوں جاتے ہیں آپ نے فرمایا شیخ نے جو نعمت مجھ کو عنایت فرمائی ہے وہ جیسی کہ شہر میں ہے ویسی ہی جنگل میں ہے بعد ازاں آپ ہانسی تشریف لے گئے۔ فرمایا حضرت شیخ فرید الدین نے مجھ کو یہ دُعا تعلیم کی اور فرمایا کہ اس کو یاد کر لو تو پھر میں تم کو اپنا خلیفہ بناؤں گا۔ اَللّٰھُمَّ یَا دَآئِمَ الْفَضْلِ عَلَی الْبَرِیَّۃِ وَ یَا بَاسِطَ الْیَدَیْنِ بِالْعَطِیَّۃِ وَ یَا صَاحِبَ الْمَوَاھِبِ السَّنِیَّۃِ وَ یَادَافِعَ الْبَلَآءِ وَ الْبَلِیَّۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ الْوَرٰی

السَّجِيَّةِ وَ عَلٰى اٰلِهِ الْبَرَرَةِ التَّقِيَّةِ وَاغْفِرْلَنَا وَلِوَالِدَيْنَ وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ رَبَّنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَ اَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ بِفَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ [1]۔ میں نے یہ دُعا یاد کر لی اور شہر میں روز پڑھتا رہا پھر چھبیسویں ماہِ رمضان ۶۶۰ھ میں جو حاضر خدمت ہوا تو فرمایا کہ تم کو یاد ہے میں نے کیا وعدہ کیا تھا میں نے عرض کیا کہ ہاں یاد ہے فرمایا کہ خدائے کریم تم کو نیک بخت کرے اور اپنی مرضی کے عمل نصیب فرمائے اَسْعَدَكَ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ وَ رَزَقَكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّ عَمَلًا مَّقْبُوْلًا اور فرمایا کہ تم ایسے درخت بنو گے کہ تمہارے سایہ میں خلق خدا آرام کرے گی اور فرمایا مجاہدہ کرنا چاہئے تاکہ استعداد حاصل ہو بعد از مولینا بدر الدین نے اسحاق سے ارشاد کیا کہ کاغذ لا کر اجازت نامہ لکھ دو انہوں نے اجازت نامہ تیار کیا۔ حضور نے اپنے دستِ خاص سے اجازت نامہ اور خلعت مجھ کو عنایت فرما کر ارشاد کیا کہ ہانسی میں مولنا جمال الدین کو اور دہلی میں قاضی منتجب کو دکھا دینا شیخ نجیب الدین متوکل کا نام نہیں لیا جس کے سبب سے مجھ کو خیال ہوا کہ شاید حضرت ان سے ناخوش ہیں پھر جب میں دہلی پہنچا تو معلوم ہوا کہ نویں ماہ رمضان شریف کو شیخ نجیب الدین متوکل نے انتقال فرمایا۔ حضرت کے فرمان کے مطابق جب میں ہانسی پہنچا اور شیخ جمال الدین ہانسوی کو اجازت نامہ دکھایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور یہ بیت پڑھا۔ **بیت**

خدائے جہان فراوان سپاس　　　　که گوہر سپردہ بہ گوہر شناس

---

[1] اے اللہ اے مخلوق پر ہمیشہ فضل رکھنے والے اے عطا و بخشش کے ساتھ دونوں ہاتھ کھولنے والے اور اے اچھی اچھی بخششوں والے اور اے بلا و بلیات کو دفع کرنے والے بہترین مخلوق حضرت محمد اور ان کی پاکیزہ و نیک آل پر درود بھیج اور ہم کو اور ہمارے والدین اور کل مؤمن مردوں اور عورتوں کو بخش دے اے ہمارے پروردگار ہم کو مسلمان ماریو اور اپنے فضل رحمت سے ہم کو نیک لوگوں میں شامل کیجیو اے بڑے رحم والے۔

اور چند ہی روز میری مہمانی اور ضیافت کر کے رُخصت کیا۔

بندہ علی بن محمود عرض کرتا ہے کہ پھر جو میں حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہوا تو مولٰنا فصیح الدین نے عرض کیا کہ خلافت مشائخ کن لوگوں کے لائق ہے فرمایا اس شخص کے جس کے دل میں بھی خلیفہ ہونے کا خیال نہ ہو بعد ازاں فرمایا کہ جس روز حضرت خواجہ فرید الدین نے مجھ کو خیفہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ میں ایک متعلم شخص ہوں یہ کام مجھ سے کیونکر ہو گا فرمایا تم سے خوب ہو گا اور جو شخص خود خلافت طلب کر کے لیتا ہے اس سے واقعی یہ کام درست نہیں ہوتا۔ شیخ ظہیر الدین سقا میرے پاس آئے اور کہا میں بھی مرید کرتا ہوں میں نے کہا آپ کو شیخ بہاء الدین زکریا نے اجازت دے دی ہے انہوں نے کہا خیر میں خاموش ہو رہا بعد ازاں فرمایا اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود شیخ الاسلام نے ان کو اجازت دی تھی۔ قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا کہ مشائخ نے بعض مریدوں کو اجازت دی ہے مگر ان میں مشائخ کا سا معاملہ نہیں دیکھا جاتا فرمایا مشائخ کی خلافت کئی قسم کی ہے ایک خلافت یہ ہے کہ شیخ کے دل میں خدا الہام کرے کہ فلاں مرید کو خلیفہ کر دو یہ خلافت محض رحمانی ہے اور ایک یہ ہے کہ شیخ مرید کو لائق اور نیک دیکھ کر خلیفہ بنائیں اس کا پہلی خلافت سے کم درجہ ہے اور اس میں غلطی بھی ہو جاتی ہے اور ایک خلافت یہ ہے کہ شیخ سے سفارش کرا کر خلافت لے تو یہ خلافت وہی ہے (یعنی ان لوگوں کی جن کا معاملہ مشائخ کے موافق نہیں ہوتا) بعد ازاں فرمایا کہ خواجہ فخر الدین صفاہانی شیخ الاسلام شیخ فرید الدین کے مرید اور خیفہ تھے انہوں نے ایک شخص داؤد نام کو حضرت کی خدمت میں بھیج کر عرض کرایا کہ مجھ سے بہت لوگ مرید ہونا چاہتے ہیں خلافت عطا فرمائی جائے میں اس وقت خدمت شریف میں حاضر تھا فرمایا کہ یہ کام حق کا ہے آرزو کا نہیں ہے جو اس کے قابل ہوتا ہے اس کو بغیر مانگے مل جاتی ہے الغرض

تیسری بار انہوں نے پھر عرض کرایا حضور نے مجھ سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو۔ میں نے عرض کیا مخدوم حاکم ہیں یہ شخص بظاہر درویش معلوم ہوتے ہیں تب حضور نے ان کو خلافت عنایت کی مولانا بدر الدین اسحٰق سے اجازت نامہ لکھوا کر بھجوا دیا۔ پھر دہلی میں جب ان فخر الدین سے میری ملاقات ہوئی میں نے اس مجلس کی تکلیف بیان کرنی شروع کی جس میں حضرت شیخ سے ان کی خلافت کے واسطے التماس کیا تھا ان کو سخت دشوار معلوم ہوا۔ میں نے دل میں کہا کہ ان کی نسبت شیخ نے جو کچھ فرمایا وہی حق تھا اور میں غلطی پر تھا بعدہٗ فرمایا ایسی اجازت جو شیخ کی خوشی سے نہ ہو ٹھیک نہیں ہے یعنی اس میں برکت نہیں ہوتی۔ فرمایا حضرت شیخ الاسلام خواجہ فرید الدین کے ایک مرید یوسف نام تھے ایک دفعہ نہایت افسوس کے ساتھ حضرت کی خدمت میں عرض کرنے لگے کہ میں برسوں سے یہاں پڑا ہوا ہوں حضرت میرے اُوپر کچھ کرم نہیں فرماتے اور لوگ چند ہی روز میں بہت سی نعمتیں لے کر چلے جاتے ہیں۔ غرضیکہ اسی قسم کی بہت سی باتیں کہیں حضرت نے ان کے جواب میں ارشاد کیا کہ اس میں میری تقصیر نہیں ہے تمہاری استعداد و قابلیت بھی ہونی ضروری ہے اور نیز جب خدا ہی نہ دے تو میں کیا کروں۔ یوسف اسی طرح شکایت کرتے رہے کہ اتنے میں ایک چھوٹا سا لڑکا سامنے آیا اور وہیں اینٹوں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ حضرت نے اس بچہ سے کہا کہ میرے واسطے ایک اینٹ اُٹھا لا لڑکا ایک اینٹ بہت عمدہ چھانٹ کر اُٹھا لایا پھر آپ نے فرمایا کہ ایک اور اینٹ ان یار کے واسطے اُٹھا لا لڑکا ایک عمدہ اینٹ ان کے واسطے بھی لے آیا پھر آپ نے فرمایا کہ ایک اینٹ ان کے واسطے بھی لاؤ لڑکے نے آدھی اینٹ لا کر شیخ یوسف کے آگے رکھ دی۔ حضرت نے فرمایا لو اب اس بات کو میں کیا کروں تمہارے نصیب ہی میں اس قدر ہے تو پھر مجھ پر کیا الزام۔

فرمایا ایک بزرگ صاحب نعمت و بخشش خواجہ اجل سرزی کے مرید تھے

ایک دفعہ مجمع کثیر میں برسر منبر ان بزرگ نے بیان کیا کہ اے مسلمانو! جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ مجھ کو خواجہ اجل سرزی سے ایک نعمت پہنچی تھی اور میں چاہتا تھا کہ وہ نعمت اپنے فرزند کو دوں مگر آج رات مجھے حکم ہوا کہ یہ نعمت امیر عالم ولوالجی کو دے دو۔ امیر عالم اس مجلس میں موجود تھے ان بزرگ نے ان کو منبر کے آگے طلب کیا اور اپنا آب دہن ان کے منہ میں ڈال دیا حضرت شیخ فرید الدین یہی فوائد بیان فرما رہے تھے کہ ایک درویش گیلان کی طرف سے حاضر خدمت ہوا حضرت نے دریافت فرمایا کہ تم بغداد میں خواجہ عبد الرحمٰن سے بھی ملے اس نے عرض کیا جی ہاں بڑے بزرگ تھے ایک سال ہوا کہ انتقال فرمایا ہے قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ یہ خرقۂ ارادت کن بزرگ سے رکھتے تھے فرمایا کہ شیخ سعد الدین حموی ان کے ہم شجرہ ہیں اور ان کے شجرہ میں شیخ نجم الدین کبریٰ کا نام ہے پھر حضرت نے ان درویش سے دریافت کیا کہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے فرزندان میں سے بھی کوئی بغداد میں ان کا صاحب سجادہ ہے۔ درویش نے عرض کیا کہ جی ہاں شیخ کے پوتے شہاب الدین لقب اس وقت برسر سجادہ ہیں حضرت نے فرمایا وہ کس کام میں مشغول رہتے ہیں۔ عرض کیا کہ ان کے خاندان کی جاگیر و املاک انہیں کے متعلق ہے اور وہ آسودگی کے ساتھ بسر کر رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا میں نے سُنا ہے کہ وہ کار بار سلطانی بھی انجام دیتے ہیں درویش نے عرض کیا جی ہاں ان ممالک کے تمام اوقاف کی تولیت انہیں کے سپرد ہے۔ حضرت شیخ ادام اللہ برکاتہٗ نے سر مبارک ہلا کر اور ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا اِبْنُ النَّجِیْبِ لَا یَنْجُبُ اِنْ نَجُبَ فَعَجَبٌ یعنی نجیب کا بیٹا نجیب نہیں ہوتا اور اگر نجیب ہو جائے تو تعجب ہے۔ فرمایا ایک بزرگ نے اس قصہ کی علت یہ بیان فرمائی ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنی قدرت دکھاتا ہے تاکہ بندے اپنے عجز کا اقرار کریں اور تمام باتوں کو خدا ہی کی طرف سے جانیں یعنی جو شیخ کہ

مریدوں کی تکمیل کرتا ہے وہ اپنی اولاد کی تکمیل پر قادر نہیں ہے حالانکہ اولاد سب سے زیادہ اس کو عزیز ہوتی ہے۔ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ [1] پڑھ کر تمام باتیں خدا کی طرف سے تصور کرے۔ بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی کہ حدود غزنیں میں ایک بڑے عالی مقام بزرگ سالہا سال سے سجادہ شیخی پر مستقیم تھے جب ان کے انتقال کا وقت قریب پہنچا تو لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کے سجادہ پر کون قائم مقام ہو فرمایا میرے فرزندان اس کے قابل نہیں ہیں ہاں یہ غلام زیرک نام اس کے قابل اور لائق ہے اسی کو میں حکم دیتا ہوں کہ میرے بعد سجادہ نشین ہو۔ غلام نے عرض کیا کہ حضرت کی وفات کے بعد حضرت کے فرزندان مجھ کو سجادہ نشین دیکھ کر زندہ بھی نہ چھوڑیں گے شیخ نے فرمایا خاطر جمع رکھ وفات کے بعد بھی مجھ میں اتنی قوت ہوگی کہ ان کے شر کو دفع کر دوں گا الحاصل شیخ کے بعد اس غلام نے سالہا سال سجادہ نشینی کی۔ مولانا رکن الدین کہ حضرت شیخ کے اعلیٰ مریدان سے ہیں اس وقت خدمت میں حاضر تھے عرض کرنے لگے کہ اس ملک میں بھی ایک غلام بزرگ صفت مبارک نفس تھے جو شخص ان سے دُعا کی درخواست کرتا فرماتے اس دُعا کو پڑھا کرو تمہارا ایمان سلامت رہے گا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِیْمَانًا بِاللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَمَانًا مِّنَ اللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَمَانَتًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَعَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ۔ حضرت نے ارشاد کیا یہی تہلیل بصارت دیگر آئی ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَبْلَ کُلِّ حَیٍّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ مولانا رکن الدین نے عرض کیا کہ ایک اور بزرگ تھے جو شخص ان سے وصیت چاہتا فرماتے۔ مولانا رکن الدین نے زمین خدمت کو بوسہ دے کر استغفار پڑھی اور عرض کیا کہ

---

[1] اے خدا جس کو تو چاہے عزت دے اور جس کو تو چاہے ذلت دے تو زندہ کو مردہ میں سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ میں سے نکالتا ہے۔

بے شک مجھ سے خطا ہوئی میں نے بھول کر اس لفظ کے بجائے می رود کہہ دیا تھا درحقیقت میں نے وہی لفظ سنا تھا جو مخدوم نے فرمایا۔

حضرت خواجہ نے فرمایا دُعا کے انہیں الفاظ میں زیادہ برکت ہوتی ہے جو ٹھیک ہوتے ہوں۔

بندہ عشاء کی نماز کے بعد جماعت خانہ میں بیٹھا تھا ملک الشعرا حضرت امیر خسرو تشریف لائے اور کہنے لگے کہ پہلے تو آپ کو شطرنج کی بہت مشق تھی اب کیسا حال ہے میں نے کہا پہلے تو میرا یہ شوق تھا کہ اگر حج بھی ادا کرتا تو شطرنج نہ چھوڑتا اور جب سے حضرت خواجہ کا مرید ہوا ہوں بالکل شطرنج کی ہوس جاتی رہی۔

حضرت امیر خسرو کا قاعدہ تھا کہ شب کو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے چنانچہ اس وقت بھی میرے پاس سے اُٹھ کر تشریف لے گئے اور مجھ سے جو گفتگو ہوئی تھی سب عرض کی حضرت نے چشم پر آب کی۔ امیر خسرو نے عرض کیا کہ حضور نے اس ضعیف میں کیا دیکھا ہے جو یاران کے درمیان بیعت فرمایا۔ حضرت کے آگے ایک انار رکھا تھا امیر خسرو کو عنایت کر کے فرمایا کہ اس کو لے جاؤ اور علی شاہ جاندار کے ساتھ کھالو امیر خسرو میرے پاس واپس آئے اور مجلس اقدس کا تمام حال بیان کیا بندہ کو بشارت تازہ حاصل ہوئی اور ہم دونوں نے وہ انار نوش کیا۔

فرمایا مولینا تقی الدین مجنون نے ایک رقعہ لکھ کر دو آدمیوں کے ساتھ میرے پاس بھیجا ہے کہتے ہیں کہ ان دونوں نے میرے سامنے توبہ کی ہے آپ ان کو مرید کر لیجئے اب میں اس تردد میں ہوں کہ بعض مشائخ کے نزدیک توبہ اور ارادت ایک چیز ہے۔

فرمایا شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں سترہ روز رہے اور وہ نعمت و کرامت حاصل کی جو اور لوگوں نے

برسوں میں بھی حاصل نہ کی تھی یہاں تک کہ بعض یاران قدیم کا اس بات سے مزاج متغیر ہوا حضرت شیخ شہاب الدین کو بھی یہ خبر ہوئی فرمایا تم لوگ گیلی لکڑیاں لے کر آئے تھے جو بہت دیر میں آگ کو قبول کرتی ہیں اور بہاء الدین زکریا خشک لکڑی لایا تھا جو ایک پھونک میں بھڑک اٹھی۔ فرمایا خواجہ سنائی غزنین کے رہنے والے تھے یہ ظاہر ہے کہ شاعری میں ان کا کیا مقام تھا اور ان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیائے حق سے تھے۔ شیخ شبیہ سلطان محمود غزنوی کے استاذ اور شیخ آدم خواجہ سنائی کے والد ایک دوسرے کے پڑوسی تھے۔ خواجہ سنائی کی ولادت سے پہلے شیخ شبیہ نے خواب دیکھا کہ شیخ آدم کے ہاں فرزند پیدا ہوا ہے مخدوم اس کا نام رکھا اور اس کو علم پڑھایا اور وہ شاعر ہوا پھر مر گیا اور قیامت قائم ہوئی اس لڑکے کو قضا کی کرسی کے سامنے لے گئے اور حکم ہوا کہ اپنا دیوان لا اور کچھ پڑھ اس نے اپنا قصیدہ پڑھا حکم ہوا کہ ہم نے تیرے قصیدے کے طفیل میں تمام اہل غزنین کو بخش دیا۔ شیخ شبیہ یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوئے اور شیخ آدم کو سنایا جب شیخ شبیہ کی وفات ہوگئی تو خواجہ آدم کے ہاں فرزند پیدا ہوا مخدوم اس کا نام رکھا۔ اس لڑکے نے کچھ نہ پڑھا شیخ آدم فرزند کی اس حالت سے متفکر تھے اور کہتے تھے یہ لڑکا تو پڑھتا نہیں ہے اور شیخ شبیہ ولی کامل تھے انہوں نے یہ خواب بیان کیا تھا پھر یہ کیونکر ہوگا آخر انہوں نے بیٹے کو لے جا کر شیخ شبیہ کا مزار دکھلایا اور کہا اس قبر پر حاضر رہا کرو اور شیخ عثمان کے والد نے بھی ان کو شیخ شبیہ کے مزار پر پہنچایا کیونکہ انہوں نے بھی خواجہ سنائی کی طرح کچھ نہ پڑھا تھا۔ الغرض شیخ عثمان اور خواجہ سنائی دونوں اپنے والدوں کی وصیت کے سوا حق یہاں حاضر رہتے ایک روز کسی مجذوب کا ادھر گزر ہوا اور اس نے ان سے کھانے کی فرمائش کی ان دونوں نے روٹی سالن حاضر کیا۔ مجذوب نے جس کے ہاتھوں سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے کھانا شروع کیا خواجہ سنائی اور شیخ عثمان

بھی بلا کرامت شریک ہوئے۔ مجذوب نے فرمایا جب تک آدمی خون نہیں کھاتا مطلب کو نہیں پہنچتا پھر خواجہ سنائی سے ارشاد کیا کہ تمہارے اُوپر حکمت کے دروازے کھول دیئے اور خواجہ عثمان سے فرمایا تمہارے اُوپر محبت کے دروازے کھل جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان مجذوب کی برکت سے خداوند تعالیٰ نے خواجہ سنائی پر حکمت کے اور شیخ عثمان پر محبت کے دروازے مفتوح فرمائے۔

فرمایا اولیاء اللہ سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے مگر کسی جگہ زیادہ ہوتے ہیں جیسے کہ لوگوں کا مقولہ ہے کہ غزنی میں اولیاء پیدا ہوتے ہیں مطلب یہ کہ وہاں بہت سے اولیاء اللہ آسودہ ہیں۔ فرمایا اگر آدمی مدتوں سحر کے وقت دُعا کر کے حاصل کرے پھر بھی وہ نعمت حاصل نہیں ہوتی جو کسی صاحب دل کی نظر کرم سے مل جاتی ہے۔ بعض کو بغیر چاہے مل جاتا ہے اور بعض کو چاہنے سے بھی نہیں ملتا۔

باب ۱۵

آداب کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم حضرت خواجہ نظام الحق و الملتہ والدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے اپنے پیر سے ایک رومال حاصل کیا تھا ہر وقت اس کو اپنے پاس رکھتے اور برکت لیتے ایک دفعہ آپ سوئے ہوئے تھے کہ اتفاقاً آپ کا پیر اس رومال مبارک پر جا پڑا فوراً آپ بیدار ہوئے اور اس قدر قلق و اضطراب ہوا کہ فرماتے تھے قیامت کے روز بھی میں اسی رنج و افسوس میں قبر سے اُٹھوں گا۔ حضرت شیخ حجرۂ یاراں کی چھت پر بالاخانہ میں تشریف فرماتے تھے اور قاضی محی الدین کاشانی اور یہ ضعیف سامنے حاضر تھے کہ حضرت کے مریدان سے ایک شخص فخر الدین صالونگری حاضر ہوا اور قدم بوسی بجا لا کر ہدیہ پیش کیا اور کھڑا ہو گیا حضرت نے اس کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ یاراں کے پس پشت بیٹھنے کے واسطے اُلٹے قدموں ہٹنے لگا۔ حضرت نے فرمایا ہوش رکھو گر نہ پڑنا بعد ازاں میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ حضرت شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہٗ کبھی کبھی ڈولہ میں سوار ہو کر صحرا میں تشریف لے جاتے اور درخت کے سایہ میں بیٹھ کر یاد حق میں مشغول ہوتے عصا اور نعلین چوبین مجھ کو مرحمت فرمایا کرتے ڈولے کے سامنے سے اُلٹے پیروں واپس ہوتا اور گر پڑتا۔ حضرت فرماتے سیدھے جاؤ سیدھے۔ فرمایا مرید کو وہی کرنا چاہئے جو پیر حکم فرمائے اور پیر ایسا ہونا چاہئے جو احکام شریعت و طریقت کا عالم ہوتا کہ مرید کو کسی غیر مشروع چیز کا حکم نہ دے اور اگر کسی مختلف فیہ چیز کا پیر حکم دے تو مرید بجا لائے کیونکہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ

رَحْـــمَةٌ یعنی میری اُمت کا اختلاف رحمت ہے۔ مرید اپنے شیخ کو مجتہد سمجھ کر اس کا فرمان بجا لائے۔ مرید ہونے کو تحکم کہتے ہیں یعنی مرید پیر کو اپنے اُوپر حاکم بناتا ہے پس اگر مرید پیر کا حکم نہ مانے گا تو یہ محکوم نہ ہوگا فرمایا جو مرید پیر کے قول و فعل کا منکر ہو تو وہ مرید نہیں ہے۔ فرمایا پچھلے دنوں ایک بزرگ زادہ شام و روم کی سیاحت کرتے ہوئے میرے پاس آئے تھے جب یہاں آ کر بیٹھے تو خواجہ وحید مرتشی میرے پاس آئے اور سر زمین پر رکھا ان مسافر نے آواز دی کہ ایسا نہ کرو سجدہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں آیا ہے اور بہت غلبہ کرنے لگے میں نے کہا کہ اس قدر غلبہ نہ کرو۔ جو حکم کہ پہلے فرض ہو پھر اس کی فرضیت اُٹھ جائے تو اجتناب باقی رہتا ہے۔ جیسے روز عاشورہ کا روزہ جو پہلی اُمتوں پر اور حضور ﷺ کے زمانہ میں جو رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے فرض تھا جب اس کی فرضیت جاتی رہی تو اجتناب باقی رہا۔ اسی طرح پہلے زمانہ میں رعیت بادشاہ کو اور شاگرد استاد کو اور اُمت پیغمبر کو سجدہ کرتے تھے جب حضور کے زمانہ میں اس سجدہ کی فرضیت جاتی رہی تو اب اباحت باقی ہے۔ وہ شخص خاموش ہو رہے۔ فرمایا میرے سامنے لوگ سر زمین پر رکھتے ہیں میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا مگر چونکہ میرے مشائخ کے سامنے ایسا کرتے چلے آئے ہیں لہٰذا منع بھی نہیں کر سکتا کیونکہ منع کرنے سے یا تجہیل مشائخ لازم آتی یا ان کا تفسق لازم آتا ہے۔

فرمایا میں نے شیخ رفیع الدین سے سنا ہے کہتے تھے کہ میرا ایک رشتہ دار خواجہ اجل سرزی کا مرید تھا جب اس مرید کو گرفتار کر کے قتل کرنے کے واسطے کھڑا کیا تو جلاد نے اس کا منہ قبلہ کی طرف کیا اور اس طرح کھڑے ہونے سے خواجہ اجل کا مزار اس کے پس پشت ہوتا تھا اس نے فوراً ہی قبلہ کی طرف پشت کر کے مزار کی طرف مُنہ کر لیا جلاد نے کہا تم قبلہ کی طرف سے کیوں منہ پھیرتے ہو اس نے کہا تو

اپنا کام کر میں نے اپنے قبلہ کی طرف منہ کر لیا ہے۔ فرمایا شیخ بدر الدین غزنوی کے واسطے ملک نظام الدین خریطہ دار نے خانقاہ بنائی اور شیخ اس میں جا کر رہے مگر کچھ حالت بہتر نہ ہوئی اور نظام الدین خریطہ دار کے کام میں بھی فتور واقع ہوا تب شیخ بدر الدین نے حضرت شیخ فرید الدین نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں یہ رقعہ لکھا ایک شخص نے میرے واسطے خانقاہ بنائی تھی اب اس کام میں پریشانی لاحق ہوئی لہٰذا میں بھی پریشان ہوں اور یہ بیت بھی لکھا۔ **بیت**

فرید الدین ملّت یار بہتر
کہ بادش در کرامت زندگانی
دریغا خاطرم گو جمع بودے
بحدر حش کر دے شکر فشانی

حضرت شیخ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ جو شخص پیران خانقاہ سے نہ ہو اور پھر علیحدہ خانقاہ بنا کر بیٹھے وہ ایسا ہی دیکھے گا۔

فرمایا حضرت شیخ فرید الدین جب زیادہ بیمار ہوئے اور ماہ رمضان آیا تو آپ افطار فرماتے تھے ایک روز یاران آپ کو خربوزہ کی پھاکیں کر کے کھلا رہے تھے کہ ایک قاش آپ نے مجھ کو عنایت کی میں نے دل میں خیال کیا کہ حضرت کی عنایت کی ہوئی نعمت مجھ کو کہاں نصیب ہے اور اس کو کھا لوں قریب تھا کہ اس کو کھا جاؤں جو حضرت نے فرمایا کہ تم نہ کھاؤ تم کو شرعی رخصت نہیں ہے۔

فرمایا ایک دفعہ حضرت شیخ فرید الدین کے ہاتھ میں ایک دُعا تھی فرمایا اس دُعا کو کون یاد کرتا ہے میں نے عرض کیا حکم ہو تو میں یاد کر لوں حضرت نے وہ دُعا مجھ کو دے دی۔ میں نے عرض کیا ایک بار حضور کے سامنے پڑھ بھی لوں فرمایا بہتر ہے میں نے پڑھی تو ایک جگہ آپ نے اعراب میں اصلاح فرمائی حالانکہ جس طرح

میں نے پڑھا تھا اس کے یہی معنی تھے۔ پھر میں نے دوبارہ حضرت کو سنائی اور اسی طرح پڑھی جس طرح آپ نے بتائی تھی پھر جب میں خدمت شریف سے باہر آیا تو مولٰنا بدر الدین اسحٰق نے کہا کہ تم نے خوب کیا جو اعراب حضرت کے فرمان کے مطابق پڑھی میں نے کہا اگر سیبویہ جو اس علم کا بانی اور دیگر علماء جنہوں نے یہ قواعد بنائے ہیں مجھ سے کہیں کہ خلاف فرمودہ شیخ پڑھو تو میں ہرگز نہ پڑھوں مولٰنا نے کہا جیسا کہ تم حضرت شیخ کا ادب ملحوظ رکھتے ہو ہم میں سے کسی کو میسر نہیں ہے۔ فرمایا ایک دفعہ بلا قصد مجھ سے حضرت شیخ کی خدمت میں جرأت ہو گئی تھی اور وہ یوں ہوا تھا کہ ایک روز کتاب عوارف آپ کے آگے رکھی تھی اور آپ اسی کے فوائد بیان فرما رہے تھے مگر چونکہ اس نسخہ کا خط باریک اور کچھ سقیم بھی تھا اس کے پڑھنے میں قدرے توقف واقع ہوتا میں نے عرض کیا شیخ نجیب الدین متوکل کے پاس میں نے صحیح نسخہ دیکھا ہے میری یہ بات خاطر مبارک میں گراں گزری اور دو تین بار فرمایا کہ اس درویش میں سقیم نسخہ کے صحیح کرنے کی قوت نہیں ہے میں نہ سمجھا کہ میری نسبت یہ ارشاد ہے مولٰنا بدر الدین نے فرمایا کہ تمہاری نسبت فرما رہے ہیں میں یہ سنتے ہی کھڑا ہوا اور سر برہنہ کر کے قدموں میں رکھ دیا اور عرض کیا کہ نعوذ باللہ منہا میرا مقصد یہ نہیں تھا کہ مخدوم کی کتاب سقیم ہے غرضیکہ ہر چند میں نے معذرت کی مگر اثر بے رضائی اسی طرح قائم رہا تب وہاں سے اُٹھ کر کنویں پر پہنچا اور قصد کیا کہ اس کے اندر گر پڑوں پھر سوچا کہ یہ بدنامی مرنے سے نہ جائے گی حضرت شیخ کی خدمت ہی میں واپس چل۔ حضرت شیخ کے ایک فرزند شہاب الدین نام میرے بڑے دوست تھے انہوں نے نہایت خوبی کے ساتھ میری سفارش کی تب حضرت نے خواجہ محمد کو میری خبر کے واسطے بھیجا میں نے حاضر ہو کر قدم بوسی کی۔ حضرت خوش ہوئے اور بہت مرحمت فرمائی اور فرمایا میں یہ سب باتیں تمہاری تکمیل کے واسطے کرتا ہوں

پھر خلعت خاص سے مشرف فرمایا۔

فرمایا ایک دفعہ ایک شخص نے بت خانہ میں ایک غلام کو حمار فارسی میں کہا میں نے اس کو بلا کر پوچھا کہ کبھی تو نے بت خانہ میں مجھ کو بھی کسی سے تئیں بُرا کہتے سنا ہے اس نے کہا نہیں میں نے کہا تو اب میں تجھ سے وہی بات کہتا ہوں جو مولنا علاء الدین سیوستانی نے فرمائی ہے کہ جس کسی کا جو لقب ہو وہی بولے اور تو میرے پاس سے چلا جا کیونکہ تو میری صحبت کے لائق نہیں ہے فرمایا مرید کو چاہئے کہ کسی کی امانت قبول نہ کرے اور مجھ کو چونکہ حضرت شیخ کی اجازت نہیں ہے اس سبب سے میں کسی کی امانت نہیں رکھتا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے کہا کہ میں ایک امانت اپنے ساتھ لایا ہوں اور رات کو آپ کی دہلیز خانہ میں ٹھہرنا چاہتا ہوں میں نے اس کو اجازت نہ دی۔ فرمایا شیخ الاسلام حضرت شیخ فرید الدین قدس اللہ روحہٗ فرماتے تھے جو امانت رکھے گا وہ میرا مرید نہیں ہے۔

فرمایا ایک شخص حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ دروازۂ خانقاہ پر ایک شخص دست و پا شکستہ پڑا ہے اس آنے والے نے حضرت شیخ سے اس کا حال دریافت کیا شیخ نے فرمایا یہ ایک ابدال ہے کل اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُڑا جا رہا تھا جب میری خانقاہ کے قریب پہنچا تو اس کا ایک ساتھی ادب کے خیال سے دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف مڑ گیا اور اس نے بے ادبانہ خانقاہ کے اُوپر سے اُڑنے کی جرأت کی اور گر پڑا۔ واللہ اعلم۔

باب ١٦

مراقبہ اور مشغولی باطن کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم قطب الاقطاب بنی آدم نظام الحق و الملۃ و الدین محبوب الٰہی انار اللہ برہانہ فرماتے ہیں آدمی کا جو سانس باہر آتا ہے وہ ایک نفیس گوہر ہے جس کا قیامت تک بدل نہیں ہوسکتا سوچنا چاہئے کہ اس قدر شب و روز اور سال و ماہ گزرتے چلے جاتے ہیں ان میں اس نے کیا کیا ہے۔ اگر آدمی ہر وقت عبادت میں مشغول رہے پھر ملول ہو جائے اور بے رغبتی کے سبب عبادت میں خلل پیدا ہو تو اگر عابد قدرے نیند یا کسی کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو جائے اس نیت سے کہ پھر تازہ دم ہو کر عبادت میں مصروف ہو تو یہ وقت بھی اس کا عبادت میں شمار کیا جائے گا اور اگر یہ نیت نہ ہو گی تو دونوں فعل ضائع ہوں گے۔ فرمایا لوگ اپنی عمر ضائع کرتے ہیں اور اس کی قدر و قیمت کو نہیں پہچانتے پھر جب آخری وقت ہوتا ہے تو کچھ نفع نہیں ملتا۔ **بیت**

قدر شب و روز و عاقبت شناسی
یک روز چناں شوی کہ شب نکشی

ایک درویش مجلس میں حاضر تھے برجستہ یہ بیت پڑھنے لگے۔ **بیت**

می رود از جوہر ایں گہرہا
ہر چہ سنگے ہمیں کیمیا

حضرت نے ان کی تحسین فرمائی بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جب آدمی دُنیاوی مشاغل سے جدا ہو کر خدا کے ساتھ مشغول ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ خلقت سے گوشہ نشینی

اختیار کرے اور مراقبہ میں بیٹھ کر لحظہ بلحظہ ترقی کا خواستگار ہو۔ یہ بات انبیاء علیہم السلام کو میسر تھی لہٰذا اوروں کو بھی ممکن ہے اب اس جگہ دو اعتراض پیدا ہوتے ہیں ایک تو یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو لغزش پیدا ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ لغزش کی حالت عدم لغزش کی حالت سے برابر ہو نہیں سکتی بلکہ عدم لغزش کی حالت بہتر ہے۔ دوسرا اعتراض یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں جو قرب حاصل ہوا وہ اس کے بعد دیگر راتوں میں کہاں ہوا۔ پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ لغزش کی حالت میں بہت سے ایسے فضائل ہیں جو عدم لغزش کی حالت میں نہیں ہیں۔ مثلاً ندامت، انکسار وغیرہ کہ ان میں سے ہر ایک بے انتہا نعمتوں کا منبع ہے پھر ہم اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ جس حالت میں ایسی نعمتیں حاصل ہوں اس میں قرب کے اندر نقصان پہنچے۔ نہیں بلکہ کمالات بڑھتے جائیں گے اور شب معراج قرب کی راتوں میں سے ایک مشہور رات ہے۔ حالانکہ دیگر راتوں میں حضور کو زیادہ قرب حاصل ہوا ہے مگر وہ مشہور نہیں ہوئیں جیسا کہ اس حدیث شریف کے مضمون سے ظاہر ہے کہ جس روز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نیا قرب اور نئی طلب حاصل نہ ہو اس روز میں برکت نہ ہو۔ اسی سبب سے طالبان راہ محبان درگاہ بارگاہ کو لازم ہے کہ ہر روز نیا ورد اور نئی طلب حاصل کریں۔ اس بات سے طاعت بدنی مراد نہیں ہے بلکہ شوق وعشق مراد ہے۔ ترقیات ومشاہدات کی نہ دُنیا میں انتہا ہے نہ آخرت میں پھر اگر یہ مکرر ہوں تو ان میں ذوق نہ رہے اس واسطے ہر روز نئے نئے پیش آتے ہیں۔ اسی طرح قابلیت کی بھی انتہا نہیں ہے مشائخ اور مردانِ حق کو جو احوال پیدا کرتے ہیں ان کی سند یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے اور کنویں کے اندر پیر لٹکا کر یادِ حق میں مشغول ہو گئے۔ ابو موسیٰ اشعری خدمت میں حاضر تھے ان کو حکم دیا کہ تم دروازہ پر بیٹھ جاؤ اور بلا اجازت کسی کو اندر آنے نہ دینا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر حاضر ہوئے ابو موسیٰ نے آ کر اطلاع دی حضور نے فرمایا ابوبکر کو پشت کی

بشارت دو اور اندر بلا لو چنانچہ ابوبکر حضور کے دائیں طرف بیٹھ گئے اور کنویں میں پیر لٹکا دیئے پھر حضرت عمر حاضر ہوئے ابو موسیٰ نے اطلاع کی حضور نے فرمایا عمر کو جنت کی بشارت دو اور اندر بلا لو پھر وہ حضور کے بائیں طرف بیٹھ گئے اور کنویں میں پیر لٹکا دیئے اس کے بعد حضرت عثمان حاضر ہوئے ابو موسیٰ نے اطلاع کی حضور نے فرمایا عثمان کو جنت کی بشارت دو اور اندر بلا لو چنانچہ وہ بھی کنویں پر حضور کے سامنے آ بیٹھے اور پیر اندر لٹکا دیئے حضور نے فرمایا جیسے کہ آج ہم ایک جگہ ہیں اسی طرح ایک جگہ مریں گے اور ایک جگہ اٹھیں گے۔

فرمایا موسیٰ علیہ السلام پر حال بہت غالب تھا یہاں تک کہ غلبۂ حال سے آپ کا پیراہن جل جاتا۔ فرمایا ایک بزرگ سرہ گرامی نام تھے ایک درویش ان سے ملاقات کرنے کے شوق میں روانہ ہوئے اور ان درویش میں یہ کرامت تھی کہ ان کا ہر ایک خواب سچا ہوتا اور جو کچھ یہ خواب دیکھتے بعینہٖ وہی تعبیر ہوتی اب جو یہ ان بزرگ کی ملاقات کو چلے تو راستہ میں خواب دیکھا کہ ان بزرگ کا انتقال ہو گیا ہے بیدار ہو کر حیران ہوئے اخیر کہا کہ چلو ان کی قبر ہی کی زیارت کر لیں گے جب اس موضع میں پہنچے تو اپنے خواب کے بھروسے پر لوگوں سے ان کی قبر کا نشان پوچھا لوگوں نے کہا وہ زندہ قائم ہیں۔ قبر کیسی پوچھتے ہو یہ اور حیران ہوئے کہ میرا خواب تو غلط نہیں ہوتا یہ کیا معاملہ ہے اخیر ان ان بزرگ کی خدمت میں پہنچے اور ملاقات کے بعد واقعہ عرض کیا ان بزرگ نے فرمایا کہ تمہارا خواب سچا ہے میں ہمیشہ یادِ حق میں مشغول رہتا ہوں اور اس رات غیر حق میں مشغول تھا اس سبب سے تمام عالم میں ندا کرا دی گئی کہ سرہ گرامی مر گیا۔ فرمایا اگر کوئی چاہے کہ اس کی عظمت لوگوں کے دل نشین ہو تو یہ بات جب میسر ہو گی جب اس کا دل یادِ حق میں مشغول ہو گا۔

فرمایا کہ مراقبہ کے واسطے درویش قبلہ رو زانوئے حُرمت کے ساتھ بیٹھے بندہ نے عرض کیا کہ مرصاد العباد میں لکھا ہے کہ مراقبہ میں مشغول ہونے کے واسطے

چار زانو بیٹھے۔ حضرت نے فرمایا میں اس طرح بھی بیٹھتا ہوں مگر جس طرح ذوق اس طرح حاصل ہوتا ہے اس طرح نہیں ہوتا اور زانو کھڑا کر کے اس پر سر رکھ کر بھی مراقبہ کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام فرید الدین اور مولٰنا بدر الدین اسحٰق اسی طرح بیٹھتے تھے۔ فرمایا ایک دفعہ ایک درویش تنہا بیٹھے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا درویش نے کہا ابھی میں تنہا ہوا تھا کہ تو آ گیا اور یہ بیت کہا کہ **بیت**

جائے خالی بود حاجتہائے خود گفتمش

اے نصیحت گو کجائی حاجت این جا آورہی

سر بزانو بودد درویشے یکے اندز رسید

گفت تنہائی بگفت آرے شدم تا آمدی

فرمایا خلق کی چار قسمیں ہیں بعض کا ظاہر خراب اور باطن آراستہ اور بعض کا ظاہر آراستہ اور باطن خراب اور بعض کا ظاہر و باطن خراب اور بعض کا ظاہر و باطن آراستہ۔ جن کا ظاہر خراب اور باطن آراستہ ہے یہ مجذوب لوگ ہیں اور جن کا باطن خراب اور ظاہر آراستہ ہے یہ دکھاوے کی عبادت کرنے والے ہیں اور جن کا ظاہر و باطن خراب ہے یہ عوام الناس ہیں اور جن کا ظاہر و باطن آراستہ ہے یہ مشائخین ہیں۔ قاضی محی الدین کاشانی نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص نماز یا ذکر میں حضور قلب کے ساتھ مشغول ہو تو اس کو مراقب کہہ سکتے ہیں اور اس کا مراقبہ محقق ہے یا نہیں فرمایا از روئے لغت تو مراقبہ ہے لیکن اصطلاح مشائخ طریقت میں مراقبہ یہ ہے کہ دل جمال حق کا دیدار کرے اور دل کا عمل ایسا مخفی ہوتا ہے کہ جس کو صرف وہی جانتا ہے کہ میں کیا کرتا ہوں اور کیا جانتا ہوں اور کیا دیکھتا ہوں اور لوگ جانیں کہ وہ ہے حالانکہ وہ درکار ہے اور ظاہر ہے کہ نماز ذکر اس طرح کا مراقبہ نہیں ہے۔ فرمایا ذکر خفی مراقبہ سے ستر درجہ بالاتر ہے بزرگان فرماتے ہیں کہ مراقبہ دل کا خدا کو

دیکھنا اور یہ جاننا ہے کہ خدا بندہ کے ظاہر و باطن سے مطلع ہے جب یہ علم اور یہ رویت بندہ پر اس قدر مستولی ہو کہ اس کا دل مغلوب ہو جائے اور اپنا شعور نہ رہے تو اس کو ذکرِ خفی کہتے ہیں۔ کسی شخص نے ایک بزرگ سے درخواست کی کہ جس وقت آپ خدا کے ساتھ مشغول ہوں اور میں یاد آ جاؤں تو میرے واسطے دُعا کرنا بزرگ نے فرمایا افسوس ہے اس وقت پر کہ میں خدا کے ساتھ مشغول ہوں اور پھر تو یاد آئے۔ فرمایا شیخ جلال الدین تبریزی فرماتے ہیں عبادت کے واسطے مسجد ہے اور ظاہر و باطن کی مشغولی کے واسطے خانقاہ ہے اور ہمدردی و دلداری کے واسطے خانہ نشینی۔ خانقاہ کے معنی بیت العبادت ہیں یعنی عبادت کا گھر کیونکہ حضرت ﷺ نے فرمایا اَنَا مِنْ اَهْلِ الْعَبَادِ [1]۔ باطن کا تفرقہ بات کرنے سے پیدا ہوتا ہے اس واسطے چاہئے کہ دل حق کے ساتھ مشغول ہو اور زبان دل سے اور دل حق استمداد کرے رابعہ بصری فرماتی ہیں۔ **شعر**

اِنِّیْ جَعَلْتُكَ فِی الْفُوَادِ مُحَدِّثِیْ
وَاَبَحْتُ جِسْمِیْ مَنْ اَرَادَ جُلُوْسِیْ
فَالْجِسْمُ مِنِّیْ الْجَلِیْسُ مُوَانِسٌ
وَحَبِیْبُ قَلْبِیْ فِی الْفُوَادِ اَنِیْسِیْ [2]

فرمایا بعض بزرگان کا یہ مذہب ہے کہ اولیاء انبیاء سے افضل ہیں کیونکہ انبیاء کا زیادہ وقت لوگوں کے ساتھ مشغولی ہیں اور اولیاء کا زیادہ وقت مشغولی حق میں گزرتا ہے مگر

---

[1] یعنی میں اہل عبادت سے ہوں۔

[2] میں نے تم کو اپنے دل میں اپنے سے بات کرنے والا بنایا ہے اور اپنے جسم کو ہم نشینوں کے واسطے مباح کر دیا ہے پس میرا جسم میرے ہم نشین کا مونس ہے اور میرا دلی دوست میرے دل کے اندر میرا مونس ہے۔

یہ سمجھنا چاہئے کہ انبیاء کا تھوڑا وقت بھی۔ اولیاء کے تمام اوقات پر شرف رکھتا ہے۔
بندہ علی بن محمود جاندار عرض کرتا ہے کہ میں نے بارہا حضرت شیخ الشیوخ العالم خواجہ نظام الحق الدین محبوب الٰہی کو مراقبہ میں دیکھا جس کا شمار نہیں کرسکتا ایک دفعہ ایسا ہوا کہ میں حضرت کی خدمت میں گیا دیکھا کہ برہنہ زانو کھڑا کیئے ہوئے آنکھیں اوپر کیئے تشریف رکھتے ہیں اور آپ کی آنکھیں نہایت سرخ ہیں بندہ نے دور ہی سے قدم بوسی کی اور یہ خیال کرکے کہ حضرت نے مجھ کو پہچان لیا پاس جا کر قدم بوسی کرنی چاہی کہ آپ نے فرمایا تو کون ہے میں نے یہ حال معائنہ کرکے الٹے پیروں ہٹنا چاہا کہ آپ نے آنکھیں مل کر مجھ کو پہچانا اور فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ گھر میں کیا کرتے ہو اور آپ کی آنکھیں اس طرح پر پھر رہی تھیں گویا مست ہیں۔ بندہ نے عرض کیا کہ جو کچھ مخدوم فرمائیں۔ فرمایا خدا کے ساتھ مشغول ہو بعد ازاں ارشاد کیا کہ درویش کو لازم کہ دل کو ماسوا اللہ سے خالی کرکے یہ تصور کرے کہ میں خدا کے سامنے حاضر ہوں اور اس مراقبہ پر ملازمت اختیار کرے بعد ازاں فرمایا کہ شغل تعلم سے نہیں ہے آسان ہاتھ نہیں آتا۔ پھر فرمایا جاؤ جماعت خانہ میں یاران کے پاس بیٹھ جاؤ۔ دوبارہ ایسا موقعہ ہوا کہ میں بعد نماز ظہر کے گھر سے چل کر جب حضرت کے خطیرہ کے قریب پہنچا تو اقبال خادم نے کہا اس وقت حضور تنہا تشریف رکھتے ہیں تم جا کر زیارت کرو میں اندر گیا تو دیکھا کہ حضور اندر کی دہلیز میں روضۂ یاراں کے پاس جو دو چبوترے ہیں ان میں سے اندر جانے کے وقت بائیں ہاتھ کے چبوترے پر مراقبہ میں مشغول ہیں۔ میں نے جاتے ہی سر زمین پر رکھا پھر دیکھا کہ آپ کی آنکھیں از حد سرخ ہیں اور ایسے وہ مشغول ہیں کہ مجھ کو نہیں پہچانا میں نے الٹا پھرنا چاہا جو آپ نے آنکھوں پر ہاتھ مل کر فرمایا بیٹھ جا بندہ بیٹھ گیا۔ فرمایا ہماری کیا مشغولی ہے ابھی ایک آیا کچھ دیر اس کے ساتھ مشغول ہوئے پھر دوسرا آیا۔ مشغولی حضرت خواجہ قطب الدین کی تھی کہ ایسے مشغول و مستغرق تھے کہ آنے والے کی خبر نہ ہوتی

آنے والا بیٹھا رہتا بڑی دیر کے بعد آپ اس کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے ہاں کیا کہتے ہو وہ عرض کرتا کہ حضرت کی قدم بوسی کو آیا ہوں آپ فرماتے اچھا فاتحہ پڑھو اور معذرت کے ساتھ رُخصت فرماتے اور کسی کے ساتھ گفتگو نہ کرتے۔

فرمایا ایک دفعہ میں اور شیخ بدر الدین غزنوی سید امیر خورد کی خدمت میں گئے وہ اس وقت مراقبہ میں مشغول تھے ہم دست بوسی کر کے بیٹھ گئے شیخ بدر الدین نے کہنا شروع کیا کہ فلاں شہر میں میں نے فلاں بزرگ دیکھے اور فلاں شہر میں فلاں بزرگ دیکھے میں نے کہا کہ ہم ایک بزرگ کے پاس اس واسطے آئے کہ ان سے کچھ سنیں تم کو خاموش رہنا چاہئے مگر وہ کہے چلے گئے یہاں تک کہ امیر خوردان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ شیخ تم نے اتنے لوگ دیکھے کسی نے تم کو بھی دیکھا۔ فرمایا ہمارے وقت میں دو تقی ہیں ایک تو مولنا تقی الدین مجنوں دانشمند صالح اور باوقات شخص ہیں آنے والوں کی خدمت بھی کرتے ہیں اور لوگ ان کے شکر گزار ہیں دوسرے ایک بزرگ تقی الدین مصر میں ہیں وہ صاحب حال ہیں اور ہمیشہ مراقبہ میں مستغرق رہتے ہیں نہیں جانتے کونسا دن اور مہینہ و سال ہے۔ ایک شخص ان کے پاس کاغذ لایا اور کہا کہ اس پر نام لکھ دیجئے شیخ قلم اُٹھا کر حیران رہ گئے خادم سمجھا کہ شیخ اپنا نام بھول گئے عرض کیا کہ حضرت کا نام محمد ہے تب شیخ نے اپنا نام لکھا جمعہ کی نماز جامع مسجد گئے تو دروازہ پر حیران کھڑے ہو گئے تو خادم سمجھا کہ شیخ دایاں پیر اپنا بھول گئے ہاتھ سے پیر پکڑ کر عرض کیا کہ دایاں پیر یہ ہے تب شیخ نے مسجد کے اندر پیر رکھا۔ فرمایا ایک دفعہ شیخ جلال الدین تبریزی نے شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی سے بیان کیا کہ میں نے شیخ فرید الدین عطار کو نیشاپور میں دیکھا تھا شیخ بہاء الدین نے سن کر فرمایا کہ جب خواجہ فرید الدین عطار ایسے شخص کی تلاش میں تھے تو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے ان کا پتہ کیوں نہ دیا۔ شیخ جلال الدین نے کہا جیسی مشغولی کہ میں نے شیخ فرید الدین عطار کی دیکھی ہے اس کے مقابلہ میں اور لوگوں

کی مشغولی معزولی ہے۔ فرمایا اجودھن میں ایک طالب علم نے مجھ کو طعنہ دیا کہ تم طالب علموں سے نکل کر ایسے بدحال ہو گئے اور مشائخ کی نسبت بھی کچھ کہا میں نے تحمل کیا۔ پھر میں حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مکاشفہ سے تمام حال معلوم کر کے فرمایا کہ اگر کوئی طالب علم کسی طالب علم کو طعنہ دے تو اس کے جواب میں عین القضات کا یہ بیت پڑھ دے۔ **بیت**

نہ ہمرہی تو مرا راہ خویش گیرو نبرد

تراسعادت بادا مرانگوں ساری

فرمایا مولنا جمال الدین میرے یاران سے تھے علمی مشاغل کو چھوڑ کر مراقبہ میں مشغول ہوئے اور ایسی ترقی کی کہ جب میرے پاس آتے تو مشغولی برقرار ہوتی تھی اور اگر ان سے کوئی بات پوچھتے تو ٹھیک جواب نہ دے سکتے ایک دفعہ ان کی کوئی بات مجھ تک پہنچی میں نے ان سے تحقیق کی تو انہوں نے یہ قسم کھالی کہ اگر یہ بات ٹھیک ہو تو مجھ کو اپنی مشغولی سے نفع نہ ملے میں نے کہا کیا تمہارے کھانے کو اور کوئی قسم نہ رہی تھی جو یہ قسم کھائی۔ **بیت**

نیک خواہان دہند پند و لیک

نیک بختان بوند پند پزیر

پھر انہیں دنوں بیمار ہو کر انتقال کیا اس کے بعد جو میں خدمت عالی میں حاضر ہوا تو قاضی محی الدین کاشانی علیہ الرحمۃ نے حضرت سے سوال کیا کہ مرید کو مراقبہٗ ذات اور مراقبہٗ رسول علیہ السلام اور مراقبہٗ مرشد الگ الگ کرنے چاہئیں یا ایک ساتھ ہی فرمایا جمع بھی ممکن ہے اور الگ الگ بھی مفید ہیں جمع اس طرح کہ مرید یہ سمجھے میں خدا کے سامنے حاضر ہوں اور حضرت ﷺ میرے دائیں طرف ہیں اور مرشد بائیں طرف ہیں اور جو حرکت و سکنت اس سے وجود میں آئے یا خطرہ اس کے دل میں گزرے سب کو خدا کی طرف سے جانے۔ فرمایا ایک دفعہ مجھ کو اور شیخ جمال الدین

ہانسوی اور خواجہ شمس الدین دبیر اور دیگر عزیزان کو ساتھ حضرت شیخ الاسلام فرید الدین کی خدمت سے رُخصت ہونے کا اتفاق ہوا تو شیخ جمال الدین نے وصیت کی درخواست کی کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب مرید کو شیخ رُخصت کرتے ہیں تو خود وصیت فرماتے ہیں ورنہ مرید شیخ سے وصیت کی درخواست کرتا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام نے میری طرف اشارہ کرکے فرمایا اس کو خوش رکھنا۔ چنانچہ شیخ جمال الدین اس وصیت کے سبب سے مجھ پر بڑی مہربانی فرماتے اور ہم ایک دوسرے کی ہمراہی سے بہت خوش اور خواجہ شمس امدین معدنِ لطافت وکانِ ظرافت ہمارے ساتھ تھے یہاں تک کہ ہم موضع اگروہ کے قریب پہنچے۔ یہاں کا حاکم شیخ جمال الدین کے یاران سے تھا ہمارے استقبال کو آیا اور بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ اپنے مکان پر لے گیا، تکلف سے مہمانی کی بعد ازاں شیخ جمال الدین نے فرمایا کہ اب ہم کو اجازت دو اس نے عرض کیا کہ اجازت جب ہوگی جب مینہ برسے گا کیونکہ ان دنوں بارش نہ ہونے سے قحط کا اندیشہ ہے شیخ نے زبان سے کچھ نہ فرمایا مگر دل میں توجہ کی چنانچہ رات ہی کو اس قدر مینہ برسا کہ تمام ملک سیراب ہوگیا صبح کو سب یاران کی سواری کی واسطے گھوڑے حاضر کیے گئے میرا گھوڑا نہایت سرکش و بدلگام تھا تمام یاران تو آگے چلے گئے اور میں اکیلا جنگل میں رہ گیا گھوڑے نے مجھ کو تکلیف پہنچائی میں اس پر سے گر کر بے ہوش ہوگیا مگر اس بے ہوشی میں بھی شیخ کی یاد میرے دل میں تھی اور جب میں ہوش میں آیا تو میری زبان پر حضرت کا نام جاری تھا میں نے خدا کا شکر کیا اور قوی اُمید ہوئی کہ اخیری وقت بھی حضور کا نام میری زبان پر ہوگا اور یہ تمام ثمرہ مراقبۂ شیخ کا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نِعْمَآئِہٖ اس سفر میں جب ہم دوراہے پر پہنچ کر خواجہ شیخ جمال الدین سے جدا ہوئے کیونکہ یہاں سے ایک راستہ سامانہ کو جاتا تھا شیخ جمال الدین نے یہ بیت پڑھا۔ **بیت**

یار قدیم راستی می بُردی
داد تو مقیم راستی می بُردی

سُبْحَانَ اللّٰہِ اس وقت کا میں کیا بیان کروں کہ کیا تھا۔

فرمایا میں بارہ سال کی عمر میں علم نعت پڑھتا تھا ایک شخص ابوبکر قوال میرے استاد کے پاس ملتان کی طرف سے آیا اور بیان کرنے لگا کہ میں نے شیخ بہاء الدین زکریا کو سماع سُنایا اور یہ قول پڑھا۔ **شعر**

لَقَدْ لَسَعَتْ حَیَّۃُ الْھَوٰی کَبِدِیْ
فَلَا طَبِیْبَ لَھَا وَلَا رَاقِ
اِلَّا الْحَبِیْبُ الَّذِیْ شَغَفْتُ بِہٖ
عِنْدَہٗ رُقْیَتِیْ وَتِرْیَاقِیْ

بعد ازاں شیخ بہاء الدین زکریا کے مناقب بیان کرنا شروع کیے کہ اس قدر عبادت کرتے اور اوراد پڑھتے ہیں مگر ان باتوں نے میرے دل پر کچھ اثر نہ کیا۔ قوال کہنے لگا کہ پھر میں اجودھن گیا وہاں ایسے بادشاہ دیکھے کہ جن کی تعریف سے زبان قاصر ہے۔ الغرض جب میں نے حضرت شیخ الشیوخ العالم کا نام نامی سن تو خودبخود ایک محبت دل میں پیدا ہوئی اور ایسی بڑھی کہ ہر فرض کے بعد دس بار شیخ فرید الدین اور دس بار مولانا فرید الدین صاحب پڑھتا تھا اور پھر میرے یاروں کو بھی اس محبت کی خبر ہوئی تو جب وہ مجھ سے کوئی بات دریافت کرتے یا مجھ کو قسم دیتے تو مجھ سے کہتے کہ شیخ فرید الدین کی محبت کی قسم کھاؤ۔ القصہ جب میں بداؤں سے دہلی کو روانہ ہوا تو ایک بوڑھا عزیز عوض نام میرے ساتھ ہولیا جہاں کہیں خوف وخطر کا موقعہ ہوتا وہ کہتا کہ اے پیر حاضر باش مادر پناہ تو می رویم میں نے پوچھا کہ تمہارے پیر کون ہیں کہا کہ شیخ الاسلام شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہٗ فرمایا اس وقت میرا ذوق شوق ایک گونہ موکد ہوگیا الحمد للہ علی نعماۂ۔ فرمایا ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک

زنگی سیاہ مہیب صورت میرے پیچھے دوڑا اور میری ہلاکت کا قصد کیا میں بھاگا یہاں تک کہ بھاگتے بھاگتے عاجز ہوا اور زنگی پیچھے ہے تب مجھ کو حضرت شیخ یاد آئے اور میں نے فریاد کی کہ یا شیخ فرید الدین زنگی کھڑا ہو گیا اور قدس اللہ سرہٗ کہا پھر اُلٹا چلا گیا الحمد للہ کہ میں نے اس کے شر سے خلاصی پائی۔

فرمایا ایک شخص محمد نیشاپوری شیخ الاسلام حضرت شیخ فرید الدین کے مرید تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ہندوؤں کے ملک میں رہتا تھا ایک دفعہ راستہ میں جا رہا تھا اور کوئی ہتھیار بھی میرے پاس نہ تھا کہ ایک ہندو تلوار کھینچ کر میرے آگے آیا میں دوڑا اور میں نے کہا یا شیخ حاضر باش کہ فوراً ہندو کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور تھر تھر کانپنے لگا کہ مجھ کو امان دو میں حیران ہوا کہ یہ کس چیز سے امان مانگتا ہے پھر اس نے کہا کہ مجھ کو امان دو میں نے کہا تجھ کو امان دی اور اس کی تلوار بھی اُٹھا کر اس کے حوالہ کی وہ اپنے رستہ چلا گیا اور میں اپنی راہ چلا آیا۔ فرمایا چند لوگ سفر کو چلے تو خواجہ ابو الحسن خرقانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم سفر کو جاتے ہیں اور قزاقوں سے ڈر لگتا ہے خواجہ نے فرمایا کہ جب ڈر لگے تو یہ کہنا کہ یا شیخ ابو الحسن خرقانی خدا کی قسم ہے اس کہنے سے تم اس خوف سے نجات پاؤ گے بعض لوگوں نے تو اس بات کو قبول کیا اور بعض منکر ہوئے اور سب نے سفر کیا۔ راستہ میں قزاق پیش آئے تو منکروں نے خدا کو یاد کیا اور لٹ گئے اور جن لوگوں نے خواجہ کو یاد کیا تھا ان کی جان و مال محفوظ رہی۔ پھر جب یہ لوگ واپس حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سارا واقعہ عرض کر کے اس کی حقیقت دریافت کی حضرت نے فرمایا کہ جن لوگوں نے خدا کو یاد کیا انہوں نے وہ نام لیا جس کے مسمّٰی کو وہ نہیں جانتے تو گویا انہوں نے اس کو یاد ہی نہیں کیا اور جنہوں نے میرا نام لیا انہوں نے وہ نام لیا جس کے مسمّٰی کو پہچانتے ہیں اور وہ عارف باللہ ہیں تو گویا انہوں نے خدا ہی کو یاد کیا اور اسی سبب سے نجات پائی۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

باب ۱۷

صحبت کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم قطب اوتاد بنی آدم حضرت خواجہ الحق و الشرع و الملۃ والدین انار اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ صحبت کے واسطے ضروری ہے کہ جب کسی کے پاس بیٹھے تو اپنے دل پر نظر کرے اگر اچھا اثر دیکھے تو جان لے کہ یہ شخص اچھا ہے ورنہ نہیں. اور اسی کے متعلق حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی ایک حکایت بیان فرمائی کہ بیابان میں ایک درویش سے ملے تو پوچھا کہ اگر کوئی شخص مقدس صورت تسبیح ہاتھ میں مُصلّٰی کندھے پر اہلِ سنت و جماعت کا لباس پہنے سامنے آئے اور درحقیقت وہ شیطان ہو تو کیوں کر معلوم کرے درویش نے فرمایا اے شہاب الدین اس کی ملاقات کے بعد اپنے دل میں غور کرے کہ کیا بات معلوم ہوتی ہے پھر اسی بات سے اس کی حقیقت معلوم کرے۔ **بیت**

با ہر کہ نشینی رتبہ شد شاد دلت
وز تو نہ رہید زحمت آب و گِلت
باآن منشین جان عزیزم ز نہار
زیرانہ کند جان عزیزان بحلت

فرمایا اسی سبب سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایمان سب سے زیادہ قوی ہے کیونکہ ان کو سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف صحبت حاصل ہوتا تھا جو دوسروں کو میسر نہیں ہے۔ فرمایا مشائخ کا طریقہ ہے کہ جب کسی کا حال دریافت کرتے ہیں تو یہ پوچھتے ہیں کہ فلاں شخص کن لوگوں کے ساتھ صحبت رکھتا ہے اور اسی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کس قسم

کا آدمی ہے شیخ ابو سعید ابو الخیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ **بیت**

با عاشقان نشینی وہم عاشقی گزین

اے ہر کہ نیست عاشق با و مشو قرین

حضرت ﷺ نے فرمایا ہے اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ یُّخَالِلُ۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی سے زیادہ میل جول رکھتا ہے اس کی خوخصلت بھی اس کے اندر آ جاتی ہے اس واسطے لازم ہے کہ اپنے سے بہتر شخص کے ساتھ صحبت اختیار کرے تاکہ اخلاق فاصلہ میں ترقی ہو۔ حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا انسانی طبیعت میں یہ بات داخل ہے کہ اپنے بہتر کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ فرزند کی محبت بھی وہ ٹھیک ہے جو دین کے موافق ہو اور دینی محبت طبعی محبت پر غالب رہے پھر اس کے موافق یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک عالم کا فرزند تھا ہر روز مدرسہ میں جا کر طالب علموں کو سبق پڑھاتا تھا اتفاقاً شراب نوشوں کی صحبت میں جا پھنسا اور خود بھی اس علت میں گرفتار ہوا جب باپ کو خبر ہوئی تو دینی جوش اور مذہبی محبت کے باعث بیٹے سے ترک تعلق کیا اور بددعا دی جو قبول ہوئی اور بیٹا بیمار پڑا۔ باپ اس کی عیادت کو نہ گئے آخر ایک روز بیٹے نے باپ کو عریضہ لکھا جس میں ایک رباعی بھی مندرج تھی جس کا آخری شعر یہ ہے۔ **شعر**

بارے بہ نظارہ من اے شیخ بیا

کر من نفسی دار بدستے ما نہ دہست

باپ نے اس کے جواب میں لکھا کہ تو نے جو تقویٰ کا لباس ترک کیا لہٰذا تو اس لائق نہیں ہے کوئی شخص بھی تیرے پاس آئے اور میں نہ آیا ہوں نہ آؤں گا۔ **بیت**

روزی چنان بدی کہ کس چون تو نبود

امروز چنان شدی کہ کس چون تو مباد

فرمایا مرد وہی لوگ ہیں جو حق کی راہ میں نہ غیر کی رعایت کرتے ہیں نہ فرزند کی
ایک درویش مجلس میں حاضر تھے یہ آیت پڑھنے لگے۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ
الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ
اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ۔ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ مومن لوگ خدا اور رسول کے
خلاف کرنے والوں سے محبت نہیں کرتے اگر وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ
دار ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ آیت جو ہر محل اور موقعہ کے موافق تھی حضور نے بہت تحسین
فرمائی اور نہایت شوق سے سُنی۔ فرمایا اخوت دو قسم کی ہے ایک نسبی اور ایک دینی اور
یہی قوی تر ہے کیونکہ دو بھائیوں میں سے ایک اگر کافر اور ایک مومن ہو تو ایک کو
دوسرے کی میراث نہ ملے گی اس واسطے یہ اخوت ضعیف اور دینی اخوت قوی ہے
کیونکہ دینی بھائیوں کے درمیان جو پیوند ہے وہ دُنیا و آخرت میں قائم رہے گا پھر
آپ نے یہ آیت پڑھی اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ۔ یعنی
قیامت کے روز متقیوں کے تمام دوست آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں
گے۔ **بیت**

ترا دشمنانند این دوستان
کہ آرندۂ بادہ • بوستان

فرمایا کہ جس مجلس میں سلطان قطب الدین سے میری ملاقات ہوئی ہے میں نے
اس کے آگے یہ حدیث پڑھی تھی کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ مَا مِنْ صَاحِبٍ
یَصْحَبُ صَاحِبَہٗ وَلَوْ سَاعَۃً مِّنْ لَیْلٍ اِلَّا سَاَلَہُ اللّٰہُ مِنْ صُحْبَتِہٖ ھَلْ اَدّٰی فِیْھَا حَقَّ اللّٰہِ
اَمْ لَا یعنی جو شخص کسی کی صحبت میں ایک گھڑی بھی بیٹھے گا خدا اس سے پوچھے گا کہ
اس صحبت میں خدا کا حق بھی ادا کیا یا نہیں۔ فرمایا شیخ شہاب الدین سہروردی حجاز کی
طرف سفر کر رہے تھے کہ اثناء راہ میں ایک درخت کے نیچے اُتر کر سر برہنہ

درخت کو دیکھنے لگے کسی نے سبب پوچھا فرمایا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ اس درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی نظر اس پر پڑی میں نے اسی واسطے سر برہنہ کیا کہ یہ درخت تمام انبیاء کا نظر یافتہ ہے۔ فرمایا شیخ الاسلام شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہٗ کسی کو چلّہ نشینی کا حکم نہ فرماتے بلکہ یہ فرماتے اگر تم اس درویش کی صحبت چلّہ نشینی سے کم سمجھتے ہو تو چلّہ میں بیٹھو۔ **بیت**

راہ روا نے کہ ملائک بینند
در رہ کشف از کشفے کم بینند

کہتے ہیں کہ ایک جانور پانی سے باہر نکل کر انڈے دیتا ہے اور جب تک بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ انڈے کو دیکھتا رہتا ہے خداوند تعالیٰ اس کی نظر کی تاثیر سے بچہ پیدا کر دیتا ہے۔ فرمایا اگر صاحب دل مل جائے تو اس کی صحبت اختیار کرے ورنہ اپنے وقت کو ضائع کرنا برا ہے۔ بندگان خدا کو خدا ہی کے واسطے پسند کرتے ہیں۔ **شعر**

وَاِذَا صَفَالَكَ مِنَ زَمَانِكَ وَاحِدٌ
فَهُوَ الْمُرَادُ وَاَيْنَ ذَاكَ الْوَاحِدُ

فرمایا ابوبکر رطنائی فرماتے ہیں کہ خدا کی صحبت اختیار کرو اور اگر یہ تم سے نہ ہو سکے تو ان لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو خدا کی صحبت میں رہتے ہیں تا کہ ان کی برکت سے تم کو بھی خدا کی صحبت نصیب ہو فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ راہ خدا میں محبت کرنے یاقوت سرخ کے منارہ پر ہوں گے اور اس منارہ کے اُوپر ستر ہزار غرفے ہیں جب یہ محبت والے اس منارہ پر حشر ہوں گے تو جنت والوں کی نظر میں اس طرح چمکیں گے جیسے اہل دُنیا کے سامنے سورج چمکتا ہے سبز سندس کے کپڑے پہنے ہوں

---

❶ اور جب تجھ کو تیرے زمانہ میں ایک شخص بھی خدا والا معلوم ہوتا پس وہ ایک ہی مراد و مقصود ہے پس دیکھ کہ وہ ایک کہاں ہے یعنی اس کی صحبت اختیار کر۔

گے اور ان کی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ یہ لوگ ہیں راہِ خدا میں محبت کرنے والے فرمایا۔
شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے ربّ کو مدینہ کی گلیوں میں پھرتے ہوئے
دیکھا کسی نے پوچھا کہ کیونکر دیکھا فرمایا ایک دفعہ میں بازار میں جا رہا تھا کہ ایک
مسکین مجھ کو ملا میں اس کی صحبت میں رہا اور سمجھ گیا کہ خدا اس کے ساتھ ہے کیونکہ
اس نے فرمایا ہے اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ۔ یعنی میں شکستہ دلوں کے پاس ہوں
اور محبت کی شرط یہ ہے کہ صحبت میں اپنا لطف نہ ڈھونڈے کیونکہ تمام آفتیں اسی سے
پیدا ہوتی ہیں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

باب ۱۸

صبر و شکر اور فقر کے بیان میں

شیخ الاسلام حضرت خواجہ نظام الحق و الملۃ والدین قدس اللہ سرہ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر صابر غنی شاکر پر رجحان رکھتا ہے کیونکہ غنی سے شکر پر مزید نعمت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اور فقیر کو صبر پر معیت کی بشارت دی گئی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ تو اب دیکھ لو کہ دونوں باتوں میں کتنا فرق ہے۔ قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ ایک آیت میں اس طرح آیا ہے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ یہ عام ہے اور وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ خاص ہے۔ پھر دونوں میں کیا فرق رہا فرمایا عام کے واسطے مجرد معیت ہے یعنی معیت علم اور خاص کے واسطے تراضی کی معیت ہے یعنی ان کو راضی اور خوش کرے گا۔

فرمایا ایک اَلصَّبْرُ عَنْهُنَّ ہے اور اَلصَّبْرُ عَلَى النَّارِ ہے یعنی ایک عورت سے صبر کرنا ہے کہ جس کسی عورت کی طرف کچھ میلان اور کشش ہو اس کے واسطے صبر بہتر ہے پھر اگر عورت میسر ہو اور اس کی بلا و مصیبت میں پھنس جائے تو اس کے اوپر صبر کرے اور اگر زنا کا مرتکب ہو جائے تو اس وقت اَلصَّبْرُ عَلَى النَّارِ یعنی دوزخ پر صبر کرنا چاہئے۔ صبر کی یہ تین قسمیں ہیں۔ فقر و غنا کی فضیلت میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ خواجہ جنید اور ابراہیم خواص اور اکثر علماء کے نزدیک فقر غنا سے افضل ہے اور فقر یہ ہے کہ صبر کی تمام شروط پر قائم رہے۔ ابو العباس بن عطا ان کے خلاف غنا کو افضل کہتے ہیں اور یہ آیت ان کی حجت ہے۔ وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى۔ اگر تو انگری افضل نہ ہوتی تو خداوند تعالیٰ بندہ پر اس کا احسان نہ جتاتا اور خواجہ جنید

وغیرہ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ لِكُلِّ رَجُلٍ حِرْفَةٌ وَحِرْفَتِيَ الْفَقْرُ وَالْجِهَادُ فَمَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِي وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِي یعنی ہر شخص کے لئے ایک حرفہ ہوتا ہے اور میرا حرفہ فقر اور جہاد ہیں جس نے ان دونوں میں محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا۔ شیخ جنید نے ابو العباس کے حق میں بددعا کی اور خدا نے ان کو ایک مصیبت میں مبتلا کیا اور وہ اپنے فعل سے باز آئے کہتے ہیں یہ اختلاف پہلے زمانہ میں تھا کیونکہ لوگوں کے پاس زیادہ تر حلال کے مال تھے اور ہمارے زمانے میں تو اکثر لوگوں کے پاس حرام اور مشتبہ اموال ہیں پس بلا اختلاف غنی سے فقر افضل ہوگا۔

فرمایا شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہٗ کبھی قرض نہ کرتے جو کچھ آتا فوراً خرچ فرماتے ورنہ صبر کرتے آخر کچھ نہ کچھ غیب سے موجود ہوتا اور فرماتے جو شخص اس فقیر کا مرید ہوا اس کو قرض نہ لینا چاہئے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور میں کاتب ہوں وقت بے وقت کاغذ و سیاہی کی ضرورت پڑ جاتی ہے فرمایا کہ تمہارے واسطے تین درم لینے کی اجازت ہے۔ کسی نے شیخ الاسلام شیخ فرید الدین قدس سرہٗ سے دریافت کیا کہ حضرت شیخ الاسلام اور دسترخوان شیخ قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہٗ کے پاس پیالہ تھا فرمایا نہیں حضرت نہایت تجرید کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک بقال آپ کے ہمسایہ میں رہتا تھا۔ جب ضرورت ہوتی تو قرض لے لیتے اور بقال سے فرما دیا تھا کہ جب تمہارے تین سو درم ہو جائیں تو پھر قرض نہ دینا اور جب آپ کی خدمت میں فتوح آتی قرض ادا کر دیتے آخیر آپ نے قرض لینا بھی چھوڑ دیا ایک کاک آپ کے مصلّے کے نیچے سے برآمد ہوتا اور سب گھر کے لوگ اس کو ہی نوش کرتے۔ بقال یہ سمجھا کہ حضرت مجھ سے ناخوش ہیں جو قرض منگوانا چھوڑ دیا آخر اس نے اپنی بیوی کو حضرت کے گھر میں بھیجا اور حضرت اہل خانہ نے کاک کا

واقعہ اس کے سامنے بیان فرمایا دوسرے روز کاک پیدا نہ ہوا حضور نے اہل خانہ سے فرمایا کہ تم نے کسی سے ذکر کیا تھا انہوں نے کہا کہ ہاں بقال کی بیوی آئی تھی میں نے اس کے آگے ذکر کر دیا فرمایا کہ بلا نازل ہونے سے پہلے دُعا کرنی چاہئے ورنہ جب بلا نازل ہو گئی پھر دُعا کارگر نہیں ہوتی اور جس وقت بلا اُترتی ہے اور دُعا اُوپر جاتی ہے تو دونوں آپس میں لڑنے لگتی ہیں اور اگر دُعا قوی ہے تو وہ بلا کو واپس کر دیتی ہے ورنہ بلا آ جاتی ہے جب تاتاریوں نے خروج کیا ہے تو وہاں کے بادشاہ نے حضرت شیخ فرید الدین عطار سے دُعا کے واسطے درخواست کی آپ نے فرمایا دُعا کا وقت گیا اب رضا کا وقت ہے فرمایا نزول بلا کے بعد بھی دُعا کرنی چاہیے اس لئے کہ دُعا سے اگرچہ بلا دفع نہیں ہوتی مگر اس کی سختی کم ہو جاتی ہے۔

فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جو خواجہ عطاء کی شہادت کے وقت ان کی خانقاہ میں موجود تھا کہتا ہے جب ترک آپ کی خانقاہ میں گھسے تو آپ سترہ یاران کے ساتھ قبلہ رو بیٹھے تھے۔ ترکوں نے قتل کرنا شروع کیا آپ نے فرمایا یہ کیا جباری ہے یہ کیا قہاری ہے پھر جب ترکوں نے آپ کو شہید کیا تو فرمایا یہ کیا احسان ہے۔ **بیت**

اگر خواہی کہ بندہ گردد
چنان کن یار خواہد آنچنان باش
چو گشتردم باش و رعیت کسان کور
چو پیش یاران بے زبان باش

فرمایا تمام کام خدا کے سپرد کر دینے چاہئیں۔ **بیت**

نگواشتہ ام مصلحت خویش بدو
تا زندہ کند یا بکشد او داند

فرمایا ایک درویش نے خواب میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے دریافت کیا کہ خلاصۂ درویشی کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اَلثِّقَةُ بِاللّٰهِ وَالْاِعْتِمَادُ عَلَى اللّٰهِ [1]۔ حضرت نے فرمایا اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ اگر آدمی اپنے چاہنے سے خدا تک پہنچ جاتا تو درگاہ حق نہ رہتی۔ جو خدا تک پہنچتا ہے خدا کے چاہے پہنچتا۔ فرمایا دہلی میں دو سال پانی نہیں برسا شیخ نظام الدین ابو المؤید دُعا کے واسطے شہر سے باہر تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر کہا کہ لوگو میں دُعا کے واسطے نہیں آیا ہوں مجھ کو صرف ایک خواب بیان کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ایک باغ میں گیا دیکھا کہ تمام درخت خشک ہو رہے ہیں نہ سرسبزی ہے نہ شادابی ہے اتنے میں ایک شخص آیا میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے کہا کہ باغ کا مالک یہی ہے میں نے کہا کہ یہاں تمہارے درخت خشک ہو رہے ہیں پانی کیوں نہیں دیتے اس نے کہا میرا پانی اور میرا ہی باغ تجھ کو ان فضول باتوں سے کیا کام یہ فرما کر آپ منبر سے نیچے اُتر آئے اور اس سال بھی بارش نہ ہوئی فرمایا ایک استراحت کے وقت جو میں شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ جس کمبل پر آپ دن کو تشریف رکھتے تھے وہی پلنگ پر بچھا ہے اور پیروں تک نہیں پہنچتا وہاں چادر رکھی ہے کہ اگر چادر کو اوڑھیں تو وہ جگہ بغیر بستر کے رہ جائے اور حضرت شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکی کا عصا سرہانے رکھ لیتے اور جب اُٹھتے تو ہاتھ سے اس پر سہارا لیتے اور اس کو بوسہ دیتے اخیر وقت میں بھی آپ کے ہاں از حد عسرت بھی یہاں تک کہ ماہ رمضان میں بھی جو کھانا حاضرین کے واسطے آتا وہ ان کو کافی نہ ہوتا میں نے ایک شب بھی سیر ہو کر نہ کھایا اس کے علاوہ اور جو مجاہدے حضور نے کئے ہیں کس کی طاقت ہے کہ ان کو کر سکے۔ **بیت**

---

[1] یعنی خدا پر بھروسا اور اعتماد رکھنا۔

گر صورت فقر از پردہ بیروں آید
صد چوب بسر آدم تاج کم اندازد
فقر است چنین والا کانجا رسد سودا
گر مرغ پرد آنجا در حال پر اندازد

فرمایا کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانے ایک سال خربوزوں کی اس قدر ارزانی ہوئی کہ ایک من خربوزے دو چیتل کے آتے تھے مگر ساری فصل میں ہم کو ایک دفعہ بھی کھانے کا موقع نہ ہوا اور یہ خیال تھا کہ یہ فصل بغیر کھائے ہی گزر جائے تو بہتر ہے۔ انسان کو جس چیز کا خیال ہو اور پھر میسر نہ ہو تو اس کو رنج ہو گا اور جب خیال نہ ہو تو رنج بھی نہ ہو گا۔ الغرض جب فصل آخر ہوئی تو ایک شخص کچھ روٹیاں اور خربوزے لائے اور بس یہی ایک دفعہ کھانے کا اتفاق ہوا۔

قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا امام غزالی علیہ الرحمۃ کتاب اربعین کے خاتمہ میں لکھتے ہیں کہ اگر تو نے مال و جاہ کثیر حاصل کیا تو پھر کیا تمام بادشاہوں اور دولت مندوں کی طرح اس کو چھوڑ کر چل دے گا۔ وہ دولت حاصل کرنی چاہیے جس کے سبب سے دونوں جہان میں عزت نصیب ہو اور وہ دولت یہی ہے کہ سب کی طرف سے دل ہٹا کر مطلوب اصلی و مقصود حقیقی کی طرف متوجہ ہو۔ فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور ان کے فقیر پاکیزہ دلی کو ملاحظہ کر کے فرمایا کہ اے اصحاب صفہ تم کو خوش خبری ہو کہ اس موجودہ حالت پر تم میں سے جو شخص آئندہ بخوش دلی قائم رہے گا وہ قیامت کے روز میرے رفیقوں میں سے ہو گا۔ فرمایا ابتدا میں اکثر ہمارے ہاں فاقہ رہتا تھا تو ایک درویش نے مجھ سے کہا کہ جس رات تم کو فاقہ ہو میرے واسطے ایمان کی دُعا کرنا کیونکہ وہ رات شب معراج ہے جس کی تعریف بیان ہونی

ممکن نہیں۔ **بیت**

در حادثات بکری در حال صوفیان
کز بود غم خورند وز نابود شادمان
زایشان شنو حقیقت فقرا زبرائے آنکہ
تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

فرمایا حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی نے بڑا مجاہدہ اختیار کیا تھا تمام خلق سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑ پر تشریف لے گئے اور عبادت میں مشغول ہوئے اس پہاڑ کے پتھر سیاہ تھے۔ کسی نے آپ سے کہا کہ آپ اس پہاڑ میں رہتے ہیں پھر یہ پہاڑ سیاہ کیوں ہے آپ نے دُعا کی اسی وقت تمام پہاڑ سفید ہو گیا۔ یہ کرامت بہت بڑے مجاہدے کے بعد حاصل ہوتی ہے معلوم نہیں کہ آپ کا قرار کس جگہ بنتا ہے۔ سب سلطنت چھوڑ کر ہیزم کشی اختیار کی تھی۔ **مصرع**

تا خاک نہ گردی بتو آنے نہ دہند

پیغمبر ﷺ یہ دُعا بہت پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَّ اَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَّ احْشُرْنِيْ فِيْ الزُّمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ [1]

[1] اے اللہ مجھ کو مسکینی کے ساتھ رکھ اور مسکینی کے ساتھ مجھ کو موت دے اور مسکینوں کے زمرہ میں میرا حشر کیجیو۔

باب ۱۹

توکل، وجہ حلال اور خوف و رجا و رضا کے بیان میں

فرمایا کہ توکل کے تین مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے دعویٰ کے واسطے کسی کو اپنا وکیل کرتا اور یہ وکیل عالم بھی ہو اور اس کا دوست بھی ہو تو اس شخص کو بھروسا ہو گا کہ میں نے ایسے شخص کو وکیل کر دیا ہے جو مقدمہ کی کاروائی سے خوب واقف اور میرا دوست ہے۔ میرا کام اچھی طرح انجام دے گا۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ شیر خوار بچہ کا توکل اس کی ماں پر ہوتا ہے۔ بچہ یہ سوال نہیں کرتا کہ فلاں فلاں وقت مجھ کو دودھ دیجیو صرف اس کے دل میں ماں پر بھروسہ ہوتا ہے۔ تیسرا مرتبہ توکل کا یہ ہے کہ مُردہ غسال کے آگے پڑا ہے مردے میں کچھ حس و حرکت نہیں ہے۔ غسال جس طرح چاہے اس کو الٹ پلٹ کر لے یہ مرتبہ سب سے بلند و برتر ہے۔ فرمایا امام حسین علیہ السلام سے ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ فقر کو تونگری پر اور مرض کو صحت پر پسند کرتا ہوں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابو ذر میں تو اسی حالت کو پسند کرتا ہوں جو خدا نے میرے واسطے پسند کی۔ فرمایا پہلے درویشوں کا یہ طریقہ تھا کہ جب کسی خوش آب و ہوا مقام میں پہنچتے سکونت اختیار کرتے چنانچہ شہر بداؤں میں ایک درویش تھے شہر کے باہر رہتے میرا کبھی کبھی ان کی طرف گزر ہوتا۔ ایک دفعہ میں نے پوچھا کہ اس شہر میں آپ کے مقیم ہونے کا کیا سبب ہے۔ فرمایا ایک شخص سفر میں میرے ہمراہ آیا تھا۔ جب ہم یہاں پہنچے تو اس

نے کہا کہ یہاں ٹھہرے رہو میں شہر میں ہو آؤں پھر اس وقت سے وہ واپس نہیں آیا اور میں اب تک اس کا منتظر ہوں وہ کہ سبب سے کہیں جا نہیں سکتا۔ حضرت فرماتے ہیں ان بزرگ کا معاملہ درست تھا تمام خلائق شہر ان کی طرف متوجہ ہوگئی اور اسباب معاش فراواں ہوا۔ اس زمانے میں برعکس معاملہ ہے کہ لوگ اسباب پر نظر رکھتے ہیں اور یہ ان کی کوتاہ نظری ہے۔ فرمایا کہ ایک بزرگ کو میراث میں بہت سامان پہنچا دُعا کی کہ خداوند میں اس مال کو کہاں رکھوں اگر اپنے پاس رکھتا ہوں تو دل اہل میں پھنسا رہے گا بہتر یہی ہے کہ تیرے سپرد کر دوں اور پھر وہ تمام مال خدا کے بندوں کو خیرات کر دیا اس کے بعد اگر ان کو دس روپیہ کی ضرورت ہوتی یا سو کی یا ہزار کی تو اسی وقت آ جاتے۔ قاضی محی الدین کاشانی علیہ الرحمۃ نے یہ آیت پڑھی۔ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا [1]۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور نہایت تحسین فرمائی۔ فرمایا خواجہ ابراہیم بن ادہم سے کسی نے سوال کیا کہ آپ کو اسم اعظم یاد ہے بتایئے تو کیا ہے فرمایا معدہ کو لقمۂ حرام سے پاک رکھو اور دل کو دُنیا کی محبت سے خالی کرو پھر جس نام کے ساتھ خدا کو یاد کرو گے وہی اسم اعظم ہے۔ فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے دس روپیہ کا کپڑا خریدا جن میں ایک روپیہ حرام کا ہے تو جب تک یہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اس کی نماز مقبول نہ ہوگی۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کرنے کے وقت اپنی دونوں انگلیاں کانوں سے لگا کر کہا کہ یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نہ سنی ہو۔ فرمایا ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر کو کوئی چیز دینے لگے تو حضرت عمر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے پاس تو یہ چیز ہے آپ کسی اور فقیر کو عنایت کیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کو بغیر مانگے کوئی چیز دی جائے تو اس کو رد

---

[1] مشرق و مغرب کا پروردگار اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم اسی کو اپنا وکیل یعنی کارساز بناؤ۔

نہ کرو۔ اگر ضرورت ہو تو اپنے پاس رکھو ورنہ کسی کو دے دو۔ فرمایا بعض مشائخ نے چاندی قبول نہیں کی ہے کیونکہ اس کے قبول کرنے میں بہت سی شرائط ہیں۔ لینے والا یہ سمجھے کہ خدا سے لیتا ہوں۔ فرمایا کوئی شخص کسی کو سیّد سمجھ کر اور اس کے شانوں پر گیسو دیکھ کر اس کو نذر دیتا ہے پھر اگر وہ سیّد نہیں ہے تو یہ نذر اس کو لینی حرام ہے۔ فرمایا جو درویش طاعت و عبادت میں مصروف ہے بیت المال میں اس کا کچھ حق نہیں ہے جو درویش کہ تعلیم و تعلم یا درس و تدریس کا سلسلہ نہیں رکھتے جس میں مسلمانوں کا نفع ہے ان کو بیت المال سے کیا تعلق درویشوں کی روٹی زنبیل گردانی سے ہونی چاہئے۔ بغداد میں اب تک درویشوں کی زنبیل پھرتی ہے اور اجودھن میں حضرت شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بھی زنبیل بھی پھرتی تھی۔ فرمایا ایک بزرگ نے اپنے حجرے کے آگے ایک طاق مقرر کر رکھا تھا جو شخص ان کے پاس فتوح لاتا اس طاق میں رکھ دیتا جب شام ہوتی سب مریدوں کو اکٹھا کرتے اور تقسیم کر دیتے۔ ایک روز کسی نے عرض کیا یا حضرت کہ اگر اپنے روبرو آپ نذر قبول فرمایا کریں تو بہت بہتر ہو۔ بزرگ نے جواب دیا اگرچہ میں اپنے سامنے نذر قبول کروں گا تو لانے والوں کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گی اس واسطے میں نے طاق مقرر کر دیا ہے تاکہ مجھ کو خبر نہ ہو کہ کون لایا اور کون نہیں لایا۔ فرمایا ایک شخص حضرت شیخ الاسلام شیخ فرید الدین کی خدمت میں چھری رایا آپ نے وہ اس کو واپس کر دی اور فرمایا یہ قطع کرنے کا آلہ ہے۔ اس کو میرے پاس نہ لاؤ میرے پاس سوئی لاؤ کہ ملانے کا آلہ ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر اسیف ہے۔ اسیف اس شخص کو کہتے ہیں جو سریع البکا یعنی جلد روتا ہو۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بَکَّاءٌ بِاللَّیْلِ وَ ضَحَّاكٌ بِالنَّهَارِ تھے یعنی رات کو روتے اور دن کو ہنستے۔ فرمایا ایک رجا ہے اور ایک غنا ہے۔ رجا یہ ہے کہ نماز روزہ اور مجاہدہ میں ہو کر اُمید وار رہے۔ فرمایا جب میں بداؤں

سے دہلی آیا ہوں تو میری عمر بیس سال کی بھی نہ ہو گی۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ گویا میں انتقال کر رہا ہوں اور میرے دل میں موت کا تو کچھ افسوس نہیں ہے صرف دو باتوں کا خیال ہے ایک تو یہ کہ ہنوز مجھ سے کوئی ایسی عبادت نہیں ہوئی جو بارگاہ ذوالجلال کے لائق ہو اور دوسرے یہ کہ والدہ بیوہ کو بدایوں چھوڑ آیا ہوں ان کی جدائی دشوار ہے جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اسی فکر کے اندر سحر کے وقت مسجد غیاثی میں پہنچا۔ یہاں امیر ولوالجی وعظ کہتے تھے میں نے دل میں کہا کہ ان کی زبان سے جو لفظ پہلے میں سنوں گا اسی کے موافق اپنا حال تصور کروں گا (یعنی بطور فال کے) تو میں نے پہلے یہ بیت ان زبان سے سنی۔ **بیت**

من زخود رفتم دلے ہرگز نمی رود
از خاک درفشان زپیشانی من

اس کے سننے سے ایک رقت و بکا میرے اندر پیدا ہوا اور دل خوش ہو گیا۔ فرمایا صبر یہ ہے کہ مصیبت کی شکایت نہ کرے اور رضا یہ ہے کہ مصیبت کو اس طرح بخوشی قبول کرے کہ گویا اس کو مصیبت پہنچی ہی نہیں۔ متکلمین اس بات کے منکر ہیں کہ برائی پہنچے اور برائی معلوم نہ ہو۔ اس کے بہت جواب ہیں۔ مثلاً ایک شخص جنگ میں مستغرق ہے زخم اس کے لگ رہے ہیں اور اس کو خبر نہیں جب کہ لڑنے سے فارغ ہوا تو اس وقت خبر ہوئی۔ اسی طرح مشغولی حق کو سمجھنا چاہئے۔ دُعاء رضا کے مناقض نہیں ہے نہ دُعاء کرنے والا مقام رضا سے باہر ہوتا ہے اور نیز دشمن و مصیبت کو برا سمجھنا اور اسباب کی نگہداشت اور امر معروف و نہی و منکر بھی رضا کے منافی نہیں ہیں۔ بعض معتزدرین نے یہاں سخت غلطی کھائی ہے کہتے ہیں کفر و گناہ وغیرہ سب قضا و قدر سے ہیں بندہ کو ان کے ساتھ راضی رہنا چاہیے۔ یہ باتیں اسرار شریعت سے ناواقف اور تاویل سے جاہل ہونے کی ہیں۔ ہمارے پیغمبر اور دیگر پیغمبروں صلوات

اللہ علیہم کی بہت سی دُعائیں آئی ہیں حالانکہ یہ رضا کے اعلیٰ مقام میں تھے اسی طرح معاصی کے انکار اور ان کو بُرا سمجھنے کے متعلق بہت حدیثیں وارد ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث ہے کہ جب زمین میں گناہ کیا جاتا ہے تو جو شخص وہاں موجود اور گناہ سے ناراض ہوتا ہے وہ ایسا کہ جیسے وہاں نہیں ہے اور جو وہاں موجود نہیں ہوتا مگر اس گناہ سے راضی ہے تو وہ ایسا ہے کہ جیسے وہاں موجود ہی ہے اور یہ بھی ایک حدیث ہے کہ جس نے گناہ ہوتے دیکھا اور اس سے خوش ہوا تو گویا اس نے بھی کیا اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ اگر کوئی فعل مغرب میں کیا جائے اور مشرق والا اس سے راضی ہو تو وہ بھی اس میں شریک ہے۔

باب ۲۰

ترکِ دُنیا اور زہد و قناعت کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم قطب اوتاد بنی آدم حضرت خواجہ نظام الحق والملۃ والدین قدس اللہ روحہٗ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ایک درویش کو خداوند تعالیٰ نے اختیار دیا کہ دُنیا پسند کرتے ہو یا آخرت اس درویش نے آخرت پسند کی۔ حضرت ابوبکر یہ حدیث سن کر رونے لگے لوگوں نے دریافت کیا تم کیوں روتے ہو کہا یہ درویش حضور ﷺ ہی تو ہیں اپنے حال کو درویش نام سے بیان فرمایا ہے اور شیخ الاسلام حضرت فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنا حال اسی طرح بیان فرماتے تھے کہ ایک درویش کا یہ حال تھا اور اس نے یہ کیا میں سمجھ گیا تھا جان لیتا کہ حضرت اپنا حال بیان فرما رہے ہیں۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام ایک سوتے ہوئے شخص کے پاس سے گزرے اور اس کو آواز دی کہ خدا کی عبادت بجا لا اس نے کہا کہ میں نے خدا کی وہ عبادت کی ہے کہ اس جیسی کوئی عبادت نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے۔ اس نے کہا میں نے دُنیا کو دُنیاداروں کے واسطے چھوڑ دیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ بس اس نے ختم کر دیا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو خدا سے تھوڑے رزق پر راضی ہو گیا خدائے کریم اس کے تھوڑے عمل سے راضی ہو جاتا ہے۔ دُنیا کو جمع نہ کرنا چاہئے مگر ضروری چیزوں کے رکھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ یعنی پلیٹ بھرنے اور تن ڈھانکنے میں اس سے زیادہ جائز نہیں جو کچھ آئے خرچ کر دے جمع نہ کرے۔ **بیت**

زر از بہر دا دن بودائے پسر　　زبہر نہادن چہ سنگ وچہ زر

فرمایا اسی کے موافق خاقانی نے بھی کہا ہے۔ **بیت**

چون خواجہ نخواہد انداز ہستی زر کامے
آن گنج کہ او دارد چندار کہ من دارم

فرمایا شیخ فرید الدین فرماتے تھے کہ جو شخص دُنیا کو ترک کرتا ہے خداوند تعالیٰ دُنیا اور دُنیا داروں کو اس کے پیروں میں لا ڈالتا ہے۔ فرمایا کبھی کبھی نظام الدین کوتوال اپنے ملازم کے ہاتھ میرے پاس کچھ بھیجا کرتے تھے جس کے سبب سے میرے یاروں کی زحمت رفع ہوتی۔ ایک مرتبہ جو تنگی واقع ہوئی تو مجھ کو ان کا خیال آیا اسی وقت میں نے توبہ کی کہ اب ان کا ہدیہ قبول نہ کروں گا پھر ایسا ہی ہوا کہ ان کا ہدیہ جو آیا تو میں نے واپس کر دیا انہوں نے میرے قدموں میں گر کر اصرار و الحاح شروع کیا اور وہ روپے بھی میرے قدموں میں پڑے تھے۔ مجھ کو اسی وقت حضرت شیخؒ کا بھی فرمان یاد آیا کہ جو دُنیا کو ترک کرتا ہے خداوند تعالیٰ دُنیا اور دُنیا داروں کو اس کے قدموں میں لا ڈالتا ہے۔ فرمایا جس کسی کو خداوند تعالیٰ عزت دینا چاہتا ہے دُنیا کو اس کی نظر میں ذلیل کرتا ہے اور جس کسی کو ذلیل کرنا چاہتا ہے دُنیا کو اس کی نظر میں عزت دیتا ہے۔ مالک بن دینار سے کسی نے پوچھا کہ آپ زاہد ہیں کہا نہیں زاہد عمر ابن عبد العزیز ہیں جنہوں نے بادشاہی کے اندر زہد کیا۔ فرمایا ایک بزرگ بارہا فرماتے کہ نماز و روزہ اور تسبیح وغیرہ سب مصالح ہیں۔ گوشت ہونا چاہئے جب تک نہ ہوگا ان مصالحوں سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ کسی نے پوچھا کہ یہ بات آپ نے بارہا فرمائی ہے ذرا اس کی تفصیل بھی بتایئے۔ فرمایا ترک دُنیا گوشت ہے سب سے پہلے اس کو موجود کرلے جب تک دل دُنیا میں پھنسا ہوا ہے نماز و روزہ سے کچھ نہیں ہوتا جیسے کہ اگر کوئی لہسن و پیاز اور نمک مرچ وغیرہ ہنڈیا میں ڈال کر شوربا تیار کرے تو اس کو شوربائے زور یعنی چھوٹا شوربا کہیں گے اور اگر ہنڈیا میں گوشت ہے تو مصالحے ہوں یا نہ ہوں وہ شوربا اصلی ہوگا فرمایا ترک دُنیا یہ نہیں ہے

کہ لنگوٹا باندھ کر برہنہ ہو جاۓ۔ ترکِ دُنیا یہ ہے کہ کھاۓ پیئے پہنے مگر جمع نہ کرے نہ کسی چیز کی دل میں خواہش و تمنا رکھے ہمت بلند اور آلائش دُنیا میں مشغول نہ ہو۔ شہوت کو اپنے سے خارج کر دے۔ **بیت**

یک لحظہ ز شہوتے کہ داری برخیز

تا نشیند ہزار شاہد مست

فرمایا ایک شخص کو قطب عالم سے ملنے کی آرزو ہوئی اور بیابان تلیہ میں ان کا پتہ معلوم ہوا یہ شخص وہیں پہنچا راستہ میں کئی جگہ لوگ اس کو ملے اور روپیہ دے کر یہ کہتے رہے کہ تم واپس چلے جاؤ مگر اس نے قبول نہ کیا یہاں تک کہ قطب عالم کی زیارت سے مشرف ہوا اور قطب عالم نے فرمایا۔ **بیت**

بیکدوں استخوان جو بد

پنجۂ شیر مغز جان جو بد

بارے چونشاندے آئی بجیزد

آنشانہ نیک افشانہ ابد

فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ خداوند تعالیٰ بلند کاموں کو دوست رکھتا ہے اور پست کاموں کو ناپسند کرتا ہے حد انسانیت میں آدمی بلند ہمت رہے تاکہ مردی کا مرتبہ حاصل ہو اور ابتداء میں عالم کو بھی بلند ہمت رہنا چاہیۓ تاکہ حکمت کے مقام پہنچے۔ حقیقت یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ہر روح کے اندر ایک خاصیت اور اہلیت رکھی ہے تاکہ وہ اس اہلیت کے موافق قبول حق کی مستعد رہے اور اسی طرح ارواح کے ہر ایک حق کی انتہا ہے جب تک اس انتہا پر نہیں پہنچتی سعادت نہیں پاتی۔ جب خداوند تعالیٰ آدمی کو اس کی انتہا پر پہنچانا چاہتا ہے تو اس کی طینت کی مدد کرتا ہے اسی مدد کو توفیق کہتے ہیں اور جب یہ طلب میں قرار پکڑ لیتی ہے تو اس کا نام عزیمت ہے۔ اگر کسی شخص کو مال دُنیا حاصل کرنے کی رغبت ہو گی تو اس کو حریص

کہیں گے صاحب ہمت نہ کہیں گے۔ ہمت والا وہی ہو گا جو علم وعمل سے آخرت کی سعادت حاصل کر لے۔

جس قدر زبردست مطلوب ہو اس کے واسطے ویسی ہی زبردست ہمت بھی چاہئے اور خداوند تعالیٰ سے عزیز تر کوئی مطلوب نہیں ہے اس واسطے طالب کی ہمت بھی نہایت زبردست ہونی چاہئے اور اس کے سبب سے بڑے طالب انبیاء اور پھر اولیاء ہیں۔

فرمایا پہلے میرے ہاں بہت تنگی تھی مگر خوش گزرتی۔ ایک روز ناوقت کوئی شخص نصف تنکہ دے گیا۔ میں نے سوچا کہ آج تو وقت نہیں ہے اس کو کل خرچ کروں گا اور اس کو گرہ میں باندھ لیا۔ رات کو جو نماز میں مشغول ہوا تو دیکھا کہ مجھ کو جو ترقی ہوتی ہے وہ نیم تنکہ میرا دامن پکڑ کر نیچے کھینچتا ہے۔ میں نے اپنی یہ حالت دیکھ کر کہنا شروع کیا کہ خدایا کب صبح ہو اور اس کو خرچ کروں۔ ابتدائے حال میں ہی مجھ کو کسی چیز کے جمع کرنے کا خیال نہ تھا اور پھر میرا پیوند بھی ایسی جگہ ہوا کہ جن کی نظر میں دونوں جہان کچھ چیز نہ تھے۔ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھ سے فرمایا کہ میرے لئے وہ مکہ کے پہاڑوں کو سونا بنا دے۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں پروردگار میں تو ایک دن بھوکا رہوں گا اور ایک دن پیٹ بھروں گا جب میں بھوکا ہوؤں تب تجھ سے تضرع و زاری کروں اور تجھ کو یاد کروں اور جب شکم سیر ہوؤں تب تیری حمد اور تیرا شکر بجا لاؤں۔ فرمایا ایک یہ بات ہے کہ ظاہر و باطن دُنیا ہو اور ایک یہ ہے کہ ظاہر و باطن دُنیا نہ ہو اور ایک یہ ہے کہ ظاہر دُنیا ہو اور باطن نہ ہو اور ایک یہ ہے کہ باطن دُنیا ہو اور ظاہر نہ ہو۔ ظاہر و باطن دُنیا وہ ہے جو ضرورت لابدی سے زیادہ ہے اور جو چیز کہ ظاہر و باطن دُنیا نہیں ہے وہ خالص عبادت ہے اور وہ چیز جو بظاہر دُنیا ہے اور باطن میں دُنیا نہیں ہے وہ اپنے بیوی بچوں کا حق ادا کرنا ہے اور جو چیز کہ بظاہر دُنیا نہیں ہے اور باطن میں دُنیا ہے

ریا کی عبادت ہے۔

اصل یہ ہے کہ آدمی دُنیا سے پرہیز کرے جو شخص دُنیا سے رُخصت ہوا اور اپنے پیچھے دینار و درہم کچھ نہ چھوڑ گیا۔ اس سے بڑھ کر جنت میں کوئی غنی نہ ہوگا۔

فرمایا شیخ جلال الدین تبریزی شیخ ابو سعید تبریزی کے مرید تھے اور شیخ ابو سعید بڑے بزرگوار ہوئے ہیں۔ ایسے تارک دُنیا تھے کہ کسی سے ہدیہ بھی قبول نہ فرماتے اسی سبب سے اکثر آپ یاران کو فاقہ ہوتا۔ ایک روز آپ نے خربوزے سے روزہ افطار کیا تھا حاکم شہر کو یہ خبر پہنچی اس نے کہا کہ شیخ میرا ہدیہ قبول نہ فرمائیں گے یہ تھیلی شیخ کے خادم کو دے آؤ اور کہہ دو کہ تھوڑا تھوڑا روز خرچ کرے اور شیخ کو خبر نہ ہونے دے۔ الغرض خادم نے ایسا ہی کیا۔ شیخ نے جو اس کھانے سے روزہ افطار کیا تو رات کو عبادت میں حلاوت نہ آئی خادم سے دریافت کیا کہ یہ کھانا کیسا تھ جو تونے مجھ کو کھلایا ہے۔ خادم پوشیدہ نہ رکھ سکا سارا حال عرض کر دیا۔ آپ نے حکم دیا کہ جس جس جگہ میری خانقاہ میں حاکم کے آدمی نے قدم رکھے ہیں وہاں کی زمین کھود کر پھینک دو۔

فرمایا ایک بزرگ شیخ علی نام تھے۔ پیر پھیلائے اپنا خرقہ سی رہے تھے کہ بادشاہ وقت خدمت میں حاضر ہوا آپ اسی ہیئت سے بیٹھے رہے۔ بادشاہ بھی سلام کرکے بیٹھ گیا۔ چوبدار نے دو تین مرتبہ کہا کہ شیخ پیر سمیٹ لو آپ نے سنی اَن سنی کر دی جب بادشاہ رُخصت ہونے لگا تو ایک ہاتھ سے بادشاہ کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ سے چوبدار کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا ہے اس واسطے مجھ کو پیر پھیلانا جائز ہے۔

فرمایا صائم الدہر اور قائم اللیل اور زائر الحرمین ہونا کچھ نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ دل میں دُنیا کی محبت نہ ہو جو شخص خدا کا دعویٰ کرے اور پھر اس کے دل میں دُنیا کی محبت ہو وہ بالکل جھوٹا کذاب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۲۱

عزلت و گوشہ نشینی کے بیان میں

شیخ الشیوخ العالم سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں ایک بزرگ تھے ہمیشہ یادِ حق میں مشغول رہتے کسی سے میل جول نہ رکھتے۔ ایک دفعہ لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ جو اس قدر الگ تھلگ رہتے ہیں اس کا کیا سبب ہے۔ فرمایا ہزاروں برس سے میں معدوم تھا اور اب پھر معدوم ہو جاؤں گا تو اب میری ذرا سی عمر جو بین العدم میں ہے اس کو میں کیوں ضائع کروں بہتر ہے کہ اس کو رضائے الٰہی میں صرف کیا جائے کیونکہ جو چیز دو عدم کے درمیان ہو اس کو بھی عدم ہی میں شمار کرنا چاہئے۔ جیسے کہ عورت جب خونِ حیض ایام مقرری میں ایک روز نہ آئے اور اس روز سے پہلے اور پچھلے دنوں میں آئے تو یہ روز بھی ایام حیض ہی شمار ہوگا۔ الغرض جب عمر کا وجود بھی عدم کا حکم رکھتا ہو اس غفلت و بیکاری میں نہ گزارنا چاہئے۔ **بیت**

با من یمنان رسول باشم باتو
تنہا ز جہان من و تنہا تو
خیر شد نخواہم کہ برآید
اے بر من سایہ نباشد باتو

فرمایا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے کہ ذکر و فکر جو سب سے بڑی عبادت ہیں بغیر خلوت کے ٹھیک نہیں ہوتے ابتداء میں کسی سے بات ممکن نہیں ہے کہ خلق میں رہ کر حق کے ساتھ مشغول ہو۔ حضرت ﷺ بھی ابتداء غار حرا

کے اندر خلوت فرماتے تھے۔ جب نورِ نبوت کی شعاعیں روشن ہوئیں تب مخلوق میں مشغول ہوئے اور دل خدا کے ساتھ مشغول رہا خلوت میں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غیبت، جھوٹ، شر اور فساد اور ہر ایک بری بات سے محفوظ رہتا ہے۔ ثابت بنانی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو رقعہ لکھا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ حج تشریف لے جاتے ہیں بہتر ہے کہ میں بھی آپ کے ہمراہ چلوں۔ آپ نے جواب لکھا کہ یہ خیال چھوڑ دو، پوشیدگی کی کوشش کرو اور ایک دوسرے کو دشمن جانو اور اس سے پہلے طمع کا رشتہ قطع کرو۔ دنیا میں انسان جس کسی کو دیکھتا ہے اس کے اندر حرص پیدا ہوتی ہے۔ طمع حرص کی تیغ ہے اور میری نزدیکی طمع کی تیغ ہے۔ اسی سبب سے خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ۔ [1] اعمش سے کسی نے پوچھا کہ تمہاری آنکھوں میں خلل کیوں ہو گیا فرمایا کہ میں نے دولت مندوں کو دیکھا تھا۔ فرمایا ایک بزرگ خلوت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ کو تنہا دیکھ کر حاضر ہوا ہوں۔ بزرگ نے فرمایا کہ ابھی تنہا ہوا تھا کہ تم آ گئے۔ **بیت**

حال خالی بود حاجتہائے خود را گفتمش
اے نصیحت گو کجائی حاجت اینجا آمدی
سر بزانو بود درویشے یکے از در رسید
گفت تنہائی بگفت آرے شدم تا آمدی

جب خلوت میں بیٹھے تو یہ نیت کرے کہ میں نے لوگوں کو اپنے شر و فساد سے محفوظ رکھنے کے واسطے ہی خلوت کی ہے اور پھر خلوت کو بیکار نہ رکھے، ذکر و فکر میں مشغول رہے اور بقدر ضرورت کھانے و کپڑے پر اکتفا کرے، لوگوں سے میل جول

---

[1] یعنی اور لوگوں کو جو ہم نے طرح طرح کی چیزیں دی ہیں ان پر تم اپنی آنکھیں نہ اٹھاؤ۔

ترک کر دے، نہ فضول بات کہے نہ سنے ہر وقت دل کو خدا سے مشغول رکھے، زبان و دل سے مدد چاہے اور دل خدا سے۔ فرمایا کہ بعض اوقات دیگر اوقات سے خصوصیت رکھتے ہیں جیسے کہ عید کا روز خوشی کے واسطے بھی خصوصیت رکھتا ہے اسی طرح بعض مکان دیگر مکانوں پر خصوصیت رکھتے ہیں اور جو راحت ایک مکان میں ملتی ہے دیگر مکانوں میں نہیں ملتی۔ درویش کو چاہئے کہ زمان و مکان سے باہر نکل جائے نہ شادی رکھے نہ غم ایسا ہو جائے کہ یہ آیت اس پر صادق آئے۔ لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰكُمْ لَكُمْ۔ [1] فرمایا آنے والوں سے میں سنتا تھا کہ شیخ خضر پارہ دوز نے بہار میں خانقاہ بنائی ہے اور درویشوں کی خدمت کرتے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ بہار میں جا کر ان کی خانقاہ میں رہوں اور ان کے بچوں کو پڑھایا کروں میں اسی خیال میں تھا کہ چند روز کے بعد بہار سے ایک شخص آیا اور ان کا خط مجھ کو دیا جس کے اندر انہوں نے مہربانی وعنایت کی بہت سی باتیں لکھی تھیں جن کے دیکھنے سے میں سمجھ گیا مجھ کو پہچان گئے اور وہ ارادہ موقوف کیا۔ فرمایا ابتدائی وقت میں میرا خیال تھا کہ شہر میں نہ رہوں۔ ایک روز میں قتلغ خاں کے حوض پر گیا اور وہاں ایک درویش کو یادِ حق میں مشغول پایا۔ میں نے پوچھا کہ آپ اسی شہر میں رہتے ہیں کہا ہاں۔ میں نے کہا کہ اپنی خوشی سے رہتے ہیں کہا نہیں۔ پھر کہا میں نے ایک دفعہ دروازہ کمال کے باہر خطیرۂ شہیداں میں ایک درویش کو دیکھا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو اپنے ایمان کی سلامتی چاہتا ہے تو اس شہر سے باہر چلا جا۔ اسی وقت میں نے قصد کیا کہ یہاں سے چلا جاؤں مگر چند موانع کے سبب اس وقت تک کہ پچیس سال ہو گئے نہیں جا سکا۔ حضرت فرماتے ہیں درویش کی یہ بات سن کر میں نے پختہ قصد کر لیا کہ ضرور اس شہر سے چلا جاؤں گا ایک خیال یہ بھی ہوتا کہ قصبہ پٹیالی میں چلا جاؤں کیونکہ ان دنوں امیر خسرو بھی وہیں تھے اور ایک

---

[1] تا کہ جو چیز تم سے فوت ہو وے اس پر افسوس نہ کرو اور نہ جو تم کو حاصل ہو اس پر خوش ہو۔

خیال یہ بھی ہوتا کہ بسنا چلا جاؤں آخیر وہاں گیا اور وہاں تین روز رہا مگر کوئی مکان ہاتھ نہ لگا نہ کرایہ کو نہ خرید کو اور تین روز میں ایک شخص کا مہمان تھا۔ ناچار وہاں سے چلا آیا پھر ایک روز میں حوض رانی کی طرف باغ جسرت سنگھ میں گیا اور وہاں میں نے خدا سے التجا کی کہ خداوند میں اس شہر سے جانا چاہتا ہوں اور اپنی خوشی سے کہیں نہیں رہتا جہاں تیری مرضی ہو وہاں مجھ کو رکھ اسی وقت غیاث پور کی آواز میرے کان میں آئی۔ میں نے کبھی یہ نام نہ سنا تھا اور نہ جانتا تھا کہ غیاث پور کہاں ہے اپنے ایک دوست نیشاپوری کے مکان پر گیا کہ ان سے غیاث پور کا پتہ لگاؤں۔ جب ان کو آواز دی تو گھر میں سے جواب آیا کہ وہ غیاث پور گئے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ یہی غیاث پور ہے جس میں رہنے کا مجھ کو حکم ہوا ہے۔ الغرض میں گیا ان دنوں یہ موضع گمنام تھا اور کچھ آباد بھی نہ تھا یہاں تک کہ کیقباد نے کیلوکھڑی میں سکونت اختیار کی اور لوگوں کی آمدورفت اس طرف بکثرت ہونے لگی تب پھر مجھ کو خیال ہوا کہ یہاں سے چلا جانا چاہئے اور سوچا کہ کل جو میں اپنے استاد مولٰنا امین الدین محدث کی فاتحہ سوم میں شریک ہوؤں گا تو شہر میں جا رہوں گا۔ اسی روز عصر کے وقت ایک جوان نحیف و نزار واللہ اعلم بالصواب مردان غیب سے تھا یا کون تھا میرے پاس آیا اور پہلی بات جو اس نے مجھ سے کہی وہ یہ تھی۔ آن روز کہ مہ شدی نہ می دانستی۔ ان شخص نے جو باتیں کہیں وہ میں نے ایک جگہ لکھ رکھی ہیں اور یہ بھی کہا کہ آدمی از خود شہرت نہ چاہے اور جب خدا اس کو مشہور کرے تو یہ اس بات کا خیال رکھے کہ قیامت کے روز حضرت رسول خدا ﷺ کے سامنے شرمندہ نہ ہو یہ کیا قوت اور کیا حوصلہ ہے کہ لوگوں کو چھوڑ کر خلوت نشین ہو جائے۔ جب یہ شخص اس کلام سے فارغ ہوئے میں نے کھانا پیش کیا انہوں نے نہ کھایا تب میں نے دل میں نیت کی کہ اسی جگہ رہوں گا کہیں نہ جاؤں گا۔ اس وقت انہوں نے قدرے نوش کیا اور رُخصت ہوئے پھر میں نے ان کو کہیں نہ دیکھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ۲۲

اخلاق ولطائف کے بیان میں

شیخ الشیوخ حضرت خواجہ نظام الحق والملۃ والدین محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں کہ حسن خلق یہ ہے کہ دل مخلوق کی جفا سے متاثر نہ ہو کیونکہ جب اس نے بخوبی جان لیا کہ تمام افعال کا خالق خدا ہے پھر کسی کی شکایت نہ کرے گا۔ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ حُسن خلق تین باتیں ہیں۔ حرام سے بچنا، حلال کو حاصل کرنا اور اہل وعیال پر کشادگی کرنی۔

اور حضرت حسن فرماتے ہیں حسن خلق یہ ہے کہ چہرہ کشادہ رکھے اور ہاتھوں کو تکلیف پہنچانے سے روک لے بعدہٗ فرمایا ایک کتاب میں اس طرح لکھا ہے کہ یہ فضائل جو اُوپر بیان ہوئے حسن خلق کی تفسیر نہیں ہیں بلکہ اس کا ثمرہ ہیں۔ فرمایا ایک حسن خَلق ہے اور ایک حُسنِ خُلق ہے۔ حسن خَلق یعنی خوبصورتی تین چیزوں پر موقوف ہے آنکھ، ناک اور رخسارہ۔ اگر تینوں درست ہیں تو حسن کامل ہے ورنہ ناقص ہے۔ اسی طرح حسن خُلق یعنی خوش اخلاقی چار باتوں پر موقوف ہے۔ ایک قوت عملیہ، دوسری قوت عصبیہ، تیسری قوت علمیہ جو ان دونوں کو اعتدال پر قائم رکھے اور اعتقاد کو درست کرے، چوتھی قوت شہوانیہ جس کا استعمال طاعت میں کیا جائے۔ فرمایا میں اجودھن شریف تھا کہ ایک جوگی حاضر ہوا۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے ہاں اصل کار کیا چیز ہے۔ اس نے کہا ہمارے ہاں آدمی کے دو عالم رکھے گئے ہیں۔ ایک عالم علوی جو سر سے لے کر ناف تک ہے دوسرا عالم سفلی جو ناف سے

لے کر پاؤں تک ہے۔ عالم علوی میں صدق و صفا اور اخلاق حسنہ ہیں اور عالم سفلی میں پاکی اور پارسائی ہے۔ فرمایا حضرت فرماتے ہیں کہ مجھ کو جوگی کی یہ بات بہت پسند آئی۔

فرمایا حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کس حال میں ہے (جو کفر پر مرا ہے) حضور نے فرمایا دوزخ میں ہے وہ شخص یہ جواب سُن کر نہایت مایوسی کے ساتھ واپس ہوا۔ حضور نے پھر اس کو بلایا اور فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دونوں دوزخ میں ہیں۔ یہ بات حضرت کے حُسن اخلاق کی تھی اور ایسے اخلاق ہی سے صحابہ آپ کی محبت میں اسیر ہوئے تھے اور انہیں اخلاق کی نسبت خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ فرمایا مجھ کو خواب میں ایک کتاب دی گئی جس کے اندر لکھا تھا کہ جہاں تک تجھ سے ہو سکے بندگان خدا کو آرام پہنچا کیونکہ دل معدن ربوبیت ہے۔ **بیت**

می کوش کہ راحتے بجانے برسد
بُرسان کہ دل معدن اسرار ربّ است

فرمایا امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں ایک شخص بالاخانے پر رہتا تھا اور ہر روز رباب بجاتا۔ اگرچہ امام صاحب کو از حد تکلیف ہوتی مگر آپ کچھ نہ فرماتے۔ ایک دفعہ دو تین روز گزر گئے کہ اس شخص کی آواز نہ آئی۔ حضرت نے دریافت کیا کسی نے کہا وہ گرفتار ہو گیا ہے۔ حضرت نے اس کی سفارش کی اور اس کو چھڑا کر لائے پھر وہ شخص از حد شرمندہ ہوا اور حضرت کے ہاتھ پر توبہ کی۔ بزرگوں کا یہی طریقہ ہے کہ لطف و مرحمت سے پیش آتے ہیں۔ **بیت**

زبد گوئی بدگفتہ پنہان کنم
بہ پاداش نیکش پشیمان کنم

خواجہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں احسان یہ ہے کہ برائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کرے کیونکہ محسن کے ساتھ بھلائی کرنے کا احسان اس پر نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ شیخ احمد کے گھر میں چور آیا اور تمام گھر کی تلاشی لی مگر کچھ ہاتھ نہ آیا ناچار خالی ہاتھ واپس جانے لگا۔ شیخ احمد نے آواز دی اور قسم دے کر کہا ذرا ٹھہر جاؤ وہ ٹھہر گیا۔ شیخ احمد کپڑا بنا کرتے تھے۔ اپنے تانے بانے میں سے سات گز کپڑا جو بنا ہوا تھا کاٹ کر چور کے آگے ڈال دیا۔ چور اس کو لے کر چلا گیا۔ دوسرے دن چور مع اپنی ماں کے حاضر ہوا اور توبہ کی۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ اچھا ہو۔ فرمایا ایک روپیہ وہ ہے جو تو غلام آزاد کرنے میں خرچ کرے اور ایک روپیہ وہ ہے جو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے تو ان سب میں بہتر وہی ہے جو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے فرمایا مولانا شمس الملک کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی شاگرد ناغہ کرتا یا کوئی دوست بہت دنوں میں ملنے آتا تو فرماتے کہ میں نے کیا کیا ہے جو تم نہیں آئے تاکہ پھر میں وہی کروں اور تم نہ آؤ اور اگر میں کسی دن ناغہ کرتا تو یہ بیت پڑھتے۔ **بیت**

آخر کم از آنکہ گاہے گاہے
آئی و بما کنی گاہے

فرمایا کہ مولنا شمس الملک مستوفی الممالک تھے۔ تاج ریزہ شاعر نے ان کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا ہے جس کا مطلع یہ ہے۔ **بیت**

صدرا کنون بکام دل دوستان شدی
مستوفی الممالک ہندوستان شدی

بعدہ فرمایا ایک سائل نے مولانا شمس الممالک سے سوال کیا۔ مولانا نے صاف

جواب دے دیا مگر سائل نہ گیا اسی طرح کھڑا رہا۔ مولانا نے کہا کہ کیوں نہیں جاتا اس نے کہا کہ جواب کا جواب آتا ہے۔ مولٰنا نے کہا وہ اس سے پہلے ہی گزر گیا۔ فرمایا ایک دفعہ میں ہانسی میں صبح کے وقت مولانا جمال الدین ہانسوی کا مہمان تھا۔ سردی کے دن مولٰنا نے بھی میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ **بیت**

باروغن گاوٗ اندرین روزے خنک
نیکو باشد ہریشہ و نان و نمک

میں نے کہا ذکر الغائب غیبۃ یعنی غائب کا ذکر غیبت ہے۔ مولانا نے فرمایا غائب نہیں ہے میں نے اس کو حاضر کر لیا ہے پھر دستر خوان بچھایا گیا۔ فرمایا کہ مولٰنا برہان الدین بازار میں کھڑے تھے کہ سنا خواجہ اجل سرزی تشریف لاتے ہیں۔ یہ بھی ان کی ملاقات کو تیار ہوئے جب وہ نزدیک پہنچے اور مولٰنا برہان الدین کی ان پر نظر پڑی تو دیکھا وہ دراز قد فربہ جسم کے شخص ہیں دل میں کہا کہ مردان خدا کا ایسا گوشت و پوست ہونا تعجب ہے اور اس خیال سے سلام بھی نہ کیا۔ خواجہ اجل جب ان کے قریب سے گزرا تو ان کے کان میں کہا کہ تیرے باپ کی میراث کھا کر موٹا ہو گیا ہوں۔ مولانا برہان الدین اسی وقت پیروں میں گر پڑے اور اپنی بدعقیدگی سے توبہ کی۔ قاضی کبیر الدین اور قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ ناگوری اور مولانا برہان الدین بلخی ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ قاضی حمید الدین چھوٹے گھوڑے پر اور وہ دونوں بڑے بڑے گھوڑوں پر سوار تھے۔ مولانا کبیر الدین نے کہا قاضی مرکب شما نیکو صغیر است۔ قاضی صاحب نے فرمایا بہ از کبیر است۔ حضرت فرماتے ہیں دیکھو کیسا جواب دیا کہ ان پر کچھ اعتراض نہیں ہوتا۔ اس کے بعد جو میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو دو صوفی کہیں سے آئے تھے۔ حضرت نے ان پر بڑی مہربانی فرمائی اور دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے کہا اُچہ سے حضرت نے فرمایا شیخ

جمال الدین اچھے ہیں۔ عرض کیا کہ جی ہاں غرض کہ جس بات کو دریافت فرماتے وہ کہتے ارے یعنی ہاں۔ حضرت سمجھ گئے کہ یہ فارسی نہیں جانتے۔ فرمایا ایک مرتبہ محمد بن حسن شیبانی کے پیر میں درد تھا اور پیر پھیلائے بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آ کر سلام کیا۔ آپ نے پیر سکیٹر لیے اور سلام کا جواب دیا۔ اس شخص نے سوال کیا کہ اگر کسی نے صبح کی نماز پڑھی اور تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے سورج نکل آیا تو اس کی نماز پوری ہوئی یا نہیں۔ امام صاحب نے فرمایا ہمارے قول کے موافق نماز ہوگئی اور پھر اس کے دلائل بیان کرنے لگے۔ سائل نے کہا اور اگر آفتاب نہیں نکلا۔ اس کے اس کہنے سے امام صاحب سمجھ گئے کہ یہ شخص جاہل ہے اور اپنا پیر پھیلا دیا۔ فرمایا ایک طالب علم نماز پڑھ رہے تھے اور ایک جاہل ان کے مقتدی تھے۔ چار رکعت کی نماز تھی۔ وہ قعدہ اولیٰ بھول گئے حتیٰ کہ دونوں عالم مقتدیوں کو بھی یاد نہ آیا۔ جب کھڑے ہو گئے تو جاہل مقتدی نے سبحان اللہ کہہ کر اس قدر غل مچایا کہ اپنی نماز خراب کر دی۔ امام نے سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرا اور اس جاہل سے کہا کہ یہ دونوں تو خاموش رہے تو کون ہے کہ تو نے اس قدر غل مچایا کہ اپنی نماز خراب کی۔ حضرت یہی فوائد بیان فرما رہے تھے کہ شمس قوال حاضر ہوا اور قدم بوسی کر کے غرۂ ماہ ربیع الاوّل شریف کی تہنیت میں ایک رباعی پڑھی جس کا آخری بیت یہ ہے۔ **بیت**

خرم باداگزشتن ماہِ صفر

خرم بادا آمدنِ ماہِ ربیع

حضرت قاضی محی الدین کاشانی علیہ الرحمۃ نے عرض کی کہ بہار بخاری نے ماہِ صفر کے آخیر خروج اور ماہ ربیع کے شروع میں ایک قصیدہ کہا ہے جس کا مطلع یہ ہے۔ **مطلع**

مرکب شاہِ ربیع زرچو بسرا علم

ماہِ صفر صفر وار رفت بسوئے عدم

ماہ محرم کہ کرد خاصہ بوقت ربیع

گر تو جمادی بکن سنگدلی اے صنم

حضرت نے فرمایا کہ سنگ ریزہ شاعر اپنے قصیدے میں محرم کو خوب لایا

ہے۔ **بیت**

ماہست جام بادہ کہ دورش مدام باد

از ماہ نیست ازچہ خطابش محرم است

اور فرمایا اسی قسم کے مضمون میں حسن نے بھی اچھا کہا ہے۔ **شعر**

نَزَلْتَ فِیْ قَلْبِیْ وَلَا عَجَبْ

فَالْقَلْبُ بَعْضُ الْمَنَازِلُ الْقَمَرِ [1]

بعد ازاں ارشاد کیا کہ طبیعت موزوں ہو اور الفاظ بر زبان یاد ہوں وہ شعر گوئی میں صاحب تصرف ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ رسول خدا ﷺ اونٹ کی ہیئت پر تشریف فرما تھے اور حضرت امام حسن و امام حسین علیہم السلام کو اُوپر سوار کر کے صحن میں پھر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا اچھا خلق ہے آپ کا یا رسول اللہ اور پھر صاحبزادوں سے مخاطب ہو کر کہا نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُکُمَا۔ تم کو اچھے اونٹ نے اپنے اُوپر سوار کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان سے یوں کہو کہ نِعْمَ الرَّاکِبَانِ اَنْتُمَا یعنی تم دونوں اچھے سوار ہو۔

---

[1] اے معشوق تم میرے قلب میں نازل ہوئے تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ قلب تو منازل قمر ہی میں سے ایک منزل ہے۔

باب ۲۳

تواضع، تکبر اور غضب و تحمل وغیرہ کے بیان میں

حضرت شیخ الشیوخ العالم نظام الحق و الشرع و الملۃ والدین نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کسی شخص نے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہٗ کے ہاتھ قیدیوں کو کھانا بھیجا آپ نے قید خانے میں جا کر قیدیوں کو ایک صف میں بٹھایا اور خود بھی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے۔ فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ بڑی تواضع کی یہ بات ہے کہ جس سے ملے سلام کرے۔ اس کو جواب دے اور مجلس میں معمولی جگہ بیٹھنے سے ناراض نہ ہو اور تعریف و توصیف کو پسند نہ کرے۔ فرمایا ایک روز فرزدق شاعر خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھے کہ مجلس میں سے ایک شخص نے باآواز بلند کہا کہ اس مجلس میں بہترین مردمان و بدترین مردمان موجود ہیں۔ فرزدق نے حضرت خواجہ سے عرض کیا کہ آپ نے سُنا اس شخص نے کیا کہا۔ حضرت نے فرمایا ہاں سُنا۔ مگر مجھ کو معلوم نہیں کہ کون بہترین مردمان ہے اور کون بدترین مردمان ہے یہ بات تو خدا ہی جانتا ہے فرزدق نے عرض کیا کہ بہترین مردمان آپ ہیں اور بدترین کو خدا جانے۔ پھر فرزدق کے انتقال کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور احوال پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ میری روح کو جب کرسی قضا کے روبرو لے گئے تو میں ڈر رہا تھا۔ فرمان ہوا کہ ہم نے تجھ کو بخش دیا کیونکہ تو نے اپنے آپ کو بدترین مردمان جانا تھا۔ فرمایا روزہ رکھنا صرفۂ نان ہے

اور نماز پڑھنی کار بیوہ زنان ہے۔ نفس سے جنگ کرنی کار مرداں ہے تاکہ نفس مطیع ہو کر انکار و تکبر نہ کرے اور اس آیت کا مصداق ہو کر ملعون ابد نہ بنے۔ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ۔ فرمایا عین القضاۃ نور اللہ مرقدہٗ نے لکھا ہے کہ آدمی تین قسم کے ہیں عام، خاص، خاص الخاص۔ اب کیونکر معلوم ہو کہ یہ شخص کس قسم میں سے ہے اس واسطے خود اپنا تجربہ کرے اور دیکھے اگر اس کے تمام افعال خلاف شرع ہوں تو یہ عوام میں سے ہے۔ فرمایا جس شخص سے ایک بھی کسی کا دل آزردہ رہے وہ خواص میں شامل نہیں ہو سکتا۔ **بیت**

مردان راہ رو را کین و جفا نباشد
با رنج ہیچ کس شان ہرگز رضا نباشد

فرمایا شیخ الاسلام شیخ فرید الدین قدس سرہٗ کا ایسا تحمل تھا جس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ فرمایا ایک دفعہ پانچ درویش حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ پانچوں نہایت غضبناک اور سخت کلام تھے۔ حضرت کے آگے سے اُٹھ کر کہنے لگے کہ ہم نے اس قدر سفر کیا مگر کوئی درویش نہ ملا۔ حضرت نے فرمایا بیٹھو میں تمہیں درویش دکھاتا ہوں۔ انہوں نے جلدی کی۔ حضرت نے فرمایا اگر جاتے ہو تو جنگل کے راستہ سے نہ جانا۔ انہوں نے حضرت کے فرمان پر کچھ التفات نہ کیا تب حضرت نے ان کے پیچھے ایک آدمی بھیجا تاکہ دیکھے کہ وہ کدھر جاتے ہیں۔ آدمی نے آ کر عرض کیا کہ وہ بیابان کی طرف گئے ہیں۔ حضرت یہ سنتے ہی بہت روئے پھر اس کے بعد خبر آئی کہ ان میں سے چار آدمی تو لُو سے ہلاک ہوئے اور پانچویں نے ایک کنویں پر پہنچ کر اس قدر پانی پیا کہ وہ بھی ہلاک ہو گیا۔ فرمایا جس کی طبیعت لطیف ہوتی ہے اس کا مزاج جلد متغیر ہوتا ہے۔ مولنا فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔ **بیت**

آنم کہ ببینم و زو ناخوش گردم
وزنیمۂ نیم ذرۂ دلکش گردم
از آب لطیف تر مزاج دارم
دریاب مرا وگرنہ آتش گردم

فرمایا جیسے کہ شہوت بے محل کام میں لانی حرام ہے اسی طرح غصہ بھی بے محل حرام ہے۔ ایک غصہ کرنا ہے اور دوسرا تحمل کرنا ہے تو فضیلت اسی کو ہے جو تحمل کرے۔ فرمایا شیخ چھجو ساکن اندر پت ہمیشہ مجھ کو بُرا کہتا اور میرے واسطے برائی چاہتا۔ برا کہنے سے برائی چاہنی بدتر ہے جب وہ مرگیا تو اس کے سوم کے روز اس کی قبر پر گیا اور دُعاء کی کہ خداوند اس نے مجھ کو جو کچھ کہا اور جو کچھ کیا میں نے اس کو معاف کر دیا تو میرے سبب سے اس کو عذاب نہ کیجیو۔ کہتے ہیں صوفی کا حال فی سبیل اللہ اور صوفی کا خون مباح ہے۔ جب یہ بات ہے تو پھر برا کہنے پر کیوں جھگڑا کرے۔ **رباعی**

گیرم کہ نمازہا بسیار کنی
وز روزۂ دہر شخص بیمار کنی
با دل نہ شکنی ز غصہ و کینہ تہی
صد خرمن بنجار برسر بار کنی

فرمایا ایک نفس ہے اور ایک قلب ہے جب کوئی شخص نفس کے ساتھ پیش آئے تو قلب کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ نفس میں سراسر فتنہ و فساد ہے اور قلب ہمہ تن سکون و رضا ہے۔ جب کوئی شخص جھگڑالو کھڑا ہوا اور اس نے اور اس نے سکون و رضا کے ساتھ جواب دیا تو پھر کہاں تک فساد بڑھے گا۔ **بیت**

زہر بادے چو کاہے گر بلرزی
اگر کوہے بہ کاہے ہم نیرزی

اگر کسی کو برا کہے یا عیب لگائے تو پہلے خود سوچ لے کہ اس عیب کا اندیشہ اس کے اندر ہے یا نہیں اگر ہو تو خود شرمندہ ہو جائے اور اگر نہ ہو تو خدا کا شکریہ ادا کرے کہ اس کو عیب سے محفوظ رکھا۔ دوسرے کو طعن نہ کرے فرمایا اگر کوئی کسی کا عیب نہ بیان کرے اور نہ کسی کو برا کہے اور خود بد ہو تو اس کو بھی نیکوں میں شمار کیا جائے گا۔ **بیت**

گر با عیبی عیب نہ جوئی نیکی
ور بدباشی و بد نہ گوئی نیکی

اگر کوئی بد ہے اور خلق خدا کو برا کہتا ہے تو دیکھو اس کی بدی کی کہاں تک حد ہے۔ فرمایا جفا کا تحمل کرے غصہ کو پی لینا اور معاف کر دینا چاہئے۔ بدلہ لینے کی فکر میں نہ رہے۔ حضرت ﷺ جنت میں بڑے بڑے عالی شان محل ملاحظہ فرمائے۔ جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ محل کن لوگوں کے ہیں۔ عرض کیا کہ غصہ پینے والوں اور معاف کرنیوالوں کے واسطے ہیں۔ خواجہ ابوسعید ابوالخیر قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا ہے۔ **بیت**

ہر کہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد
ہر کہ مارا یار نبود خدایش یار باد
ہر کہ اندر راہ خارے نہداز دشمنی
ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بے خار باد

فرمایا عام طور پر لوگ دوستوں کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں مگر درویش دشمنوں کے ساتھ بھی بھلائی کرتے ہیں۔ **بیت**

بے درد رفیقان را این درد اگر نہ دہی
ز انصاف طلب کردن آزار بد آید

ایک دفعہ حضرت محبوب الٰہی باورچی خانہ کی چھت پر تشریف فرما تھے آپ کے اُوپر تو سایہ تھا اور ہم تمام مرید دھوپ میں حاضر تھے گرمی کے سبب ہمارا پسینہ بہ

رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا تم دھوپ میں بیٹھے ہو اور میں سایہ میں بیٹھا ہوں یہ بات مجھ کو اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ پھر اسی کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ بداؤں میں ایک بزرگ شیخ موئے تاب تھے۔ ایک دفعہ ان کے یاروں نے ان کی دعوت کی اور کھیر پکا کر لائے۔ حضرت نے فرمایا اس کھانے میں خیانت ہوئی ہے اور ہوا یہ تھا کہ کھیر میں جب جوش آیا تو دو آدمیوں نے تھوڑا دودھ نکال کر پی لیا اور ایسی بات درویشوں میں بہت بڑی خطا ہے۔ الغرض شیخ شاہی نے فرمایا کہ درویشوں کے آگے کھانا پیش کرنے سے پہلے نہ کھانا چاہیے۔ ان دو آدمیوں نے عذر بیان کیا۔ شیخ نے فرمایا دودھ کو نکال لینا اچھا تھا اور کھانا برا تھا۔ اس کے بعد یہ دونوں شخص دھوپ میں کھڑے تھے اور گرمی کے مارے پسینہ بہ رہا تھا۔ شیخ نے ان کا حال دیکھ کر فرمایا کہ حجام کو بلاؤ کسی نے پوچھا کیا کیجئے گا۔ فرمایا کہ جس قدر ان کا پسینہ گرا ہے اسی قدر میں اپنا خون گراؤں گا۔ حضرت فرماتے ہیں دیکھو اس قدر محبت اور پھر ایسا انصاف فرمایا میں حضرت شیخ الاسلام شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں حاضر تھا کہ چند نوجوان جو خواجگان چشت ہی سے پیوند رکھتے تھے۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے آپس میں کچھ جھگڑا ہے۔ حضرت اپنے مریدوں میں سے کسی کو حکم دیں جو ہمارا جھگڑا سُن لیں۔ حضرت نے مجھ کو اور مولانا بدر الدین اسحاق کو حکم دیا کہ تم سنو ہم ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے آپس میں گفتگو شروع کی ایک نے کہا میں نے آپ سے یہ عرض کیا تھا اور آپ نے فرمایا پھر میں نے یہ گزارش کی یا میری سمجھ میں نہیں آیا یا میں نے غلطی کی تھی۔ دوسرے نے بھی اسی طرح جواب دیئے کہ خطا میری تھی آپ حق پر ہیں۔ غرضیکہ ایسی عمدگی اور لطافت کے ساتھ تقریر کی کہ دونوں پر گریہ طاری ہوا اور ہم نے کہا ان کو خدا نے ہماری تعلیم کے واسطے بھیجا ہے کہ جھگڑے اسی طرح فیصل کرنے چاہئیں کہ گردن کی رگ نہ اُبھرے یعنی غصہ کا اثر ظاہر نہ ہو۔

باب ۲۴

اولیاء اللہ کے ذکر اور کرامت کے بیان میں

فرمایا حضرت ابو حفص نیشاپوری حج کے واسطے تشریف لے گئے جب بغداد میں پہنچے تو خواجہ جنید بغدادی ان کی ملاقات کو تشریف لائے لوگوں کو تعجب تھا کہ ان دونوں بزرگوں میں بات چیت کیونکر ہو گی اس لئے کہ خواجہ جنید فارسی زبان سے بالکل ناواقف تھے اور ایسے ہی خواجہ ابو حفص عربی بالکل نہ جانتے تھے۔ جب خواجہ جنید نے عربی میں گفتگو شروع کی تو خواجہ ابو حفص نے برجستہ نہایت فصاحت کے ساتھ ہر بات کا جواب دیا۔ لوگ حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ بیشک یہ ان کی کرامت ہے کیونکہ جو بات عوام کو تعیم سے حاصل ہوتی ہے اولیاء اللہ کو بغیر تعلیم کے حاصل ہو جاتی ہے۔ فرمایا تین باتیں کرامت سے حاصل ہوتی ہیں ایک علم بے تعلم دوسرے جو باتیں عوام کو خواب میں معلوم ہوتی ہیں وہ اولیاء اللہ بیداری میں دیکھ لیتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ عوام کا تصور جو اثر ان کے اندر کرتا ہے۔ اولیاء اللہ کا تصور وہی اثر غیروں پر کرتا ہے۔ مثلاً جب کوئی شخص ترشی کا تصور کرے تو اس کے منہ میں پانی بھر آئے گا۔ کرامت والا جب یہ تصور دوسرے کی نسبت کرے گا تو یہی اثر اس کے اندر مرتب ہو گا۔ مثلاً تصور کرے کہ فلاں شخص مردہ ہے تو ضرور وہ شخص مر جائے گا یا تصور کرے کہ فلاں شخص حاضر ہو تو فوراً حاضر ہو گا۔ اس کے بعد جب میں حاضر ہو کر قدم بوسی سے مشرف ہوا تو فرمایا کہ ایک دفعہ گرمی کا موسم تھا اور میں جمعہ

کی نماز کے واسطے مسجد کی کوٹھری میں جا رہا تھا، روزے کے سبب سے سر میں چکر آیا اور ایک دکان میں بیٹھ گیا اور دل میں خیال آیا کہ سواری پاس ہوتی تو بلا وقت پہنچ جاتا۔ پھر شیخ سعدی کا یہ بیت دل میں آیا اور اس خطرہ سے توبہ کی۔ **بیت**

در طلب دوستان ما قدم از سر کنیم

رہ نہ برد بہ کہ بہ اقدام رفت

اس کے تین روز کے بعد شیخ نور الدین ملک یاریران کے ایک مرید میرے پاس گھوڑی لائے اور پیش کرنے لگے۔ میں نے قبول نہ کی اور کہا تم ایک درویش آدمی ہو میں تمہارا ہدیہ کیونکر قبول کروں۔ درویش نے عرض کیا کہ مجھ کو میرے پیر کا یہی حکم ہے کہ حضرت کی خدمت میں یہ گھوڑی نذر کر دے۔ حضرت نے فرمایا تمہارے پیر کا تم کو یہ حکم ہے اگر میرے پیر مجھ کو قبول کرنے کا حکم دیں گے تو میں قبول کرلوں گا۔ تیسرے روز پھر وہ شخص گھوڑی لایا اور میں نے اس کو منجانب اللہ سمجھ کر قبول کیا۔ پھر وہ گھوڑی میں نے اپنے بھانجے محمد کو دے دی اور اس روز سے میرے اصطبل میں گھوڑوں کی کمی نہیں رہی۔[1] قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ فِيْ الْخَلْوَاتِ كَفَى اللّٰهُ حَوَاجَهٗ بِالْخَطَرَاتِ یعنی جو شخص خلوتوں میں خدا کی عبادت کرتا ہے خدا اس کی حاجتیں خطرات کے ساتھ پوری کرتا ہے تو حضرت کے ساتھ یہ ایسا ہی موقع ہوا۔ فرمایا میں نے ابتدائے حال میں یہ عہد کیا تھا نہ کوئی کتاب خریدوں گا نہ لکھواؤں گا۔ اس کے بعد میں نے ایک شخص کے پاس اربعین امام غزالی دیکھی اور مجھ کو بہت پسند آئی۔ مگر دل میں میں نے کہا میں نے تو یہ عہد کرلیا ہے اس واسطے وہ کتاب نہ لی مگر میرے دل میں اس کا خیال رہا پھر چند روز کے بعد ہی بطور ہدیہ کے ایک شخص مجھ کو دے گیا۔ فرمایا جامع

---

[1] یہ حکایت سیرت نظامی یعنی محبوب الٰہی کی سوانح عمری میں بڑی تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

اجودھن میں ایک شخص قاضی کی طرف سے خطیب تھا اس نے نماز میں ایسا غلط پڑھا کہ سب لوگوں نے نماز دہرائی۔ اس پر قاضی عبد اللہ نے جو اجودھن کے قاضی تھے لوگوں کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور ان کے بیٹے محمد ابو الفضل نے جو ایک جنگ جو شخص تھا کہا کہ جا بجا سے یہ چند لوگ کام سے بھاگ بھاگ کر یہاں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد جب حضرت مکان پر تشریف لائے تو یاراں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر کوئی کسی کے ساتھ بدزبانی کرے اور وہ تحمل سے کام لے تو خیر ورنہ اگر وہ بھی جواب دے تو جائز ہے۔ حضرت کا یہ فرمانا تھا کہ اسی وقت قاضی کے بیٹے پر فالج گرا۔ قاضی حضرت کی خدمت میں ایک سیر قند سفید اور ایک سیر روغن اور ایک سیر میدہ اور دس سیر شکر لے کر حاضر ہوا اور یہ دُعاء کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا کہ عبد اللہ اٹھارہ برس سے میں تمہاری باتیں سُن کر صبر و تحمل کر رہا تھا۔ اب جو کچھ قرآن شریف کا حکم ہو میں اس کی فال لیتا ہوں۔ قرآن شریف کھولا تو اس میں یہ آیت برآمد ہوئی۔ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ حضرت نے فرمایا بس یہی حکم ہے۔ ہر چند قاضی نے الحاح وزاری کی مگر آپ نے دُعا نہ فرمائی اور ارشاد کیا کہ تیر نشانہ پر پہنچ گیا اور جو کچھ وہ لائے تھے سب واپس کیا جب قاضی واپس گھر پہنچے تو بیٹے کو مردہ پایا۔ **رباعی**

ہان تا بجفا قصد خطائے نکنی
خودرا ہدف تیر بلائے نکنی
جانے کہ بعد مرگ نیابی ہشدار
تا بر سریک آہ گدائی نکنی

فرمایا شیخ جلال الدین تبریزی دہلی میں تشریف لائے تو شیخ نجم الدین صغریٰ نے جو دہلی کے شیخ الاسلام تھے ان سے جھگڑا کیا اور دہلی میں رہنے نہ دیا۔ جب وہ بداؤں پہنچے تو سوت ندی کے کنارے پر تجدید وضو کر کے یاراں سے فرمایا کہ

آؤ شیخ الاسلام دہلی کے جنازے پر نماز پڑھ لیں ابھی وقت ان کا انتقال ہوا ہے پھر نماز کے بعد فرمایا کہ انہوں نے مجھ کو دہلی سے نکالا تھا میرے شیخ نے ان کو جہان سے باہر کر دیا۔ بندہ علی بن محمود جاندار عرض کرتا ہے کہ چھجو طبیب پسر صالح بقال حضرت کے مریدان سے تھا۔ جب وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا حضرت اس کو دن ہی دن میں رُخصت فرما دیتے۔ شب کو خانقاہ میں نہ رہنے دیتے یہاں تک کہ اس نے حاضر ہونا موقوف کر دیا۔ میں اس کے پاس دوا لینے جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جو گیا تو میں نے کہا تم کو یک لخت حاضری ترک کرنی نہ چاہیے۔ مہینہ میں ایک بار ہی حاضر ہو جایا کرو اگر واپس آنا مشکل ہو تو وہیں کسی کے مکان میں ٹھہر جانا۔ میرے اس کہنے سے ناراضگی کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہوئے پھر اس کے بعد جو میں گیا تو دیکھا کہ ان کے پیر پر سخت ورم ہے اور درد کی تکلیف سے بے چین ہو رہا ہے۔ میں نے کہا تم نے حاضری چھوڑی اس کا مزہ چکھا، رو کر کہنے لگا کہ تم حضرت کی خدمت میں حاضر ہو تو میری طرف سے یہ روپے پیش کرنا اور میرے واسطے دُعا کرانا۔ میں وہ روپے لے کر اس کے گھر سے باہر نکلا تو گرہ کھل کر روپے گر پڑے میں نے پھر اُٹھا کر باندھے اور حضرت کی خدمت میں لے جا کر پیش کیے۔ حضرت نے فرمایا یہ کیسے ہیں میں نے تمام حال عرض کیا۔ آپ نے وہ روپے واپس کر دیئے اور دُعا نہ فرمائی جب میں واپس آیا تو معلوم ہوا اسکا انتقال ہو گیا تھا۔

فرمایا شیخ محمود موئے دوز کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا غلام بھاگ گیا ہے۔ آپ نے اس کا نام پوچھا اس نے غلام کا نام بتایا۔ آپ نے تھوڑا تأمل کر کے فرمایا کہ مل جائے گا مگر جب مل جائے تو مجھ کو خبر کر دینا۔ وہ شخص چلا گیا اور غلام اس کا مل گیا۔ مگر وہ شیخ کی خدمت میں نہ آیا۔ اتفاقاً پھر وہ غلام بھاگ گیا اور یہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیخ نے فرمایا پہلے تو نے مجھ کو خبر نہ کی اب وہ ایسا بھاگا ہے کہ تیرے ہاتھ نہ آئے گا۔ فرمایا جس زمانے میں کہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت شیخ جلال الدین تبریزی اور شیخ برہان الدین رحمہم اللہ ملتان میں تشریف رکھتے تھے تو مغلوں کا لشکر ملتان کے نیچے آ پہنچا۔ حضرت خواجہ قطب الدین نے ایک تیر قباچہ حاکم ملتان کو عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ یہ تیر مغلوں کے لشکر کی طرف پھینک دو۔ حاکم نے ایسا ہی کیا اور صبح کو دیکھا تو ایک مغل بھی نہ رہا سب رات ہی رات بھاگ گئے۔

حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اپنے یاروں سے آیہ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ کی تفسیر بیان کر رہے تھے کہ نیند بغیر اُونگ کے نہیں آتی اور اُونگ بغیر نیند کے آ جاتی ہے کسی نے پوچھا وَلَا نَوْمٌ کے کیا معنی ہیں آپ نے فرمایا لا بہ معنی کیفیت ہے یعنی جب کہ ذات باری پر اُونگ کا آنا جائز نہیں تو پھر نیند کیسے آ سکتی ہے ایک طالب علم سنا نام حاضر تھا اس نے کہا یہ آپ کہاں سے فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے پیر سے سُنا ہے۔ اس نے کوئی ناسزا کلمہ کہا۔ آپ خاموش ہو رہے پھر فرمایا میں تجھ کو کیا جواب دوں اگر میرے ماں باپ کو کہتا تو میں صبر کر لیتا اب جو تو نے میرے پیر کو کہا ہے تو میں صبر نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد سنا مذکور اس قدر پریشان حال ہوا کہ حمالی پر اس کا گزارا تھا۔ اس آرزو میں رہتا کہ کوئی شراب ہی کا بوجھ اس سے اُٹھوائے اور مزدوری دے۔

فرمایا شیخ زکریا ملتانی نے تین مرتبہ تجارت کی ہر بار نقصان ہوا یہاں تک کہ ایک روز ان کے چچا نے طعنہ دیا کہ تجھ لڑکے کی بجائے اگر لڑکی ہوتی تو بہتر تھا۔ شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت تمام کاروبار چھوڑ کر بخارا چلے گئے اور تحصیل علم میں مشغول ہوئے پھر وہیں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت اختیار کی اور علم کے موافق عمل کر کے ایسی نعمت حاصل کی کہ جو بیان سے باہر ہے۔ ہر شخص کو ایک کام کے واسطے پیدا کیا ہے اور یہی کام اس سے ٹھیک ہوتا ہے۔ **نظم**

ہمہ کارہا میامیز باہم
زہر پیشہ کارے ہمی خوب کارے
زمطرب نوائے و ساقی نبیذے
زمعشوق بوسے و دلبر کنارے

فرمایا حضرت شیخ معین الدین حسن سنجری کے فرزندوں نے اجمیر میں ایک گاؤں آباد کیا تھا اور وہاں کے حاکم سے اس کی سند لینی چاہی اس نے نہ دی تب انہوں نے حضرت خواجہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ دہلی تشریف لے جا کر بادشاہ سے سند لائیں۔ الغرض خواجہ دہلی میں تشریف لائے اور خواجہ قطب الدین سے اپنے تشریف لانے کا سبب بیان فرمایا۔ خواجہ قطب الدین نے عرض کیا کہ آپ کیوں تکلیف فرمائیں میں جاتا ہوں۔ پھر قطب الدین سلطان شمس الدین التمش کی بارگاہ میں تشریف لائے۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ حضرت کبھی بادشاہ سے ملنے تشریف نہ لے گئے تھے۔ جب بادشاہ کو ضرورت ہوتی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ الغرض بادشاہ نے بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ حضرت کو بٹھایا۔ اسی اثنا میں قاضی رکن الدین حلوائی جو صوبہ اودھ کے قاضی تھے آئے اور حضرت خواجہ سے بالا دست بیٹھ گئے اور سلطان کو ان کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری۔ یہ بھی اس بات کو سمجھ گئے کہنے لگے حلوہ کاک کے اُوپر رکھا جاتا ہے اگر حلوائی کاکی سے بالا دست بیٹھ گیا تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اس کے بعد بھی جب سلطان کا مزاج درست نہ ہوا تو قاضی نے معذرت کی۔ الغرض خواجہ قطب الدین نے اپنے تشریف لانے کا سبب بیان کیا سلطان نے اسی وقت اس گاؤں کا فرمان اور ایک تھیلی اشرفیوں کی نذر گزرانی۔ حضرت اس کو لے کر خواجہ معین الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ گاؤں کا فرمان ہے اور یہ تھیلی خرچ راہ ہے۔ اس کے بعد خواجہ معین الدین شیخ نجم الدین صغریٰ شیخ الاسلام دہلی سے ملاقات کے واسطے تشریف لے گئے کیونکہ ان

حضرت سے خواجہ کا بھائی چارہ تھا۔ شیخ نجم الدین اس وقت اپنے مکان میں ایک چبوترہ بنوا رہے تھے حضرت خواجہ کی طرف ملتفت نہ ہوئے۔ حضرت خواجہ دوسری طرف سے ان کے سامنے گئے، انہوں نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا تب حضرت خواجہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ نجم الدین کیا ہوا۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے بختیار کو میرے اُوپر کیوں مسلط کیا ہے۔ حضرت خواجہ سمجھ گئے کہ اس شخص کو حسد ہو گیا ہے۔ آخر آپ رُخصت کے وقت خواجہ قطب الدین سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ اجمیر چل کر میری جگہ بیٹھو میں تمہارے سامنے کھڑا رہوں گا یہاں تم اس قدر مشہور ہوئے ہو کہ لوگ تمہاری شکایت کرتے ہیں۔ اپنے تئیں پوشیدہ رکھنا بہتر ہے۔ خواجہ قطب الدین نے عرض کیا میری کیا مجال ہے کہ حضرت کے سامنے کھڑا ہو سکوں چہ جائے کہ حضرت کے روبرو بیٹھوں۔ الغرض حضرت خواجہ معین الدین ہنوز اجمیر نہ پہنچے تھے کہ دہلی میں حضرت خواجہ قطب الدین نے انتقال فرمایا۔

بندہ علی بن محمود جاندار عرض کرتا ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں دستار لے گیا ہوں۔ صبح کو میں نے دستار خریدی اور خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور خواب کا واقعہ عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کے گز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سات گز ہے۔ خواجہ اقبال کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا تم نے کیا کیا۔ عرض کیا میں نے آدمی بھیجا ہے فرمایا واپس بلا لو۔ پھر ارشاد کیا کہ رات کو میں نے اقبال سے کہا تھا کہ اب گرم ہوا چلنے لگی سات گز کی دستار لے آنا۔ اب جو تم لے آئے تو میں نے جان لیا کہ یہ خدا کی بھیجی ہوئی ہے۔ اس کے بعد حضرت نے اس کو زیب سر فرمایا۔ فرمایا ایک دفعہ دہلی میں بارش نہ ہوئی تھی۔ شیخ نظام الدین ابوالمؤید بارش کی دُعا کیا کرتے تھے۔ اس دفعہ بھی نماز استسقا پڑھ کے منبر پر تشریف لائے اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اے اللہ اگر مینہ نہ برسائے گا تو میں آبادی میں نہ رہوں گا۔ یہ کہہ کر منبر سے اُتر آئے۔ اسی وقت مینہ برسنا شروع ہوا پھر سید

قطب الدین ان سے ملے اور کہا مجھ کو آپ کے ساتھ پورا اعتقاد ہے اور میں جانتا ہوں کہ آپ خدا سے راز و نیاز رکھتے ہیں مگر یہ بات آپ نے کیوں کہی۔ شیخ نظام الدین ابو المؤید نے فرمایا میں جانتا تھا کہ ضرور برسے گا۔ سید قطب الدین نے کہا ایک دفعہ سید نور الدین غزنوی سے سلطان شمس الدین کی مجلس میں میری گفتگو ہوئی تھی اور میں نے ان کو ایسا لفظ کہا تھا جو ان کو سخت ناگوار گزرا۔ اب میں ان کے مزار پر گیا اور کہا تم مجھ سے ناراض ہو اور لوگوں نے مجھ سے دُعائے باراں کے واسطے کہا ہے۔ اگر تم صلح نہ کرو گے تو میں دُعا نہ کروں گا۔ ان کے روضہ میں سے آواز آئی کہ تم جاؤ دُعا مانگو۔ فرمایا بیان کرتے ہیں کہ روم میں ایک جوان تھا اس نے خواجہ سنائی کی یہ بیت سنی۔ **بیت**

اے کہ شنیدی صفت روم و چین
خیز و بیا ملکِ سنائی ببین
پائے بنہ چرخ بزیرِ قدم
دست بنہ و ملک بزیرِ نگین

ان کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ ایک شخص کمبل اوڑھے مسجد میں قبلہ رو بیٹھے ہیں اس نے سلام کے بعد عرض کیا کہ آپ ہی نے یہ بیت فرمائی ہے۔ مجھ کو دکھایئے کہ وہ آپ کا ملک کونسا ہے خواجہ سنائی نے فرمایا ہاں میں اپنا ملک تم کو دکھاتا ہوں۔ میرے پاس آ کر بیٹھ جاؤ۔ جوان بیٹھ گیا۔ خواجہ سنائی نے اپنے سینہ پر سے کمبل اُٹھا کر اس کے اُوپر ڈالا یہ بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو پوچھا میرا ملک دیکھا۔ اس نے عرض کیا جی ہاں دیکھ لیا ان کے سینہ میں کیا چیز تھی جو اس جوان نے دیکھ لی۔

فرمایا شیخ حاجی روز یہاں ایک بزرگ تھے جن کا مزار دروازہ غزنین کی فصیل میں ہے ایک روز ان بزرگ نے دُعا کی کہ خداوند آج کسی اپنے ولی کو بھیج

جس کے ساتھ میں کھانا کھاؤں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد بارش شروع ہوئی اور ظہیر الدین سقا میرزائی کے دامن کمر سے باندھے کھچڑی کی پتیلی طباق سے ڈھکے ہوئے لے کر آئے اور کہا ابھی میں کھانے کو بیٹھا تھا کہ دل میں خیال آیا کہ اس وقت شیخ حاجی نے ان سے اپنی دُعا کا ذکر کیا۔ فرمایا بدایوں میں ایک بزرگ شیخ شاہی موئے تاب تھے یہ ایک دفعہ شیخ نظام الدین ابو المؤید کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ شیخ نظام الدین نے ان سے فرمایا کہ آپ میرے واسطے دُعا کیجئے تا کہ میرا مرض دور ہو۔ انہوں نے ہر چند عذر کیا مگر شیخ نظام الدین نے ایک نہ سنا اور کہا میں اپنے دو یاروں کو بلاتا ہوں ان کو بھی آپ اپنے ساتھ شریک کیجئے۔ پھر شیخ شرف الدین اور ایک اور صاحب کو جو درزی کا کام کرتے تھے بلوا کر ان کے حوالے کیا۔ خواجہ شاہی نے ان دونوں سے فرمایا کہ شیخ نظام الدین نے مجھ سے اس کام کی فرمائش کی ہے تو سر سے سینہ تک میں لیتا ہوں اور سینہ سے پیر تک تم دونوں کا حصہ ہے پھر یہ تینوں دُعا میں مشغول ہوئے اور شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت صحت پائی۔

شیخ شاہی موئے تاب بارہا فرماتے تھے کہ جو شخص اپنی حاجت لے کر تین روز میری قبر پر آئے اور اس کی حاجت پوری نہ ہو تو چوتھے روز وہ میری قبر کو اینٹ کر دے (یعنی توڑ ڈالے)۔

فرمایا غزنین کے ایک شخص عبد اللہ رومی نام حضرت شیخ الاسلام شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہٗ کی خدمت میں رہتے تھے ایک عرصہ کے بعد ان کو سفر ملتان کا اتفاق ہوا۔ حضرت سے عرض کیا کہ میں ملتان جانا چاہتا ہوں راستہ پر خوف و خطر ہے۔ حضرت میرے واسطے دُعا فرمائیں کہ میں بسلامت پہنچ جاؤں۔ حضرت نے فرمایا یہاں سے فلاں مقام تک جہاں ایک حوض ہے میری سرحد ہے اور اس حوض سے ملتان تک شیخ بہاء الدین زکریا کی سرحد ہے۔ میری سرحد میں تم صحیح و سلامت

پہنچ جاؤ گے۔ عبداللہ رومی کہتے ہیں کہ حضرت کا یہ کلام سُن کر میں روانہ ہوا اور اس حوض تک راستہ میں مجھ کو کچھ اندیشہ نہ ہوا۔ جب میں حوض پر پہنچا وضو کر کے دوگانہ پڑھا اور شیخ بہاؤ الدین زکریا سے استمداد کی کہ یا حضرت اب میں آپ کی سرحد میں داخل ہوتا ہوں۔ یہاں تک تو حضرت شیخ فرید الدین نے میری حفاظت کی اب آپ کیجئے پھر اس کے بعد روانہ ہوا اور صحیح سلامت ملتان پہنچ گیا۔ جب حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کی خدمت میں پہنچا تو میں کمبل ولبادہ پہنے ہوئے تھا۔ حضرت نے فرمایا یہ شیطانی لباس کیوں پہنا ہے اور بہت باتیں کیں میں حیران ہوا کہ لوگ تو سونے چاندی کے خزانے رکھتے ہیں میں ان کو کچھ نہیں کہتا اور میں نے ایک کمبل پہنا ہے تو اس پر یہ فرما رہے ہیں کہتے ہیں کہ جب شیخ نے یہ دیکھا کہ میں جامہ سے بالکل باہر ہو گیا ہوں۔ فرمایا اس قدر خفا کیوں ہوتے ہو حوض پر کا قصہ یاد کرو پھر بتاؤ میری کیا تقصیر ہے۔

فرمایا خرق عادات کی چار قسمیں ہیں۔ معجزہ، کرامت، معونت اور استدراج۔ معجزہ انبیا سے صادر ہوتا ہے جو علم کامل اور عمل کامل رکھتے ہیں اور اہل صحو ہیں اور کرامت اولیاء سے ظاہر ہوتی ہے یہ بھی علمِ کامل وعملِ کامل رکھتے ہیں۔ مگر اولیاء و انبیاء میں فرق یہ ہے کہ انبیاء غالب الحال ہیں اور اولیاء مغلوب الحال ہیں اور معونت وہ ہے جو بعض دیوانوں سے ظاہر ہوتی ہے جو نہ علم رکھتے ہیں نہ عمل۔ ان سے جو کوئی بات خرقِ عادات کی قسم سے صادر ہو جائے تو معونت کہلائے گی اور جو بات اہلِ کفر سے پیدا ہو جو بالکل ایمان نہیں رکھتے جیسے جادو وغیرہ ہے کو اس کو استدراج کہتے ہیں۔ امام قشیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اولیاء اللہ سے کرامت ہونی جائز ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک قرآن شریف میں سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں آصف بن برخیا کا قول اور تخت بلقیس کو ایک طرفۃ العین میں لا کر موجود کرنا اس کی قوی

دلیل ہے کیونکہ آصف ولی تھے نبی نہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز خطبہ میں یا ساریہ الجبل الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ سے بچو، پہاڑ سے بچو کہا۔ حالانکہ اس وقت ساریہ شہر نہاوند میں تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں۔ پھر کسی نے ساریہ سے پوچھا کہ تم نے کیونکر جانا۔ کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر فرماتے ہیں یا ساریہ الجبل الجبل. کراماتِ اولیاء کے حق ہونے پر تمام اُمت کا اجماع ہے اور جس اُمت کے ولی سے کرامت ظاہر ہوتی ہے وہ اس اُمت کے نبی کا معجزہ شمار کی جاتی ہے اور چونکہ نبی پر معجزہ کا ظاہر کرنا واجب ہے جس کے سبب سے ان کی نبوت کا ثبوت ہو کیونکہ بغیر معجزہ کے نبوت ثابت نہیں ہوتی اسی سبب سے معجزے پر ایمان لانا بھی واجب ہے اور ولی کو جو کرامت ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس سبب سے کرامت پر ایمان لانا بھی واجب نہیں۔ انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور محفوظ بھی اور اولیاء معصوم نہیں ہوتے مگر محفوظ ہوتے ہیں۔ معصوم کے یہ معنی ہیں کہ انبیا گناہ کا قصد نہیں کرتے اور محفوظ کے یہ معنی ہیں کہ فرائض میں ان سے تقصیر نہیں ہوتی۔ مطلب یہ کہ انبیاء سے قصداً کوئی لغزش نہیں ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا [1] اور اولیاء قصداً عبادت میں تاخیر نہیں کرتے ہیں اور جو بات بلا قصد ہو جائے اس پر مواخذہ نہیں ہے۔ فرمایا اولیاء کے تین مرتبے ہیں ایک ولی تو وہ ہے کہ نہ اس کو خود خبر ہو اور نہ کوئی اور اس کو ولی جانے اور دوسرا ولی وہ ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو ولی نہ جانے اور لوگ اس کو ولی جانیں۔ تیسرا ولی وہ ہے کہ لوگ بھی اس کو ولی جانیں اور وہ بھی اپنے آپ کو ولی جانے۔ فرمایا انبیاء کے واسطے عزل [2] نہیں ہے اور اولیاء کو عزل ہو جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

---

[1] یعنی حضرت آدم نے قصداً گیہوں نہ کھایا تھا بلکہ سہواً کھایا تھا۔

[2] یعنی انبیاء کو ان کے مرتبہ سے تنزل نہیں ہوتا اور اولیاء کو تنزل ہو جاتا ہے۔

باب ۲۵

اخفائے کرامت کے بیان میں

شیخ شیوخ العالم خواجہ نظام الحق والدین قدس سرہٗ نے فرمایا۔ شیخ عثمان حرب آبادی بڑے بزرگ تھے۔ انہوں نے ایک تفسیر بھی نہایت معتبر لکھی ہے۔ غزنین میں سبزی و ترکاری پکا کر فروخت کرتے تھے اس کے بعد حضرت نے عنایت غیبی کے بیان میں یہ بیت پڑھا۔ **بیت**

حق بہ شبان تاج نبوت دہد
ورنہ نبوت چہ شناسد شبان

کھوٹے دام لا کر لوگ ان سے سبزی خریدتے اور یہ جانتے کہ دام کھوٹے ہیں مگر پھر بھی واپس نہ کرتے۔ یہاں تک کہ لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ شیخ عثمان کھرے کھوٹے میں تمیز نہیں کرتے ہیں۔ جب ان کے انتقال کا وقت قریب پہنچا تو جس قدر کھوٹے دام تھے سب کو ایک تھیلی میں بھر کر اپنے پاس رکھا اور آسمان کی طرف منہ کر کے دُعا کی کہ خداوند تعالیٰ تو جانتا ہے کہ تیری مخلوق نے مجھ کو کھوٹے دام دیئے ہیں میں نے ان کو قبول کیا واپس نہ کیا۔ مجھ سے جو تیری کھوٹی طاعت ہوئی ہے تو واپس نہ کیجیو۔ پھر فرمایا ایک دفعہ ایک صاحب دل درویش ان کے پاس آئے اور کھانا طلب کیا۔ شیخ عثمان نے کفگیر بھر کر نکالا تو تمام موتی نکل آئے درویش نے کہا کہ میں ان سنگریزوں کو کیا کروں۔ مجھ کو کھانے کی چیز دو۔ پھر شیخ نے کفگیر نکالا تو اشرفیاں نکلیں۔ درویش نے کہا میں یہ نہیں لیتا مجھے کھانے کی چیز دو۔ تب تیسری بار کھانا نکالا درویش نے یہ حال دیکھ کر شیخ عثمان سے کہا اب تم کو یہاں رہنا

نہ چاہیئے۔ اس کے چند ہی روز میں شیخ نے وفات فرمائی۔ درویش سے جب اس طرح کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں تو پھر اس کو دُنیا کے اندر منہ دکھانا نہ چاہیے۔ خواجہ سنائی نے یہ مضمون نظم کیا ہے۔ **نظم**

ہیچ منما جمالِ جان افروز
چون بخودی برو سپند بسوز
آن جمالِ تو چیست مستی تو
واں سپندِ تو چیست مستی تو

فرمایا اولیاء سے جو ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں یہ ان کی مستی ہے۔ اولیاء اصحاب سکرو صحو میں بخلاف انبیاء کے کہ وہ صرف اہل صحو ہیں۔ خواجہ سنائی کا مطلب یہ ہے کہ جب تو نے اپنی ہستی ظاہر کی تو پھر اپنی ہستی کو قائم نہ رکھ یعنی دُنیا سے سفر کر جا۔ اس شعر کا یہی مطلب ہے۔ ؎

آن جمال تو چیست مستی تو
واں سپند تو چیست مستی تو

فرمایا جب اولیاء اللہ پر غلبہ شوق طاری ہوتا ہے تو اس قسم کی باتیں ان سے سرزد ہوتی ہیں۔ مگر جو کامل لوگ ہیں کسی وقت ان سے راز فاش نہیں ہوتا۔ **مصرع**

مردان ہزار بادہ خوردند و تشنہ رفتند

فرمایا اسرار پوشیدہ رکھنے کے واسطے بڑا حوصلہ چاہیئے۔ **نظم**

اگر مشک خالص نداری مگو
اگر ہست خود فاش گردد بہ تو
اگر تو نہی پائے چوبیں بلند
کہ در چشم طفلان نمائی بلند

بسوگند خوردن کہ زر مغربی است
چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست

فرمایا شیخ شاہی ہوئے تاب کی بدایوں میں بہت شہرت ہوئی۔ جہاں جاتے لوگوں کا مجمع ان کے ساتھ ہوتا اور یہ خواجہ شاہی سیدؔخدم تھے۔ ان کے زمانہ میں ایک مجذوب محمود نہالی نام ان سے ملے اور کہا اے سید تم نے گرمی خوب گرم کی ہے عنقریب جل جاؤ گے۔ ایسا ہی ہوا کہ خواجہ شاہی نے خواب فرماتے ہوئے انتقال کیا۔

زنار طریقت است قبول عامہ
شہرت چہ کنی خراب ہنگامہ

فرمایا ایک کتاب میں لکھا ہے کہ بندہ کے سامنے مشرق سے مغرب تک کی تمام چیزیں پیش ہوتی ہیں۔ خدا کے نزدیک وہ مچھر کے برابر بھی نہیں۔

فرمایا بعض ولی مرنے کے بعد مشہور نہیں ہوتے کیونکہ وہ زندگی میں اپنی شہرت چاہتے ہیں بندہ نے عرض کیا کیا اولیاء بھی شہرت چاہتے ہیں۔ فرمایا ہاں وہ معصوم تو نہیں ہیں۔ فرمایا ناگور میں ایک بزرگ شیخ حمید الدین صوفی نام حضرت خواجہ معین الدین کے خلیفہ تھے ان سے کسی نے پوچھا کہ بعض اولیاء جب انتقال کرتے ہیں ان کا نام باقی نہیں رہتا اور بعض اولیاء کی وفات کے بعد بھی ان کی شہرت قائم رہتی ہے بلکہ بہت بڑھ جاتی ہے اس تفاوتِ حال کا کیا سبب ہے۔ فرمایا کہ جو ولی اپنی زندگی میں شہرت کی کوشش کرتا ہے اس کی وفات کے بعد اس کا نام تمام جہان میں مشہور ہوتا ہے۔ فرمایا حضرت شیخ فرید الدین ایک مدت ہانسی میں رہے علم وافر تھا اس پر عمل کیا مشہور ہو گئے تب وہاں سے اپنے آباؤ اجداد کے مقام پر چلے گئے مگر چونکہ یہ جگہ ملتان سے قریب تھی یہاں بھی مشہور ہو گئے تب خیال کیا کہ یہاں سے لاہور چلا جاؤں جو اس وقت ویران پڑا ہوا تھا اور وہاں پر دربار بھی ہے آخر ستائیس سال

آپ نے اجودھن میں گزارے اور وہیں وفات پائی۔ **بیت**

دشت و کہسار گیر ہمچو وحوش
خانہ تسلیم کن بہ گربہ و موش

فرمایا شیخ الاسلام شیخ فرید الدین فرماتے تھے۔ **بیت**

ہر کہ در بندِ نام و آوازہ است
خانہ او بروںِ دروازہ است

فرمایا خواجہ ابوالحسن نوری اپنی مناجات میں فرماتے تھے کہ خداوند مجھ کو اپنے بندوں کے درمیان پوشیدہ رکھ کہ ہاتف نے آواز دی کہ اے ابوالحسن بندوں میں حق پوشیدہ نہیں رہتا اور خواجہ احمد بن حنبل یہ دُعا کرتے تھے کہ خداوند مجھ کو اپنے بندوں میں بلند مرتبہ اور اپنے نفس میں نہایت ذلیل اور اپنے نزدیک اپنے متوسط بندوں میں شمار کر۔

برحمتک یا ارحم الرحمین

باب ۳۶

ضیافت، آدابِ طعام اور بذل ایثار کے بیان میں

شیخ الاسلام حضرت خواجہ نظام الحق و الشرع و الملۃ والدین قدس اللہ سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ جبرئیل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے فرمایا اے جبرئیل کہاں آئے تھے اور کیا کام عرض کیا کیا آج حکم ہوا ہے کہ خدا کے ایک بندہ کو خلّت کا خلعت پہناؤں اور خلیل اللہ کا خطاب دوں۔ حضرت نے فرمایا وہ بندہ کون ہے میں اس کی خاک پاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤں۔ جبرئیل نے عرض کیا کہ وہ بندے آپ ہی تو ہیں یہ سنتے ہی حضرت ابراہیم خوشی کے مارے بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا اے جبرئیل کس عمل کے صلہ میں یہ خلعت مجھ پر مرحمت ہوا ہے۔ جبرئیل نے کہا مہمانوں کی خبرگیری اور روٹی کھلانے سے۔ حضرت ابراہیم کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کوئی مہمان آپ کے یہاں نہ آتا تو ایک ایک دو دو میل آپ مہمان کی تلاش میں جایا کرتے اور جب تک مہمان نہ آتا کھانا نہ کھاتے اور اب تک بھی آپ کے مزار مقدس پر کوئی شب مہمان سے خالی نہیں ہوتی۔ بادشاہوں نے گاؤں وقف کر رکھے ہیں جن سے مہمانوں کا خرچ کیا جاتا ہے اور ہمیشہ ضیافت رہتی ہے۔

فرمایا خواجہ سید احمد نور اللہ مرقدہٗ نے ایک روز میں اپنے نفس سے مجادلہ کر رہا تھا جو عبادت میں اس کے آگے پیش کرتا وہ بلا عذر قبول کر لیتا یہاں تک کہ

اطعام طعام کا جب ذکر آیا تو نفس نے بہانے کرنے شروع کیے میں سمجھ گیا کہ خدا کے نزدیک اس سے بہتر عبادت نہیں ہے پھر یہی کام میں نے اختیار کیا۔ حضرت فرماتے ہیں اسی سبب سے ان کے خاندان پاک میں بمقابلہ دیگر عبادات نماز و روزہ وغیرہ کے یہ عبادت یعنی مہمان نوازی بہت ہے۔ فرمایا حدیث شریف میں وارد ہے کہ سورج نہیں طلوع ہوتا مگر اس کے ساتھ دو فرشتے یہ دُعا کرتے ہیں کہ اے خدا خرچ کرنے والے کو نعم البدل عنایت کر اور خرچ نہ کرنے والے کا مال تلف کر۔ فرمایا کہ جس قدر ہو سکے مہمان کی مدارات کرے۔ حدیث میں آیا ہے مَنْ زَارَ حَیًّا وَلَمْ یَذُقْ مِنْهُ شَیْئًا فَکَاَنَّمَا زَارَ مَیِّتًا یعنی جس شخص نے زندہ سے ملاقات کی اور اس کے پاس کچھ نہ کھایا تو گویا اس نے مردہ سے ملاقات کی۔ فرمایا حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا فرمان ہے کہ جس نے ایک درم اپنے دوستوں پر خرچ کیا تو یہ ایسا ہے جیسے سو درم صدقہ دیئے اور اگر سو درم یاروں پر خرچ کیا تو گویا ایک غلام آزاد کیا۔ فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ تین کھانوں کا بندہ سے حساب نہ لیا جائے گا۔ ایک سحری دوسرے روزہ کی افطاری تیسرے وہ کھانا جو کہ دوستوں کے ساتھ کھائے۔ فرمایا ایک دولت مند اکثر اوقات حضرت عین القضات کی خدمت میں پیش کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جو حضرت کو ضرورت ہوئی تو کسی اور شخص نے اسکو پورا کیا یہ خبر اس دولت مند کو بھی ہوئی۔ اس نے حضرت سے عرض کیا کہ کیا وجہ یہ دولت مجھ کو عنایت نہ کی دوسرے سے کیوں یہ خدمت انجام دلوائی۔ حضرت نے جواب دیا کہ تم اس شخص جیسے نہ بنو جو کہتا تھا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَ مُحَمَّدًا وَّلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا۔ [۲] اس بات کا رنج نہ کرو اور ان لوگوں کی صفت اختیار کرو جن کا یہ قول ہے۔ **بیت**

---

[۲] یعنی اے اللہ مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم کر اور کسی اور پر ہمارے ساتھ رحم نہ کر۔ یہ ایک دیہاتی شخص تھا حضور نے اس کو منع کیا اور فرمایا تو نے کشادہ کو تنگ کر دیا یعنی خدا کی رحمت کو۔

اے باغباں بیاودرِ باغ بازکن

چوں در اسیر رویۂ من در فرازکن

فرمایا ایک درویش کئی سال کے بعد سفر سے اپنے گھر واپس آئے لوگ ملنے جلنے کو آتے تھے ایک ضعیف العمر بھی آئے اور پوچھا کہ اس سفر میں تم نے کیا کیا عجائب و غرائب دیکھے درویش نے بیان کیا کہ میں قطب عالم سے ملا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ تمام عالم ڈیڑھ آدمی ہے آدھا آدمی تو وہ ہے جو ہر وقت مصلّٰی بچھائے عبادت میں مصروف رہے اور پورا مرد وہ ہے جو ایک روٹی فقیر کو دے۔ حضرت محبوب الٰہی یہی بیان فرمارہے تھے کہ قاضی محی الدین کاشانی علیہ الرحمۃ نے عرض کیا میں نے تالیف خواجہ عثمان اسمٰعیل دیکھی ہے اس کے اندر دو سو حدیثیں جمع کی ہیں اور دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ دو سو حدیثیں سو استادوں سے مع سند کے یاد کی ہیں ان میں سے ایک حدیث صحیحین کی متفق علیہ ہے اور دوسری احاد ہے اور ان سب میں سے اس وقت ایک حدیث مجھ کو یاد رہی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ خوشی ہے اس شخص کو جس نے مجھ کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور سات بار خوشی ہے اس کو جس نے مجھے نہیں دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔ حضرت نے فرمایا یہ حدیث دلیل عقلی کے مواثق ہے۔ کیونکہ ایمان بالغیب ایمان مشاہدہ سے زیادہ راسخ ہوتا ہے اس کے بعد قاضی صاحب نے اسی کتاب کی اس حدیث کا مضمون بیان کیا کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد نے صومعہ بنا کر ساٹھ برس خدا کی عبادت کی ہے دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر قیام کرتا آخر ایک عورت اس کے قریب آئی اور یہ اس پر مفتون ہو کر چھ روز اس کے ساتھ بدکاری میں مشغول رہا پھر ساتویں روز پشیمان ہو کر ایک مسجد میں پہنچا تین روز کے فاقہ سے تھا کہ ایک شخص نے ایک روٹی اس کو دی افطار کا وقت قریب تھا اور وہ درویش اس کے دائیں بائیں بیٹھے تھے وہ روٹی اس نے ان کو دے دی اور

خود خاموش ہو رہا پھر اسی وقت ملک الموت نے اس کی روح قبض کر کے بارگاہ الٰہی میں حاضر کی وہاں پر اس کے اعمال تولے گئے چھ روز کی بدکاری ساٹھ برس کی عبادت پر غالب آئی اور وہ روٹی جو ان درویشوں کو دی تھی اس گناہ پر غالب آئی اور عابد نے نجات پائی۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس حدیث پر عمل کرنا لازم سمجھو۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک زاہد نے سالہا سال خدا کی عبادت کی تھی آخیر ایک عورت کے فتنہ میں پھنس گیا اور اس زاہد کی ایک کرامت یہ تھی کہ ہر وقت ابر کا ایک ٹکڑا اس کے سر پر سایہ فگن رہتا۔ اب جو یہ گناہ سرزد ہوا تو وہ سایہ بھی جاتا رہا۔ زاہد یہ حال دیکھ کر بہت شرمندہ ہوا اور ایک مسجد میں پہنچا یہاں دس بارہ آدمی ختم توریت پڑھ رہے تھے اور دس روٹیاں ان کی مقرر تھیں۔ آج شام جو روٹیاں آئیں تو ایک روٹی اس زاہد کو بھی ملی اور ان دس میں ایک شخص محروم رہا وہ بہت خفا ہوا کہ میرا حصہ اس زاہد نے چھین لیا۔ زاہد نے یہ سنتے ہی وہ روٹی اس کے آگے رکھ دی اور اس کی رضا کا طالب ہوا فوراً ابر رحمت نے اس کے سر پر سایہ کیا یعنی اس کی توبہ قبول ہو گئی اور یہ خوشی خوشی خدا کا شکر کرتا ہوا واپس آیا۔ قاضی محی الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ تحریص عند اللہ کیا ہے فرمایا کہ اطعام و ایثار کہ یہ بہت بڑی بات ہے۔ پھر فرمایا کہ عبادت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک لازمی اور ایک متعدی لازمی وہ ہے کہ جس کا نفع عبادت کرنے والے ہی تک محدود رہے اور متعدی وہ ہے جس سے دوسرے کو بھی نفع پہنچے جیسے کھانا کھلانا یا کسی قسم کی راحت پہنچانا۔ فرمایا عبادت لازمی میں اخلاص شرط ہے اور عبادت متعدی میں شرط نہیں ہے۔ جس وقت دیا اسی وقت ثواب ہو گیا۔ ایک دفعہ میں حضرت کے جماعت خانہ میں رات کو حاضر رہا اور ایک شخص خواجہ متّیٰ مریدان حضرت شیخ شہاب سے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ تہجد کے واسطے وضو کرنے گئے پیچھے کوئی شخص ان کا لحاف لے گیا۔ جب وہ

واپس آئے تو لحاف نہ پایا۔ محمود بیاسائی سے لڑنے لگے کہ میرا لحاف کون لے گیا۔ انہوں نے کہا تم جاتے وقت مجھ سے کیوں نہ کہہ گئے مجھ کو کیا خبر۔ مولانا محمود اودھی جماعت خانہ کے ایک گوشہ میں مشغول تھے۔ یہ گفتگو سن کر تشریف لائے اور اپنا لحاف خواجہ محمن کو دے دیا۔ جب یہ ذکر حضور محبوب الٰہی نے سنا مولنا اودھی کو خاص اپنا لحاف عنایت فرمایا اور بہت تحسین و آفریں کی اور دُعا دی۔ ظہر کی نماز کے بعد حضور تشریف رکھتے تھے کہ درویش حاضر ہوا اور زمین بوسی کر کے بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا کہاں سے آئے ہو عرض کیا ملک قنبر بیگ کے مکان میں فروکش ہوں تین مہینے ہو گئے کہ وہی روٹی کپڑے کی خبر لے رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے محل میں ایک مکان مسافروں کے واسطے مخصوص کر دیا ہے آنے والے وہیں ٹھہرتے ہیں اور روٹی کپڑا ان کو ملتا ہے۔ حضرت نے یہ سن کر قنبر بیگ کے حق میں بہت کچھ دُعا فرمائی۔ فرمایا میں نے بی بی فاطمہ سام سے سنا ہے فرماتی تھیں کہ جو بندہ خدا کے واسطے کسی کو روٹی کاٹ کر اور پانی کا آبخورہ دیتا ہے خدا اس کو ایسی دینی و دنیوی نعمت عطا کرتا ہے جو لاکھوں نماز روزے سے بھی حاصل نہیں ہوتی۔ فرمایا ایک دفعہ میں حضرت شیخ الاسلام شیخ فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ فرمانے لگے کہ ایک روز میں نے کچھ گیہوں کے دانے چڑیوں کے آگے ڈالے اور دوسرے روز ایک شخص مجھ کو ایک من گیہوں اور ایک تنکہ نقد دے گیا اس کے بعد حضرت نے یہ بیت پڑھا۔ بیت

خورش دہ بہ کنجشک وکبک و حمام
کہ تا گہ ہمائے در افتد بہ دام

فرمایا شیخ ابو اسحاق گازرونی ایک نور باف کے فرزند تھے اپنے گاؤں میں سوت کھول رہے تھے کہ حضرت عبد اللہ خفیف کا ادھر سے گزر ہوا ان کو بغور دیکھا اور

فرمایا اے لڑکے تو میرا مرید ہو جا۔ انہوں نے کہا مرید کیونکر ہوتے ہیں میں نہیں جانتا۔ حضرت عبداللہ نے کہا میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہو کہ تمہارا مرید ہوا۔ ابو اسحاق نے ایسا ہی کیا اور کہا کہ پھر کیا کروں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا جب تم کھانا کھاؤ تو اس میں کچھ دوسروں کو بھی دیا کرو۔ خواجہ ابو اسحاق نے اس پر عمل شروع کیا یہاں تک کہ ایک روز تین درویش صاحب دل ان کے گاؤں میں آئے یہ ان کو دیکھ کر بھاگے ہوئے گئے اور تین روٹیاں لا کر ان کے آگے رکھ دیں۔ ان درویشوں نے نوش فرمائیں اور آپس میں کہا کہ اس بچہ نے خوب کام کیا اس کو کچھ دُنیا چاہئے۔ ایک درویش نے کہا میں نے اس کو دُنیا دی۔ دوسرے نے کہا دُنیا کے سب سے بڑے فتنہ میں یہ پھنس جائے گا۔ تیسرے نے کہا ہم نے اس کو دُنیا بھی دی اور دین بھی دیا۔ یہ شیخ ابو اسحاق ایسے بڑے بزرگ ہوئے ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتا اور ان کی وفات کے بعد ان کے روضہ میں اس قدر نعمت و برکت ہے کہ جس کی حد نہیں اور سونا اور چاندی وغیرہ نعمتوں کا ڈھیر لگا رہتا ہے۔ فرمایا بدایوں میں ایک مجذوب مسعود نخاسی نام تھے۔ خواجہ زین الدین عیسیٰ ساکن مدرسہ مغزی نے ان سے کہا کہ مجھ کو نصیحت کیجئے مجذوب نے کہا کہ میرے واسطے شراب منگاؤ۔ خواجہ نے شراب منگوائی مجذوب نے کہا ندی پر چلو یہ ان کے ساتھ ہو لئے جب کہ ندی پر پہنچے تو مجذوب نے کہا کہ ساقی بنو اور مجھ کو شراب پلاؤ۔ خواجہ نے شراب پلائی۔ مجذوب جب مست ہو گئے تو کہا میں ندی میں نہا لوں پھر نصیحت کروں گا خواجہ بیٹھے رہے جب مجذوب نہا کر باہر نکلے تو خواجہ سے کہا کہ ان پانچ باتوں پر عمل کرو ایک تو گھر کا دروازہ آنے والوں کے واسطے کھلا رکھو۔ دوسرے خوش پیشانی کے ساتھ پیش آؤ۔ تیسرے تھوڑا یا بہت جو کچھ تمہارے پاس ہو کسی سے دریغ نہ رکھو چوتھے یہ کہ کسی پر اپنا بوجھ نہ رکھنا۔ پانچویں یہ کہ دوسروں کا بوجھ خود اُٹھانا۔ فرمایا ایک درویش گجرات

سے آئے تھے انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ گجرات میں ایک مجذوب کامل سے میری ملاقات ہوئی۔ میں اور وہ ایک ہی حجرے میں رہتے تھے۔ ایک روز میں حوض پر گیا اور اس حوض پر ہر کسی کو جانے اور پیر دھونے نہیں دیتے ہیں۔ میری حوض کے نگہبان سے ملاقات تھی اس نے مجھ کو جانے دیا۔ میں وضو کرکے فارغ ہوا تھا کہ ایک عورت مٹکا میرے پاس لائی اور کہا اس کو بھر دو میں نے بھر دیا۔ پھر ایک عورت نے دیا غرض کہ چار پانچ مٹکے بھر بھر کے دیئے پھر میں اپنے حجرے میں آیا اور نماز کے واسطے بلند تکبیر کہی۔ مجذوب وہاں سوتے تھے جاگ اُٹھے اور کہا یہ کیا شوروغل مچایا ہے کام وہی تھا جو تو نے مٹکے بھر بھر کے دیئے تھے۔ احیاء العلوم میں جابر بن عبد اللہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے جس نے کسی کا اس کی مرغوب طبع چیز سے شکم سیر کیا خدا اس کے واسطے ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا اور ایک لاکھ گناہ معاف فرمائے گا اور تین جنتوں سے اس کو رزق دے گا۔ جنت الفردوس، جنت العدن اور جنت الخلد سے فرمایا رسول اللہ ﷺ کی خدمت جب اصحاب حاضر ہوتے حضور ان کو بغیر کچھ کھلائے واپس نہ فرماتے تھے اور شیخ بدر الدین غزنوی کے پاس جب کوئی جاتا اور ان کے گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ ہوتی تو خادم کو حکم دیتے کہ پانی ہی پلاؤ اور فرماتے کہ کچھ تکلف نہ کرنا چاہئے۔ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا رسول خدا ﷺ نے ہم کو حکم فرمایا ہے کہ ہم مہمان کے واسطے تکلف نہ کیا کریں جو کچھ ہمارے پاس موجود ہو وہی حاضر کر دیں۔ جو مہمان مسافر ہو اس کے واسطے تکلف کرنا اور قرض لینا بھی جائز ہے مگر جو لوگ اپنے یاران و دوستان ہیں ان کی تواضع کے واسطے قرض وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ایسی تواضع سے پھر تقاطع کا اندیشہ ہوتا ہے یعنی میل ومحبت میں فرق پڑتا ہے۔ ابو رافع حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ کو حکم دیا فلاں یہودی کے

پاس جا کر کہو کہ میرے ہاں ایک مہمان آیا ہے اس کے واسطے اس قدر آٹا دے دو۔ میں نے یہودی سے کہا۔ اس نے جواب دیا کہ میں بغیر رہن کے نہ دوں گا میں نے یہی جواب حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں آسمان میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں۔ تم یہ میری زرہ لے جاؤ اور اس کے پاس رہن رکھ دو۔ فرمایا ادب یہ ہے کہ جب مجلس میں داخل ہو جہاں خالی جگہ دیکھے بیٹھ جائے۔ ایک دفعہ حضرت رسول خدا ﷺ تشریف فرما تھے اور صحابۂ کرام نے آپ کے گرد حلقہ کیا تھا کہ تین شخص حاضر ہوئے ایک تو حلقہ میں جگہ دیکھ کر بیٹھ گیا اور دوسرے کو جب حلقہ میں جگہ نہ ملی تو لوگوں کے پس پشت بیٹھ گیا اور تیسرا جگہ نہ ملنے سے واپس چلا گیا۔ اسی وقت حضرت جبرئیل خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ حلقہ میں جو شخص آ کر بیٹھا ہے میں نے اس کو اپنی پناہ میں لیا ہے اور جو شخص شرم کے سبب سے پیچھے بیٹھ گیا ہے مجھ کو اس سے شرم ہے قیامت کے روز اس کو رسوا نہ کروں گا اور تیسرے نے یہاں سے منہ پھیرا لہٰذا میری رحمت نے اس سے منہ پھیرا۔ کوشش یہی کرنی چاہئے کہ حلقہ کے اندر شامل ہو کیونکہ حلقہ میں شامل ہونے سے انسان محفوظ ہو جاتا ہے اور اگر حلقہ میں جگہ نہ ملے تو لوگوں کے پس پشت بیٹھ جائے۔ فرمایا ایک دفعہ حضرت رسول خدا ﷺ کے اصحاب تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص نے آ کر سلام کیا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ایک شخص نے اس کو جواب دیا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ و مغفرتہٗ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سلام کے اندر برکاتہٗ سے زیادہ نہیں آیا ہے۔ ایک دفعہ شیخ ابو القاسم نصیر آبادی اپنے مرشد حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر کی خدمت میں تمام یاران و مریدان کے ساتھ کھانے میں مصروف تھے کہ امام الحرمین امام غزالی کے استاذ تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے شیخ ابو القاسم وغیرہ نے ان کی طرف

کچھ التفات نہ کیا آخر جب یہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو امام الحرمین نے فرمایا کہ میں نے آپ لوگوں کو سلام کیا آپ نے جواب بھی نہ دیا۔ شیخ ابو القاسم نے فرمایا کہ کھانا کھانے والوں کے پاس جو شخص آئے اس کو لازم ہے کہ بغیر سلام کئے بیٹھ جائے جب لوگ کھانے سے فارغ ہوں اور ہاتھ دھو ڈالیں اس وقت اُٹھ کر سلام کرے امام الحرمین نے فرمایا یہ بات آپ عقل سے کہتے ہیں یا نقل سے شیخ ابو القاسم نے فرمایا کہ عقل سے کیونکہ جو شخص اس نیت سے کھانا کھاتا ہے کہ اس کے ذریعہ سے عبادت کی قوت بہم پہنچے تو اس کا کھانا عین عبادت ہے اور عبادت مثلاً نماز میں جو شخص مشغول ہے وہ سلام کا جواب کیسے دے سکتا ہے۔ فرمایا لازم ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھولیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس شخص کو اپنے گھر میں برکت بڑھانی منظور ہو وہ کھانے کے وقت ہاتھ دھوئے جب ہاتھ کام کاج کے سبب کسی چیز میں آلودہ ہو تو ضرور اس کو دھونا چاہئے اور جب کھانا کھالے تو یہ نیت کرے کہ عبادت میں قوت نصیب ہو تاکہ اس کھانے کا بھی ثواب پائے۔ فرمایا میزبان کا حق ہے کہ مہمان کے ہاتھ دھلائے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی اور خود ان کے ہاتھ دھلانے لگے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عذر کیا کیونکہ یہ امام مالک کے شاگرد تھے۔ امام مالک نے فرمایا تم ناخوش نہ ہو سنت یہی ہے کہ میزبان مہمان کے ہاتھ دھلائے۔ ہارون الرشید نے ابو معاویہ ضریر کی دعوت کی اور کھانے کے بعد خود ہاتھ دھلائے اس وقت کسی نے ابو معاویہ سے پوچھا کہ تم کو خبر ہے کہ تمہارے ہاتھ کون دھلا رہا ہے ابو معاویہ نے کہا کہ نہیں۔ کہا امیر المومنین ہیں۔ ابو معاویہ نے کہا اے امیر المومنین تم نے علم و اہل علم کا اکرام و اجلال کیا خداوند تعالیٰ تمہارا اکرام و اجلال کرے گا۔ کھانے کے وقت پہلے لقمہ کے ساتھ بسم اللہ دوسرے کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور آخر لقمہ کے ساتھ الحمد للہ

کہے اور نیز مناسب ہے کہ پہلے لقمہ کے ساتھ بسم اللہ کہے اور دوسرے کے ساتھ بلند آواز سے کہئے تاکہ اور لوگوں کو بھی یاد آ جائے اور اگر ہر لقمہ پر بسم اللہ کہے تو بہت ہی افضل ہے تاکہ طعام ذکر الٰہی کو مانع نہ ہو۔ کھانے کی ابتدا و انتہا نمک کے ساتھ کرنی چاہئے رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے اے علی تم کھانے کو نمک کے ساتھ شروع اور ختم کیا کرو کیونکہ نمک ستر مرضوں کی دوا ہے۔ کھانے کے اندر پانی نہ پیو مگر جب گلے میں نوالہ اٹک جائے یا تشنگی صادق ہو تو پی لے اور کھانے کے بعد خدا کا حمد و شکر بجا لائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے کھانے کے بعد یہ دُعا پڑھی اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَ ارْزَقَنِیْ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔ [1] اور لِاِیْلٰفِ سے سورۂ فاتحہ تک پڑھے نعمت و برکت و ثواب حاصل ہوگا جب پانی پینا چاہے تو کوزہ دائیں ہاتھ میں لے کر بسم اللہ کہے اور منہ سے لگائے پھر الحمد للہ کہہ کر ہٹائے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر پھر منہ سے لگائے اور پھر الحمد للہ رب العالمین کہہ کر ختم کرے۔ غرضیکہ ایک ہی سانس میں پانی نہ پیو تین سانس میں پینا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک سانس میں پانی نہ پیا کرو کیونکہ ایک سانس میں پانی پینے سے درد جگر پیدا ہوتا ہے۔ نیز حدیث میں وارد ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے علی جب تم پانی پی کر فارغ ہوا کرو تو یہ دُعا پڑھو: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَقَانَا مَاءً عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ یَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا۔ [2] اس کے پڑھنے سے تم شکر گزاروں میں لکھے جاؤ گے۔ جب کسی مکان میں جا کر کھانا کھائے تو اس کو اس طرح دُعا دے۔ اَفْطَرَ عِنْدَكَ الصَّائِمُوْنَ وَ اَكَلَ طَعَامَكَ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ [3] فرمایا شیخ بدر الدین غزنوی کے ہاں ایک دفعہ دعوت تھی۔ ایک درویش نے کھانے میں آلودہ ہاتھ سے پانی کا آبخورہ اُٹھا کر پینا

---

[1] شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو یہ کھانا کھلایا بغیر قوت و طاقت کے۔

شروع کیا۔ شیخ بدر الدین کو اس کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری اور چاہا کہ اس سے باز پرس کریں مگر قاضی منہاج نے سفارش کر کے درگزر کرائی۔ شیخ بدر الدین کا ناراض ہونا اس سبب سے تھا کہ آلودہ ہاتھ آبخورہ کو لگانے سے اور لوگوں کو کراہت آتی ہے۔ حضرت محبوب الٰہی یہی فوائد بیان فرما رہے تھے کہ دستر خوان بچھایا گیا۔ حضرت روزے سے تھے فوائد بیان فرماتے رہے اور یاران کھانے میں مصروف ہوئے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بعض یاران نے حمد اور بعض نے تکبیر کہی۔ حضرت نے فرمایا مجھ کو یہ مشکل درپیش تھی کہ کھانے کے بعد تکبیر کہنا کہاں سے ثابت ہے۔ آخر یہ حدیث میری نظر میں گزری کہ ایک دفعہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے سامنے کھانے سے فارغ ہوئے تو حضور نے فرمایا مجھ کو اُمید ہے کہ تم نصف اہل جنت ہو ہم نے پھر تحمید و تکبیر کہی۔ تو اب معلوم ہوا کہ تکبیر بھی حمد ہی کے قبیل سے ہے اور درویش اسی بنا پر تکبیر کہتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بقیہ ❷ شکر ہے خدا کا جس نے ہم کو پانی پلایا اپنی رحمت سے اور اس کو کھاری کڑوا نہ بنایا۔

❸ روزہ داروں نے تمہارے پاس روزہ افطار کیا اور نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تمہارے لئے دعا کی۔

باب ۲۷

سماع کے بیان میں

شیخ شیوخ العالم قطب اوتاد بنی آدم حضرت نظام الحق والدین قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا کہ مشائخ کی نظمیں بہت ہیں خصوصاً شیخ احمد کرمانی [1]، شیخ ابو سعید ابو الخیر اور شیخ سیف الدین باخرزی بڑے صاحب علم تھے۔ ایک دفعہ ان کے مریدوں نے عرض کیا کہ ہر ایک بزرگ نے کوئی نہ کوئی کتاب اپنی یادگار چھوڑی ہے حضور بھی کچھ تالیف کریں۔ فرمایا میرا ہر بیت ایک کتاب ہے۔ فرمایا میں نے شیخ بدر الدین سے سنا ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین یہ بیت بہت پڑھا کرتے تھے۔ **بیت**

سودائے تو اندر دلِ دیوانۂ ماست ہر چہ آں نہ حدیث تست افسانۂ ماست

بیگانہ کہ از گفت او خویش من است خویشے کہ نہ از تو گفت بیگانۂ ماست

فرمایا شیخ فرید الحق والدین قدس اللہ روحہٗ کو میں نے دیکھا کہ حجرہ کے اندر سر برہنہ کئے ہوئے تشریف رکھتے ہیں۔ چہرہ متغیر اور زبان مبارک پر بیت جاری ہے۔ **بیت**

خواہم کہ ہمیشہ دروِ وفائے تو زیم

خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم

مقصودِ منِ خستہ زکونین توئی

از بہر تو میرم و از برائے تو زیم

یہ بیت پڑھ کے سجدہ کیا پھر سر اٹھا کر وجد میں مشغول ہوئے اور اسی طرح کرتے

---

[1] اس کتاب میں تو شیخ احمد کرمانی لکھا ہے مگر مشہور شیخ اوحد کرمانی ہے۔ شاید کسی کاتب نے غلطی سے اوحد کی جگہ احمد لکھ دیا۔

رہے۔ میں نے حجرہ کے اندر جا کر پیروں میں سر رکھ دیا۔ فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو۔
میں نے ایک دینی چیز مانگی جو حضرت نے مجھ کو عنایت فرمائی۔ پھر میں پشیمان ہوا
کہ میں نے سماع کے اندر وفات ہونے کی فرمائش کیوں نہ کی۔ حضرت قاضی محی
الدین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضرت مخدوم نے کونسی چیز طلب کی تھی فرمایا
استقامت۔ فرمایا ایک دفعہ حضرت شیخ فرید الدین نور اللہ مرقدہٗ پر ایک حال طاری
تھا۔ حضرت نے ایک مرید کو آواز دی وہ نماز میں مشغول تھے تھوڑی دیر کے بعد سلام
پھیر کر عرض کیا لبیک حضرت نے فرمایا اب وہ وقت گزر گیا۔ ؎

گر وقت خوش ہست غنیمت می دار
کارا چو نمازہا قضا نتوان کرد

شیخ سیف الدین باخرزی بارہا فرماتے تھے کہ مجھ کو خواجہ سنائی کے ایک قصیدے نے
مسلمان کیا ہے یہ دو بیتیں اسی قصیدے کی ہیں۔ **بیت**

خار پائے عیاران در کارہ
درکف دست دین ہند عیاری ہمو
بر سر طور مواظبور شہوت میزنی
عشق مردان ترانی رابدین خواری مجو

اور شیخ سیف الدین بارہا یہ بھی فرماتے کہ اگر کوئی مجھ کو خواجہ سنائی کے مرقد کی خاک
لادے تو میں اس کو اپنی آنکھوں میں لگا لوں۔ فرمایا بدایوں میں ایک بزرگ فرمایا
کرتے تھے افسوس کہ فخری نامہ بڑھاپے میں میرے ہاتھ لگا اگر جوانی میں ہاتھ لگتا تو
بہت کام نکلتے اور شیخ الاسلام بہاء الدین مریدوں کو وصیت فرماتے تھے کہ فخر نامہ یاد
کر لو اس کے اندر بہت فوائد ہیں۔ شیخ ابو سعید ابو الخیر اپنے مریدوں سے ارشاد
کرتے کہ اگر تم کو خدا کا بندہ بننا منظور ہے تو اس بیت کو پڑھا کرو یہاں تک کہ وہ

وقت آجائے۔ **بیت**

بے یاد تو من قرار نتوانم کرد
احسان ترا شمار نتوانم کرد

فرمایا شیخ نظام الدین ابو المؤید کو میں نے دیکھا کہ جوتیاں اُتار کر ہاتھ میں اور مسجد آ کر دوگانہ پڑھا ایسی عمدگی کے ساتھ میں کسی کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا ہے الغرض اس کے بعد منبر پر تشریف لے گئے اور نہایت خوش الحانی کے ساتھ ایک آیت کلام مجید کی پڑھی پھر فرمایا:۔

من بخط آبائے خود نبشتہ دیدم

اتنی سی بات نے حاضرین پر ایسا اثر کیا کہ سب رونے لگے پھر یہ بیت پڑھا۔ **بیت**

ناز عشق تو بے خدا خواہم کرد
جان از غم نوزبود زبر خواہم کرد
از درد دلے بخاک درخواہم شد
برعشق سپرے زگور خواہم کرد

فرمایا قاضی منہاج الدین ایک صاحب ذوق بزرگ تھے۔ ہر دو شنبہ کو وعظ فرماتے اور میں ان کے وعظ میں جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ انہوں نے یہ رباعی پڑھی۔ **رباعی**

لب برلب دگران خوش کردن
آہنگ سر زلفِ مشوش کردن
امروز خوش است فردا خوش نیست
خودرا چو طعمہ آتش کردن

میں یہ رباعی سن کر بے خود ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آیا۔ ایک دفعہ شیخ بدر

الدین غزنوی کے مکان میں پیر کے روز مجلس تھی ان کو بھی بلایا انہوں نے وعدہ کیا کہ میں وعظ سے فارغ ہو کر آؤں گا۔ جب یہ تشریف لائے تو سماع شروع کیا گیا اور ان کو اس قدر وجد و ذوق ہوا کہ تمام کپڑے پارہ پارہ کر دیئے فرمایا ایک دفعہ میں نے حضرت شیخ فرید الدین قدس اللہ روحہٗ کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا اور اس کے اندر یہ رباعی تحریر کی۔ **رباعی**

زاں روے کہ بندۂ تو دانند مرا
بر مردمکِ چشم نشانند مرا
لطف عام ست عنایتے فرمودہ است
ورنہ کیم از کجا چہ دانند مرا

اس کے بعد جب میں حاضر ہوا تو فرمایا وہ رباعی جو تم نے لکھی تھی یاد کر لی ہے ایک روز حضرت نے یہ بیت پڑھنی شروع کی اور ہر بار چہرۂ مبارک میں ایک تغیر پیدا ہوتا یہاں تک کہ افطار کا وقت آ گیا نہ معلوم کہ خاطر مبارک میں کیا تھا اور کون آپ سے یہ بیت پڑھواتا تھا۔ **بیت**

نظامی ایں چہ اسرار است کز خاطر عیاں کردی
کسے سرش نمی داند زبان درکش زبان درکش

فرمایا ایک دفعہ شیخ زکریا ملتانی اپنے مکان کے دروازہ میں چوکھٹ پر دونوں ہاتھ رکھے کھڑے تھے اور یہ بیت زبان مبارک پر جاری تھا۔ **بیت**

کر دی صنما بر سرما بار دگر
ماہیچ نہ کردیم خدا می داند

نہ معلوم کہ اس بات سے ان کا کیا مقصود تھا اور کس بات پر انہوں نے اس کو حمل کیا تھا۔ فرمایا وحید نام قوال سے میں نے سنا کہ شیخ شرف الدین کرمانی ساکن قصبہ سرسہ

نے سماع میں انتقال کیا اور یہ واقعہ اس طرح ہوا۔ ایک جگہ مجلس سماع منعقد تھی قوالوں نے یہ بیت شروع کیا۔ **بیت**

روزہ بصدرہ جان دہد آوازہ مرا

کابل راہ عشق و نازِ مرا

شیخ شرف الدین نے فرمایا درباختم درباختم و جان بدادم پھر اسی وقت وصال فرمایا۔

شیخ علی سنجری کی خانقاہ میں سماع تھا قوالوں نے یہ شعر پڑھا۔ **بیت**

کشتگانِ خنجر تسلیم را

ہر زمان از غیب جانے دیگر است

حضرت خواجہ قطب الدین کو وجد و ذوق شروع ہوا اور یہی بیت گاتے رہے پھر ایک عالم حیرت طاری ہوا اور مدہوش ہو کر دولت خانہ میں تشریف لے گئے چار روز کی حالت میں گزرے کہ صرف نماز کے وقت ہشیار ہو جاتے تو پھر وجد و ذوق میں بیخود ہوتے یہاں تک کہ پانچویں روز کی شب انتقال فرمایا۔ شیخ بدرالدین غزنوی فرماتے ہیں کہ میں اس شب حاضر تھا جب حضرت خواجہ کے انتقال کا وقت قریب پہنچا مجھ پر غنودگی طاری ہوئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ اُوپر کو تشریف لے جا رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دوستان خدا نہیں مرتے میں فوراً ہشیار ہوا اور دیکھا کہ حضرت انتقال فرما چکے ہیں۔ **بیت**

خوبرویان چو پردہ برگیرند

عاشقان پیش شان چنیں میرند

فرمایا ایک دفعہ میں جمعہ کی نماز کے بعد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہٗ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا اور وہاں سے واپسی میں عصر کی نماز شہر میں پڑھی۔ خواجہ کافور خواجہ سرا میرے پاس آئے اور دو تنکہ نذر کئے۔ پھر کہا میں ہر جمعہ کو سلطان

غیاث الدین بلبن کی نیاز سے دو تنکہ مشائخ کی نذر کیا کرتا ہوں۔ اگر فرمان ہو تو غیاث پور میں حضور کے پاس پہنچا دیا کروں۔ میں نے قبول کیا پھر کئی جمعہ وہ نذر مجھ کو پہنچی ایک روز سماع کے اندر مجھ کو وجد ہوا اور میں نے ہاتھ بلند کئے کہ فوراً اس مقرری نذرانہ کے خیال نے میرے ذوق میں تفرقہ ڈال دیا اور دل میں خطرہ گزرا کہ مجھ کو ہر جمعہ دو تنکہ مقرری ملتے ہیں اس واسطے دست برداری مناسب نہیں ہے اور اسی وقت توبہ کی کہ یہ تنکہ قبول نہ کروں گا پھر سماع میں مشغول ہوا۔ فرمایا ایک روز حضرت شیخ فرید الدین قدس اللہ سرہٗ نے سماع سننا چاہا۔ قوال حاضر نہ تھا۔ اسی وقت مولانا بدر الدین اسحاق عرائض کا خریطہ لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کھڑے ہو کر پڑھو انہوں نے قاضی حمید الدین نور اللہ مرقدہٗ کا مکتوب نکال کر پڑھنا شروع کیا جس میں لکھا تھا کہ فقیر حقیر ضعیف نحیف محمد عطا کہ او بندۂ پروردہ درویشان است و از سر دیدہ خاک قدم ایشان۔ حضرت پر ان الفاظ کے سنتے ہی ذوق وکیف طاری ہوا۔ اس کے بعد اس مکتوب میں یہ رباعی لکھی تھی۔ **رباعی**

آن عقل کجا کہ در کمال تو رسد
آن روح کجا کہ در جمال تو رسد
گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال
آن دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد

فرمایا میں نے جب سماع میں کسی چیز کی تعریف یا صفت سنی۔ اس کو حضرت شیخ کے اوصاف واخلاق پر حمل کیا۔ ایک دفعہ قوال نے یہ بیت پڑھا۔ **بیت**

تخرام بدیں صفت مبادا
کز چشم بدت رسد گزندے

مجھ کو اس کے سنتے ہی حضرت کے اوصاف واخلاق یاد آئے اور میں ایسا بیخود ہوا کہ

جس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ فرمایا خواجہ خضر پارہ دوز حضرت خواجہ فرید الدین کی
خدمت میں حاضر ہوئے درویشوں نے سماع شروع کیا۔ جب مجلس گرم ہوئی حضرت
کی طبیعت ناساز تھی دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ بیت پڑھنے لگے۔ **بیت**

صاحب درد کجا تا نمائیم
صد گریہ ہزاز زہر صدریش

فرمایا شہر دہلی میں سماع کا سکہ قاضی حمید الدین ناگوری قدس اللہ سرہٗ نے بٹھایا اور
انہیں کے صاحب سماع ہونے سے سماع یہاں قائم ہو گیا۔ باوجودیکہ مدعیاں ان
سے سخت نہازعت کرتے وہ اپنے کام پر قائم تھے ایک دفعہ کوشک سید کے نزدیک
ایک مکان میں دعوت تھی اور حضرت خواجہ بختیار کاکی وغیرہ بزرگان اس مجلس میں
شریک تھے کہ مولنا رکن الدین سمرقندی کو خبر ہوئی وہ سماع کے سخت مخالف و مدعی
تھے۔ اپنے خدمتگاروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور حکم دیا کہ مکان کے اندر گھس
کر سماع کو روک دینا۔ قاضی حمید الدین کو بھی خبر ہو گئی۔ انہوں نے مالک مکان سے
فرمایا کہ تم پوشیدہ ہو جاؤ ہر چند تم کو بلائیں تم باہر نہ نکلنا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اتنے
میں مولنا رکن الدین سمرقندی بھی اپنے شور و غلغلہ کے ساتھ آپہنچے اور مالک مکان کو
دریافت کیا آخر جب وہ نہ ملے تو یہ لوگ واپس چلے گئے۔ فرمایا قاضی حمید الدین
نے بہت اچھی تدبیر کی تھی۔ اگر وہ مالک مکان کی اجازت کے بغیر مکان میں آتے
پھر ان سے مواخذہ کیا جاتا۔ فرمایا بجریوں نے بھی قاضی صاحب سے جھگڑا کیا تھا
مگر جب مولانا شرف الدین بجرا بیمار ہوئے تو قاضی صاحب اخلاق درویشی سے
آراستہ ہونے کے باعث ان کی عیادت کے واسطے تشریف لے گئے جب ان کو
اطلاع کی گئی تو وہ بولے اس شخص کا منہ نہیں دیکھتا جو خدا کو معشوق کہتا ہے۔ تب
قاضی صاحب واپس چلے گئے۔ جب قاضی صاحب کے سماع سننے کا چرچا ہوا تو

مدعیوں نے حرمت سماع کے فتوے لکھے۔ ایک مولوی قاضی صاحب کی خدمت میں آمدورفت رکھتا تھا اس نے بھی فتوے پر دستخط کئے۔ پھر جب قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے بھی دستخط کئے ہیں۔ مولوی شرمندہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا جن مفتیوں نے جواب لکھے ہیں وہ میرے نزدیک ہنوز شکم مادر میں ہیں اور تم پیدا تو ہو گئے ہو مگر بچہ ہو۔ **رباعی**

دُنیا طلبا جہان بکامت بادا

این جیفۂ مردار بدامت بادا

گفتی کہ زدمن حرام است سماع

گرچو تو حرام است حرامت بادا

فرمایا بدایوں شریف میں ایک واعظ تھے ان سے کسی نے سماع اور وجد کی بابت دریافت کیا انہوں نے فرمایا میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ چنا جب بھاڑ میں پڑتا ہے تو بلا قصد اچھلتا ہے۔ فرمایا سماع کی چار قسمیں ہیں۔ حلال، حرام، مکروہ، مباح۔ اگر صاحب وجد کا میل خاطر حقیقت کی طرف زیادہ ہے تو مباح ہے۔ اگر مجاز کی طرف زیادہ ہے تو مکروہ ہے اور اگر بالکل حقیقت ہی کی طرف میلان ہے تب حلال ہے اور بالکل مجازی کا دھیان ہے تب حرام ہے۔ صاحب وجد کو چاہیے کہ سب باتوں کو اچھی طرح جان لے۔ حضرت اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے گھر میں دو لڑکیاں دف بجا کر گا رہی تھیں اور حضور ﷺ چادر اوڑھے لیٹے تھے کہ ابوبکر آئے اور آواز دی کہ رسول خدا کے مکان میں مزمار شیطان کا کیا کام ہے۔ حضور ﷺ نے چہرۂ مبارک کھول کر فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دف بجانا اور گانا مباح ہے۔ فرمایا سماع کے واسطے تین باتیں درکار ہیں۔ زماں، مکاں، اخواں یعنی وقت خوش ہو کہ دل

میں کسی بات کا تردد نہ ہو اور مکان دل کش کہ جس کے دیکھنے سے تفریح ہو، شارع عام نہ ہو نہ بد آواز گانے والا ہو اور اخوان یعنی اہل مجلس سب ایک جنس کے ہوں۔ منکر سماع اور دنیا دار موجود نہ ہو اور نوجوان شہوت پرستوں اور غافلوں کا بھی اس مجلس میں کچھ کام نہیں ہے۔ فرمایا اہل درد پر ایک بیت کے سننے سے وجد و کیف پیدا ہوتا ہے باجا ہو یا نہ ہو اور جو لوگ اہل درد نہیں ہیں وہ اگر ہر قسم کے باجے بھی سنیں تو کچھ اثر نہیں ہوتا پس معلوم ہوا کہ یہ کام درد سے متعلق ہے۔ ہر روز لوگوں کو حضوری کہاں میسر ہے اگر کسی روز وقت خوش ہو تو کل اوقات اس کی پناہ میں ہو جاتے ہیں اور جس مجلس میں کوئی شخص صاحب ذوق ہو گا تمام حضار مجلس اس کی پناہ میں آ جائیں گے۔ سماع کے واسطے کئی باتیں درکار ہیں جب یہ موجود ہوں اس وقت سماع سنے (مُسْمِعْ، مُسْتَمِعْ، مَسْمُوْع)۔ اگر سماع مُسْمِعْ یعنی گانے والا پورا مرد ہو لڑکا یا عورت نہ ہو۔ مُسْتَمِعْ یعنی سننے والا یادِ حق میں مشغول ہو۔ مَسْمُوْع یعنی گانا فحش اور کسی کی ہجو نہ ہو۔ اگر سماع یعنی مزامیر وغیرہ نہ ہو تب یہ سماع سننا مباح ہے۔ سماع ایک آواز موزوں ہے وہ کیسے حرام ہو سکتی ہے اور یادِ حق میں جو حرکت پیدا ہو وہ مستحب ہے اور اگر فساد کا خیال ہو تو حرام ہے۔ وجد و کیفیت میں اگر بے اختیاری کے ساتھ حرکت کرے گا یا کپڑے پھاڑے گا اس کا مواخذہ نہ ہو گا اور اگر اختیار سے لوگوں کو دکھانے کے واسطے کرے گا تب مواخذہ ہو گا اور یہ بالکل حرام اور سرا سر نفاق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حبشی لوگ مسجد نبوی میں رقص کر رہے تھے اور حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم بھی دیکھنا چاہتی ہو۔ میں نے کہا ہاں تب حضور نے مجھ کو اپنے پس پشت کھڑا کر لیا اور حبشیوں سے فرمایا کہ ہاں شروع کرو پھر جب میں تھک گئی تو حضور ﷺ نے فرمایا بس میں نے عرض کیا حضور ہاں تو آپ نے حبشیوں کو حکم دیا کہ بس۔

ختم کرو۔ پس رقص کو حرام کہنا خطا ہے۔ فرمایا شیخ علی حلکی ایک بزرگ تھے میں نے
ان سے سنا ہے کہ شہر کرمان میں ایک قاضی نے محفل سماع منعقد کی تمام اکابر شہر جمع
ہوئے اور ایک اہل درد بھی بغیر بلائے مجلس کے گوشہ میں آ بیٹھے جب سماع گرم ہوا
تو یہ صوفی وجد کے واسطے کھڑے ہو گئے۔ قاضی نے کہا درویش بیٹھ جا۔ درویش
رنجیدہ ہو کر بیٹھ گئے پھر تھوڑی دیر کے بعد قاضی کھڑے ہوئے درویش نے ہیبت
ناک آواز سے کہا قاضی بیٹھ جا قاضی بیٹھ گئے اور ایسے بیٹھے کہ ہل نہ سکے جب سماع
ختم ہوا سب لوگ چلے گئے یہ درویش بھی رُخصت ہوئے پھر سات برس کے بعد
درویش کا اس طرف گزر ہوا تو دیکھا کہ قاضی اسی طرح پر بیٹھے ہیں درویش نے کہا
قاضی کھڑا ہو قاضی کھڑا نہ ہوا پھر کہا قاضی کھڑا ہو پھر بھی قاضی کھڑا نہ ہوا تب تیسری
مرتبہ کہا کہ اسی طرح بیٹھا رہ اور اسی طرح مر جا یہ کہہ کر باہر چلے آئے اور قاضی نے
ان کی تلاش میں آدمی دوڑائے مگر کہیں پتہ نہ چلا۔ آخر قاضی نے اسی حالت میں
وفات پائی۔ فرمایا ناموزوں وجد کرنا درویشوں میں سخت عیب ہے۔ قاضی حمید الدین
ناگوری علیہ الرحمۃ نے حکم دیا تھا کہ ہماری مجلس میں جو شخص ناموزوں وجد کرے اس
کو بٹھا دو ایک دفعہ ایک درویش وجد میں کھڑے ہوئے اور خادم نے ان کو روک دیا
جب مجلس ختم ہوئی تو درویش نے فریاد کی اور کہا میں وجد میں کھڑا ہوا جنت کے
دروازے کشادہ تھے میں اندر داخل ہونا چاہتا ہے کہ آپ کے خادم نے روک دیا اور
میں اس نعمت سے محروم رہا قاضی صاحب نے خادم سے دریافت کیا خادم نے کہا کہ
ان کا وجد بے اصول تھا اس سبب سے ان کو روکا گیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا جنت
بے اصولوں کی جگہ نہیں ہے۔ فرمایا مجھ کو یاد نہیں ہے کہ میں کبھی سب سے پہلے مجلس
میں کھڑا ہوا ہوں سوا ایک دفعہ کے سماع نے میرے اندر سخت اثر کیا تھا اور میں بیخود
تھا جب ہوش میں آیا تو اپنے تئیں کھڑا دیکھا۔ سماع میں جو پہلے کھڑا ہوگا، اسی سے

باز پرس ہوگی۔ **بیت**

رقص آن بود کہ ہر زمان بر خیزی
بے درد چوگرد از میان بر خیزی
رقص آن بود کہ ازو جہان بر خیزی
دل پارہ کنی و از سرجان بر خیزی

حضرت کے ایک مرید نے عرض کیا کہ مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ ایسی مجالس میں شریک ہیں جہاں مزامیر بھی ہوتا ہے حضرت کو یہ بات ناپسند ہوئی اور جب کہ مولانا رکن الدین حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا۔ مولٰنا نے عرض کیا کہ اس مجلس میں بندہ کا کوئی دوست نہ تھا اور گمان غالب تھا کہ میرے منع کرنے سے وہ لوگ باز نہ رہیں گے۔ حضرت نے فرمایا تم منع کر دو وہ لوگ باز آئیں تو فبہا ورنہ تم وہاں سے اُٹھ کھڑے ہو۔ فرمایا حضرت جنید ابتداء میں وجد کرتے تھے آخیر میں بالکل حرکت نہ کرتے کسی نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا۔ وَتَرَى الْجِبَالَ جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ جب شیخ بدر الدین کا انتقال ہوا اور میگولہ میں دفن کئے گئے تو ہمارے حضرت بھی فاتحہ خوانی کے واسطے تشریف لے گئے۔ حضرت مجلس سے دور ایک خطیرہ میں تشریف لے گئے وجد میں لوگ کھڑے ہوئے تو حضرت بھی کھڑے ہو گئے کسی نے عرض کیا کہ آپ تو ان سے دور ہیں۔ تشریف رکھیں فرمایا موافقت شرط ہے۔ فرمایا حضرت خواجہ ممشاد علی دینوری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور عرض کیا کہ حضور ہمارے مشائخ میں جو سماع رائج ہے کیا حضور اس کو ناپسند فرماتے ہیں۔ فرمایا نہیں مگر تم ان سے کہہ دو کہ سماع سے پہلے اور پیچھے قرآن شریف پڑھ لیا کرتے۔

باب ۲۸

متفرقات میں

حضرت شیخ الشیوخ العلم خواجہ نظام الحق و الشرع والملۃ والدین قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ میں حضرت شیخ الشیوخ العالم جناب صاحب کی زیارت کے واسطے روانہ ہوا جب ہانسی میں پہنچا۔ شیخ جمال الدین ہانسوی سے ملاقات ہوئی۔ وہ بیمار تھے اس سبب سے میں چند روز ٹھہر گیا آخر جب ان کا انتقال ہو گیا تو سوم کے بعد میں روانہ ہو کر حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت شیخ نے جمال الدین کا حال دریافت فرمایا میں نے عرض کیا حضرت چشم پر آب ہوئے اور ارشاد کیا کہ ان کی نماز کی کیا کیفیت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ تین روز کی نماز فوت ہوئی۔ حضرت خاموش ہو گئے۔ مولانا بدر الدین اسحاق نے کہا یہ اچھا نہ ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت تو خاموش ہو رہے انہوں نے کیوں ایسا کہا۔ پھر جب بدر الدین اسحاق کا آخری وقت پہنچا تو آپ نے جماعت سے نماز ادا کی اور وظیفہ ختم کیا پھر اشراق پڑھی اور وظیفہ میں مشغول ہوئے۔ پھر چاشت پڑھ کر سربسجدہ ہوئے اور جان بحق تسلیم کی۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں سوچا کہ بے شک ایسے شخص کی یہ بات کہنی بجا تھی۔ فرمایا میں نے مولانا عزیز الدین زاہد سے سنا ہے کہتے تھے کہ میں نے اور مولانا برہان کابلی نے ابتدا میں ایک ہی جگہ تحصیل علم کی ہے ایک دو اشرفیاں ان کے ہاتھ آئیں تو کہنے لگے کہ میں ایک اشرفی کا قرآن شریف خریدوں گا اس نیت سے کہ خداوند تعالیٰ مجھ کو صاحب زکوٰۃ کر دے اور ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد ایک روز جمال الدین نیشاپوری کوتوال شہر گاجر کا حلوا ان کے پاس لائے اور کہا

دیکھئے کیسے ذائقہ کا ہے۔ انہوں نے کہا طالب علم سوکھی روٹی بھی ایسے ذائقہ سے کھاتے جیسے گاجر کا حلوا پھر سمجھ لینا چاہئے کہ گاجر کا حلوا کیسے ذائقہ کا معلوم ہو گا۔ جمال الدین کوتوال کو ان کی یہ بات پسند آئی اور اسی وقت میں اشرفیاں نذر کیں پھر اسکے بعد مولانا قاضی ہو گئے اور مال و دولت بے اندازہ حاصل ہوا۔ فرمایا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ حضرت ابن سیرین نے دو خوابوں کی عجیب تعبیر دی ہے۔ ایک خواب یہ ہے کہ کسی نے دیکھا کہ میں اپنی مہر مردوں کے مُنہ اور عورتوں کی شرم گاہ پر لگا رہا ہوں۔ ابن سیرین نے فرمایا کہ کیا تو مؤذن ہے اس نے کہا کہ ہاں فرمایا پھر بے وقت اذان کیوں کہتا ہے۔ دوسرا خواب یہ ہے کہ ایک شخص نے دیکھا تلوں میں سے تیل نکل رہا ہے اور یہ پھر اس کو تلوں میں داخل کر رہا ہے۔ ابن سیرین نے فرمایا تو اچھی طرح تحقیق کر تیری بیوی تیری ماں معلوم ہوتی ہے اس شخص نے تحقیق کیا تو ایسا ہی تھا۔ ایک دفعہ خلیفہ نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا اور اپنی عمر کی بابت دریافت کیا ملک الموت نے پانچوں انگلیوں سے اشارہ کر دیا جب بادشاہ بیدار ہوا تو سب لوگوں سے تعبیر پوچھی ہر ایک نے اپنی عقل ورائے کے موافق بیان کیا کسی نے پانچ برس کہے کسی نے پانچ مہینے کسی نے پانچ روز آخر امام صاحب سے بھی دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے ان پانچ باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے جن کا علم سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں ہے اور اس آیت میں ان کا ذکر ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ۔ [1] خلیفہ اس تعبیر سے بہت خوش ہوا اور امام اعظم کی خدمت میں

---

[1] بے شک خدا ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور پیٹ اندر بچہ کو جانتا ہے اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ کل کیا کرے اور نہ کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ کہاں مرے گا۔

نذرانہ پیش کیا۔ ایک روز امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف کا سبق دے رہے تھے اور سیاہ رنگ کی لاطیہ ٹوپی آپ کے سر پر تھی۔ (لاطیہ اس ٹوپی کہتے ہیں جو سر سے ابھری ہوئی ہو اور جو سر پر چپکی رہے وہ ناشزہ ہے) ایک شخص آیا اور سوال کیا کہ قاضی صاحب آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی ٹوپی پہنی ہے۔ قاضی صاحب نے کہا ناشزہ اس نے پوچھا کس رنگ کی۔ قاضی صاحب نے کہا سفید۔ اس نے کہا پھر آپ نے سیاہ رنگ کی لاطیہ ٹوپی کیوں پہنی ہے اور جب آپ سنت نبوی علیہ السلام سے اس قدر خلاف ہیں تو آپ کو حدیث شریف پڑھانی نہ چاہئے۔ قاضی صاحب نے کہا یہ بات تم نے خدا کے واسطے کہی یا مجھ کو ایذا دینے کے واسطے اگر خدا کے واسطے کہی ہے تو تم کو علانیہ کہنے سے ثواب نہ ہوگا اور اگر مجھ کو ایذا دینے کے واسطے کہی ہے تو اس کا وبال تیرے اُوپر ہے۔

فرمایا ایک بزرگ دریا کے کنارے قیام رکھتے تھے۔ ایک روز اپنی بیوی سے فرمانے لگے کہ کھانا لے کر دریا کے پار جا وہاں ایک بزرگ ہوں گے ان کو کھلا کر چلی آ۔ عورت نے کہا دریا میں پانی بہت ہے میں کیسے پار جا سکتی ہوں۔ بزرگ نے فرمایا کنارے پر کھڑے ہو کر کہنا کہ اے دریا میرے شوہر کے طفیل جس نے میرے ساتھ کبھی نزدیکی نہیں کی ہے مجھ کو راستہ دے، دریا راستہ دے گا۔ تم چلی جانا۔ عورت نے ایسا ہی کیا اور بزرگ کی خدمت میں پہنچی کھانا پیش کیا جب کہ وہ کھا چکے تو عورت نے کہا میں کیونکر واپس جاؤں۔ بزرگ نے فرمایا دریا سے کہو کہ اے دریا اس درویش کے طفیل جس نے آج تک کھانا نہیں کھایا ہے مجھ کو راستہ دے۔ عورت نے ایسا ہی کیا اور دریا کے اُوپر سے چلی آئی۔ پھر اپنے خاوند کے قدموں میں سر رکھ کر عرض کرنے لگی کہ مجھ کو اس کی حقیقت سے آگاہ کرو تم نے بارہا میرے ساتھ نزدیکی کی ہے اور کئی بچے تم سے پیدا ہوئے ہیں پھر تم نے یہ صریح جھوٹ بولا

اور دریا نے مجھ کو کیوں راستہ دیا دوسرے ان درویش نے میرے سامنے کھانا کھایا پھر جھوٹ بولا کہ میں نے کبھی کھانا نہیں کھایا ہے اور اسی جھوٹ بولنے پر دریا نے راستہ دیا اس میں کیا حکمت تھی۔ بزرگ نے فرمایا بات یہ ہے کہ میں کبھی خواہش نفس سے تمہارے ساتھ نزدیکی نہیں کی ہے نہ کبھی اس درویش نے خواہش نفس سے کھانا کھایا۔ میری نیت یہ تھی کہ تمہارا حق ادا کروں اور درویش کی نیت یہ تھی کہ کھانا کھانے سے عبادت کی قوت حاصل ہو۔ پس ہم دونوں نے گویا یہ فعل ہی نہیں کئے۔ فرمایا نیت یہ نہیں ہے کہ آدمی دل میں یہ کہے کہ میں فلاں کام کروں بلکہ نیت یہ ہے کہ خود بخود دل اس کام پر آمادہ ہو۔ جب خود بخود دل میں ایسی بات پیدا ہو تو اس کو بارگاہ الٰہی میں قبول شدہ سمجھنا چاہئے مگر یہ بات کبھی کبھی ہوتی ہے۔ ہر وقت نہیں ہوتی خصوصاً دُنیا داروں کو تو بالکل ہی نہیں ہوتی مگر بڑی مشقت کے بعد۔ فرمایا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہٗ حضرت امام حسن علیہ السلام کے بکثرت شادیاں کرنے اور طلاق دینے سے منبر پر عذر کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے فرمایا کہ لوگ حسن کو اپنی بیٹی نہ دیا کریں۔ اس پر ہمدان نام ایک شخص نے عرض کیا کہ قسم ہے خدا کی ہم ان کو ضرور بیٹی دیں گے وہ رکھیں یا طلاق دیں ان کو اختیار ہے۔ مولا علی اس بات سے بہت خوش ہوئے اور یہ شعر پڑھا۔ ؎

وَلَوْ كُنْتُ بَوَّابٌ عَلٰى بَابِ جَنَّةٍ
لَقُلْتُ لِهَمْدَانَ اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ [1]

غرض اس حکایت سے یہ ہے کہ جب انسان اپنے اہل و فرزند میں کوئی برائی دیکھے تو خود اس کا ساتھ نہ دے بلکہ اس کی مخالفت کرے تاکہ دوسروں کا دل ٹھنڈا ہو۔ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عورتوں سے مشورہ لے کر اسکے خلاف عمل کرو کیونکہ

---

[1] اگر میں جنت کا دربان ہوا تو ہمدان سے کہوں گا کہ سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔

ان کی مخالفت میں برکت ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جب آدمی کسی بات میں متردّد ہو تو یہ تردّد عقل و ہوا کے تعارض سے پیدا ہوتا ہے اور عورتوں پر ہوا کا غلبہ ہے۔ جب ان سے مشورہ لیا جائے گا ہوا کے موافق رائے دیں گی جس کا خلاف کرنا عین عقل کے موافق وصواب ہے۔ حضرت محبوب الٰہی تشریف رکھتے تھے کہ خواجہ تاج الدین واحدی نے حاضر ہو کر قدم بوسی حاصل کی۔ حضرت نے فرمایا کتنے دنوں کے بعد آج آئے ہو عرض کیا ایک سال کے بعد۔ حضرت نے فرمایا ہمارے پڑوس میں رہو اور ایک سال بعد آؤ یہ کہاں جائز ہے۔ خواجہ تاج الدین نے عرض کیا کہ حضور کو معلوم ہے کہ لوگوں نے مجھ کو کس قدر تکلیف دی ہے اور حضور نے کچھ فریادرسی نہ فرمائی۔ حضرت نے فرمایا جو لوگ میرے قریب رہتے ہیں ان کو رنج دُنیا مجھے منظور نہیں۔ فرمایا ابتداء میں شیخ فرید الدین انار اللہ مرقدہٗ نماز گاہ کھتوال میں جو آپ کے آباؤ اجداد کا مقام تھا عبادت کرتے تھے۔ جب شیخ الاسلام شیخ جلال الدین تبریزی وہاں پہنچے تو لوگوں سے دریافت کیا کہ یہاں کوئی درویش ہے لوگوں نے کہا ہاں قاضی صاحب کے فرزند شیخ مسعود خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ شیخ جلال الدین تبریزی یہ سن کر آپ سے ملنے نماز گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک شخص نے انار پیش کیا آپ اس کو لئے ہوئے بابا صاحب کے پاس آئے اور ملاقات کے بعد انار کے ٹکڑے کر کے آگے رکھ لئے اور کھانا شروع کیا اور بابا صاحب روزے سے تھے اس سبب سے آپ نے نہ کھایا اور آپ کا ازار بوسیدہ تھا آپ گھڑی گھڑی کرتے سے اس کو ڈھکتے مگر ہوا کھول دیتی۔ شیخ جلال الدین نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ بخارا میں ایک درویش نے پانچ سال تک طالب علمی کی ہے تم اس بات سے کیوں شرم کرتے ہو۔ (درویش کے لفظ سے شیخ خود اپنے تئیں مراد لی ہے) پھر شیخ جلال الدین تبریزی رُخصت ہوئے تو حضرت بابا صاحب کو

افسوس ہوا کہ میں نے روزہ افطار کر کے کیوں نہ ان کے ساتھ انار نوش کیا اور ایک دانہ جو وہاں پڑا رہ گیا تھا اسی کو اُٹھا کر نوش فرما لیا۔ اس کے بعد جب حضرت بابا صاحب حضرت خواجہ قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا مسعود جو انار کا دانہ مقصود تھا وہ تم کو پہنچ گیا خاطر جمع رکھو حضرت کی مجلس میں خواجہ محمود تجار کا ذکر ہوا بندہ نے عرض کیا جو شخص ان کو زر نقد کی قسم سے کرتا ہے اور اس کو مُنہ میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں ان کا یہی طریق ہے۔ پھر فرمایا مجذوبوں کے ساتھ صحبت رکھنی اچھی نہیں ہے دور ہی سے ان کا معتقد رہے اور ہو سکے تو روٹی وغیرہ کی خبر رکھے۔ پھر فرمایا ہر مہینہ میں چھ روز ایسے ہیں جن کے اندر سفر کو جانا اور بڑے بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالنا نہ چاہئے جن کی تفصیل یہ ہے۔ تیسری، آٹھویں، تیرھویں، اٹھارہویں، تیئیسویں، اٹھائیسویں۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ کن انگلی سے گننا شروع کرے پھر جو تاریخ بیچ کی انگلی پر آئے اسی کو منحوس جانے۔ فرمایا ابتدا میں جب کہ میں بابا کا مرید بھی نہ ہوا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں عورت کے پیچھے جا رہا ہوں وہ عورت ایک مکان میں داخل ہوئی اور میں دروازہ پر کھڑا ہو گیا کہ اتنے میں مَیں نے سنا کہ حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں۔ میں بہت شرمندہ ہوا کہ ایسی پریشان حالت میں کس طرح حضور کو مُنہ دکھاؤں۔ پھر اسی وقت حضور تشریف لے آئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا السلام علیک یا ملک الفقراء المساکین اور مجھ کو بغل میں لے لیا۔ جب میں بیدار ہوا تو دل میں خطرہ گزرا کہ لفظ مساکین کا فقراء سے بدل ہونا جائز ہے پھر دل سے کہا کہ کاش میں علم نہ پڑھتا تا کہ رسول خدا ﷺ کے فرمان پر اعتراض کا خطرہ نہ گزرتا۔ (1)

---

(1) اس حکایت کی تفصیل کتاب "سیرت نظامی" میں بیان کی گئی ہے اور حضرت کے تمام حالات مفصل طور پر اسی کتاب سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

دہلی میں ایک عالم بڑے بزرگ و صالح شخص تھے مگر ان خوبیوں کے باوجود کبھی کبھی درویش کی اہانت کرتے اور برا بھلا کہتے۔ میں بھی ان سے اس سبب سے سبق پڑھتا تھا کہ یہ ہفتہ میں ایک دن بھی ناغہ نہیں کرتے تھے اور ان کے دیگر استاذ ہفتہ میں دو تین ہی سبق دیتے۔ الغرض اسی طرح ایک مدت گزر گئی۔ آخر میں نے حضرت خواجہ محبوب الٰہی سے یہ واقعہ عرض کیا اور پوچھا کہ وہ جو درویشوں کو سخت وسست کہتے ہیں اور بندہ سنتا ہے تو کیا بندہ بھی اس گناہ میں ماخوذ ہوگا۔ حضور نے فرمایا نہیں مگر جس مجلس میں وحشت پیدا ہو اس کا ترک کرنا بہتر ہے۔ بعد ازاں ارشاد کیا کہ میں ایک عالم سے پڑھتا تھا ان کے بیٹے کو ایک گاؤں میں قضات ملی اور وہ قضات کا لباس پہن کر گھر میں آیا جس کو دیکھ کر یہ عالم بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے الحمد للہ برسوں میں نے اس کی تمنا کی اور آج خدا نے تجھ کو نصیب فرمائی۔ میں نے یہ سن کر اپنے دل میں کہا کہ ان بزرگ کو ایک گاؤں کی قضات سے اس قدر خوشی ہوئی ہے تو ان کا علم میرے اندر کیا اثر کرے گا۔ پھر میں نے ان سے کچھ نہ پڑھا۔ فرمایا نہ کسی سے سوال کرنا چاہئے اور نہ دل میں یہ خطرہ لانا چاہئے کہ مجھ کو فلاں شخص سے کچھ ملے گا۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے مَنْ فَتَحَ عَلٰی نَفْسِہٖ بَابًا مِنَ السُّوَالِ فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ سَبْعِیْنَ بَابًا مِنَ الْفَقْرِ۔ یعنی جو شخص اپنے اُوپر سوال کا ایک دروازہ کھولے گا خدا اس کے اُوپر فقر کے ستر دروازے کشادہ کرے گا۔

باب ۲۹

مرض کی فضیلت کے بیان میں

حضرت شیخ الاسلام خواجہ نظام الحق و الشرع و الملۃ والدین طاب اللہ ثراہ نے ارشاد فرمایا کہ بیمار ہونا آدمی کے واسطے بھلائی کی نشانی ہے مگر اس کو خبر نہیں ہوتی۔ ایک اعرابی نے حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جب سے میں نے اسلام اختیار کیا ہے جان و مال کا نقصان ہو رہا ہے۔ برابر بیمار رہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جب مؤمن کے مال میں نقصان پیدا ہو یا بیمار ہو جائے تو یہ اس کے صحت ایمان کی علامت ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا جو شخص بیمار ہو اور کوئی اس کی عیادت کو آئے پھر یہ بیمار پہلے خدا اور رسول کا نام نہ لے تو اس نے شکایت کی اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے وہ اعمال لکھے جاتے ہیں جو بحالت صحت یا اقامت کیا کرتا تھا (یہ ثواب نوافل کے واسطے ہے) جب حضرت کچھ علیل ہوتے تو مریدان کو حکم فرماتے کہ حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ مبارک میں جا کر میرے واسطے عرض کرو اور یہ دُعاء پڑھو: اِلٰهِیْ ضَاقَتِ الْمَذَاهِبُ اِلَّا اِلَیْكَ وَ خَابَ اِلَّا لَدَیْكَ وَ انْقَطَعَ الرَّجَاءُ اِلَّا عَنْكَ وَبَطَلَ التَّوَكُّلُ اِلَّا عَلَیْكَ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کوئی بیمار ہوتا تو حضور ﷺ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیر کر یہ دُعا پڑھتے: اَذْهِبِ الباسَ رَبَّ النَّاسِ وَ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا۔ مولانا رضی الدین کی عیادت کو ایک عالم تشریف لائے اور یہ حدیث

پڑھی: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا۔ مولانا رضی الدین نے پوچھا کہ اس حدیث کے پڑھنے کا کیا موقعہ تھا۔ عالم نے فرمایا کہ مجھ کو ایک حدیث پہنچی کہ کوئی بیمار کے سامنے یہ حدیث کو متواتر پڑھے خدا اس بیمار کو صحت عنایت فرماتا ہے۔ چنانچہ مولٰنا رضی الدین بھی تندرست ہو لئے۔ حضرت محبوب الٰہی خطیرہ میں تشریف فرما تھے اور مولٰنا برہان الدین سیوستانی بھی حاضر تھے کہ شرف پائے بوسی سے مشرف ہوا اور عرض کیا کہ آج میرا گھوڑا مر گیا ہے۔ حضور نے فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضور میں نے نہیں پڑھی فرمایا اب پڑھ لو بعد ازاں ارشاد کیا ایک بزرگ کے انتقال کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ نے اپنے ایمان کو کیسا پایا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے جو کچھ نیکی یا بدی کی تھی سب کا بدلہ پایا یہاں تک میری ایک بلی مر گئی تھی اس کو بھی میں نے پلۂ حسنات میں دیکھا تو فرشتوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ تمہاری بلی ہے ہم کو حکم ہوا کہ اس کو بھی تمہاری نیکیوں میں شامل کر دیں۔ میں نے کہا میرا ایک گدھا بھی مر گیا تھا مگر اس کو بھی اپنی نیکیوں میں نہیں دیکھتا ہوں فرشتوں نے کہا جب یہ بلی مری تھی تم نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی تھی اور جب گدھا مرا تو نہیں پڑھی اس سبب سے اس کو تمہاری نیکیوں میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد مولانا برہان الدین نے عرض کیا کہ حضور کے تمام مریدان کا مخلص ہے خصوصاً ان دو حضرات کا پھر بندہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ایک یہ اور ایک مولانا قوام الدین حضور ان کو نہ سمجھے تب مولانا برہان الدین نے اپنی ایک آنکھ پر ہاتھ رکھا حضور سمجھ گئے اور فرمایا ہاں وہ اچھے آدمی ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ہر روز اکیس بار یہ دُعا پڑھ لیا کرے خداوند تعالیٰ نے جو کچھ اس کو دُنیا میں دیا اس کا حساب نہ لے گا۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ خواجہ سنائی فرماتے ہیں۔ ے

اے حریفان خادم الشہوات
اکثروا ذکر ہاذم اللذات

فرمایا بدایوں میں ایک بزرگ مولانا سراج الدین ترمذی رہتے تھے انہوں نے اس قصد سے مکہ شریف کا سفر کیا کہ وہیں رہوں گا تاکہ جب مروں تو وہیں دفن کیا جاؤں۔ الغرض حج سے فارغ ہوکر پھر بدایوں واپس چلے آئے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ کا تو یہ قصد تھا اب واپس کیوں آگئے۔ فرمایا میں نے مکہ میں رات کو ایک خواب دیکھا کہ فرشتے قبریں کھود کر جنازے لے جا رہے ہیں اور دوسرے جنازے لاکر ان میں دفن کرتے ہیں۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے جو لوگ یہاں رہنے کے لائق ہیں ان کو یہاں لاتے ہیں اور جو لائق نہیں ہیں ان کو یہاں سے لے جاتے ہیں۔ اس خواب کے دیکھنے سے مجھ کو اطمینان ہوگیا کہ اگر میں یہاں کے قابل نہیں ہوں تو یہاں دفن ہونے سے کچھ نتیجہ نہیں اور اگر قابل ہوں تو کہیں دفن ہوؤں یہاں پہنچا دیا جاؤں گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ حضور نے ارشاد کیا کہ میں ہر چاند رات کو اپنی والدہ کی خدمت میں ماہِ نو کے سلام کو حاضر ہوتا تھا جب ماہ جمادی الآخر کے سلام کو حاضر ہوا اور سر کو قدموں میں رکھا تو فرمانے لگیں کہ اگلی چاند رات کو کس کے پیروں میں سر رکھو گے میں سمجھا کہ آپ کا انتقال قریب ہے۔ رونا شروع کیا اور عرض کیا کہ اے مخدومہ مجھ غریب بیچارے کو کس کے سپرد کرتی ہو۔ فرمایا اس کا جواب صبح کو دوں گی۔ میں نے عرض کیا کہ ابھی کیوں نہیں جواب فرمائیں۔ فرمایا رات شیخ نجیب الدین متوکل کے مکان میں بسر کرو۔ میں حکم کے موافق وہاں چلا گیا صبح کے قریب لونڈی میرے پاس آئی اور کہا کہ مخدومہ آپ کو بلاتی ہیں۔ میں نے کہا بقید حیات ہیں۔ اس نے کہا ہاں، جب میں حاضر ہوا تو فرمایا رات کو تم نے ایک بات پوچھی تھی اب میں اس کا جواب دیتی ہوں تمہارا دایاں ہاتھ

کون سا ہے۔ میں نے دایاں ہاتھ آگے کیا۔ مخدومہ نے اپنے ہاتھ سے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا خداوند اس کو میں تیرے سپرد کرتی ہوں اور اسی وقت جان بحق تسلیم کی۔ میں نے اس نعمت کا شکر و سپاس بیقیاس اپنے اُوپر واجب دیکھا اور دل میں کہا اگر یہ مخدومہ میرے واسطے موتی و جواہرات کا ایک خزانہ چھوڑتیں تو میں اس قدر خوش نہ ہوتا جس قدر کہ اس نعمت سے خوش ہوں۔ میری والدہ کا بارگاہ خداوندی میں بڑا رسوخ تھا جب کوئی کام آپ کو درپیش ہوتا اس کو خواب میں دیکھ لیتیں اور اس کی بابت آپ کو اختیار دیا جاتا اور جس طرح آپ پسند کرتیں اسی کے موافق ظہور ہوتا۔ جب میں شیر خوار بچہ تھا میری والدہ نے مجھ کو اختیار کیا اور انہیں ایام میں والد صاحب بیمار ہوئے۔ والدہ ان کو کھانے پینے کی ہر ایک چیز کھلاتیں اور کسی چیز کا پرہیز نہ کرتیں اور فرماتیں کہ چند روز کے مہمان ہیں آخیر ایسا ہی ہوا اور میں نے یہ حکایت اپنی بڑی بہن سے سنی ہے۔ بارہا میری والدہ میرے پیروں کو دیکھ کر فرماتیں کہ تجھ میں نیک بختی اور سعادت کی علامت پاتی ہوں۔ ایک روز ہمارے گھر میں بہت تنگی تھی میں نے والدہ سے عرض کیا کہ اس نیک بختی کا اثر ابھی تک کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ فرمایا ہاں ظاہر ہوگا ایک دفعہ مخدومہ کی لونڈی بھاگ گئی تو آپ نے دُعا کی خداوندا میں گستاخانہ عرض کرتی ہوں کہ تو جانتا ہے میں نے قرض روپیہ لے کر یہ لونڈی خریدی ہے کیا دوست کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ وہ دن پورا نہ گزرا تھا کہ لونڈی آ گئی اور اب جو حاجت مجھ کو درپیش ہوتی ہے اپنی والدہ کے مزار پاک پر عرض کرتا ہوں تو اکثر اسی ہفتہ میں پوری ہو جاتی ہے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ہفتہ میں پوری ہو جاتی ہے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ایک مہینہ میں پوری ہو۔ ایک دفعہ ایسا جو ہوا کہ میں نے آپ کے مزار پر دُعا کی اور مہینہ بھی ختم ہونے کو آیا مگر وہ پوری نہ ہوئی۔ میں نے دل میں کہا کہ اب ماہِ نو کے سلام کو مزار پاک پر حاضر

ہوؤں گا تو پھر عرض کروں گا۔ اسی رات وہ حاجت پوری ہو گئی۔ مترجم عرض کرتا ہے کہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی والدہ شریفہ کے مزار پر اب بھی جو مراد مند اپنی حاجتیں لے جاتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں خداوند تعالیٰ بہت جلد ان کو کامیابی عطا فرماتا ہے۔ بندہ علی بن محمود جاندار عرض کرتا ہے کہ ابتدائے حال میں اکثر سب کو میں خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رضی اللہ عنہ کے مزار پاک کے پائیں مشغول ہوتا تھا ایک روز حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں یہ حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تم نے جو کچھ دیکھا بھی، میں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں۔ فرمایا میں بھی ابتداء میں اکثر شب کو وہاں مشغول ہوتا رہا ہوں۔ ایک دفعہ میں سر زانو پر رکھ کر مراقبہ میں مشغول تھا کہ تلاوتِ قرآن کی آواز میرے کان میں آئی۔ میں سمجھا کہ حضرت خواجہ کے مزار سے آتی ہے مگر پھر غور جو کیا تو وہ آواز اس قبر سے آ رہی تھی کہ جو حضرت کے روضہ کے قریب واقع ہے۔ فرمایا ابتدائے حال میں مولانا رشید الدین نغزی معروف بہ شیخ رساں کے مزار پر بھی میں بہت حاضر ہوا ہوں۔ یہ مزار سرائے جسرت میں واقع ہے اور یہاں ایک املی کا درخت اپنی انتہائی کو پہنچنے سے خشک ہو گیا تھا۔ اسی درخت کے نیچے میں یادِ الٰہی میں مشغول ہوتا۔ چند روز کے اندر یہ درخت جو خشک تھا سر سبز ہو گیا مگر میری حالت میں کچھ تغیر نہ ہوا تو شیخ کے مزار سے میں نے ایک آواز سنی جو میری سمجھ میں نہ آئی پھر میں وہاں سے واپس ہوا تو راستہ میں دیکھا کہ ایک مست چلا آ رہا ہے۔ میں نے دل میں کہا کیا خبر ہے یہ دیوانہ مجھ کو کچھ آسیب پہنچائے میں اس کی طرف سے دوسری طرف مڑا وہ میری طرف کو آیا میں بھاگا اور وہ دوڑ کر میرے سامنے آ گیا تب میں نے اس کو سلام کیا وہ مجھ سے بغل گیر ہوا اور میرے سینہ کو سونگھ کر کہنے لگا کہ الحمد للہ مسلمانوں میں ایسا سینہ موجود ہے۔ یہ کہہ کر روانہ ہوئے میں نے جو پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ شیخ رساں روحِ پاک تھی۔ فرمایا ایک دفعہ

میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر تھا کہ میرے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ حضرت خواجہ کی روحِ پاک عالم علوی میں ہے قبر پر حاضر ہونے سے کیا فائدہ کہ اسی وقت میرے اُوپر غنودگی طاری ہوئی اور میں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ میرے سامنے کھڑے فرماتے ہیں۔

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آیم بجان گر تو آئی بہ تن

فرمایا بارہا میں حضرت خواجہ قطب الدین اور حضرت قاضی حمید الدین ناگوری علیہما الرحمۃ کے مزارات کے درمیان نماز میں مشغول ہوا ہوں اور بہت لطف و راحت پائی ہے پھر فرمایا مکان میں کیا رکھا ہے جو کچھ برکت ہے ان دونوں بزرگوں سے ادھر بھی بادشاہ آرام کرتے ہیں ادھر بھی۔

باب ۳۰

وصال بزرگان میں

قطب الاقطاب بنی آدم شیخ الشیوخ العالم حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں جس پیغمبر کا وصال کا وقت ہوتا خدا کی طرف سے ان کو اختیار دیا جاتا کہ اگر چاہو تو اور کچھ دن دُنیا میں رہ لو ایسے ہی جب حضور سرور عالم ﷺ کے وصال کا وقت ہوا تو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دل میں یہی خیال کر کے دیکھا چاہیے۔ حضرت ابھی اور چند روز صحابہ میں رہنا اختیار فرماتے ہیں یا وصال پروردگار کو پسند کرتے ہیں آپ کے چہرۂ مبارک کو تکنے لگیں حضور ﷺ نے فرمایا مَعَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہداء اور صالحین کا ساتھ میں نے اختیار کیا۔ وفات شریف حضور کی غرہ ماہ ربیع الاوّل میں ہوئی اور تین روز تک آپ کو دفن نہیں کیا گیا ہر روز غربا کو کھانا کھلایا اور صدقہ دیا جاتا تھا جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے جنازہ مبارک کو غسل دینا چاہا تو متفکر ہوئے کہ کپڑوں سمیت غسل دیں یا کپڑے اُتار کر ایک آواز آئی کہ کپڑے اُتار لو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایسا کرنا چاہا حضرت علی رضی اللہ عنہ مانع ہوئے اور فرمایا ابھی دوسری آواز کا انتظار کرو کہ اسی وقت آواز آئی کہ کپڑوں سمیت حضور ﷺ کو غسل دو۔ تب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کپڑوں سمیت غسل دیا اور معلوم ہوا کہ پہلی آواز شیطان کی تھی اور دوسری حضرت خضر علیہ السلام کی۔ فرمایا کہ حضرت شیخ علی سنجری کی خانقاہ میں سماع تھا اور حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ قوالوں نے حضرت احمد جام کی یہ غزل شروع کی۔ بیت

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

حضرت پر وجد طاری ہوا اسی حالت میں اپنی خانقاہ میں تشریف لائے اور بالکل بے ہوش اور متحیر تھے بار بار اسی بیت کی تکرار کی جاتی تھی جب کہ نماز کا وقت ہوتا آپ ہوشیار ہو جاتے اور بعد فراغت پھر وجد طاری ہوتا۔ یہاں تک کہ چار روز یہی حالت رہی۔ آخر شب چہار دہم ماہ ربیع الاوّل میں وصال فرمایا۔ فرمایا سلطان شمس الدین التمش انار اللہ برہانہ کی وفات کے بعد ایک بزرگ نے ان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا میرے حوض کے سبب سے مجھ کو بخش دیا اور پھر یہ بیت پڑھا۔

بسال شش صد وی وسہ ز ہجرت
نماند شاہجہان شمس الدین عالمگیر

حضرت قاضی محی الدین کاشانی علیہ الرحمۃ نے عرض کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا تھا کہ سلطان شمس الدین اور حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہما نے ایک سال میں وصال فرمایا ہے۔ فرمایا جس بیماری میں حضرت خواجہ فرید الدین قدس اللہ سرہٗ نے وصال فرمایا ہے جب وہ شروع ہوئی تو آپ نے مجھ کو اور دیگر چند مریدان کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ فلاں خطیرۂ شہداء میں جا کر شب بیداری کرو اور میرے واسطے دُعاء مانگو۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور کھانا بھی وہیں ساتھ لے گئے۔ رات بھر دُعا کی پھر صبح کو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت حال عرض کی۔ حضرت نے کچھ تامل کے بعد فرمایا کہ تمہاری دُعا نے میرے اندر کچھ اثر نہ کیا۔ علی بہاری عرض کرنے لگے کہ ہم لوگ ناقص ہیں اور حضرت شیخ کامل ہیں پھر ناقصوں کی دُعاء کامل کے حق میں کیا اثر کر سکتی ہے۔ حضرت کے گوش مبارک تک یہ بات نہ پہنچی تو

میں نے اس کو دہرایا۔ حضرت نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے خدا سے دُعا کی ہے کہ تم جو کچھ خدا سے چاہو تم کو عنایت کرے پھر پانچویں تاریخ ماہ محرم انتقال فرمایا اور آخری وقت میری نسبت فرماتے تھے کہ وہ دہلی میں ہے۔ فرمایا آخری وقت حضرت پر بیہوشی غالب تھی۔ عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کر کے بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو دریافت کیا کہ میں نے عشاء کی نماز پڑھی ہے یا نہیں۔ کسی نے عرض کیا کہ ہاں حضور پڑھی ہے، فرمایا ایک بار اور پڑھ لوں کیا خبر ہے پھر کیا ہو پھر تیسری اور پڑھی۔ فرمایا بخارا میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک روشن مشعل کو لوگ شہر سے باہر لے گئے۔ یہ خواب سے بیدار ہوا اور ایک بزرگ سے بیان کیا۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ افسوس کسی بڑے بزرگ کا انتقال ہو گا پھر اس کے بعد ہی حضرت شیخ سیف الدین باخرزی نے خواب میں اپنے مرشد حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں مجھ کو تمہارا بہت اشتیاق ہے جلد چلے آؤ۔ اس کے بعد شیخ سیف الدین نے وعظ کہا تو اس کا مضمون سراسر فراق اور رخصت کا تھا۔ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا بیان کر رہے ہیں اور آخیر میں ایک قصیدہ آپ نے خیر باد کی ردیف میں تصنیف کر کے پڑھا کہ جس کے دو شعر یہ ہیں۔

گفتم اے یاران بساماں خیر باد
زحمت خود بردم اے جاں خیر باد
خیر باد انقد جان اگرچہ نیست
حال خود را گفتن آسان خیر باد

اور حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ اے مسلمانو جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ میرے پیر نے مجھ سے فرمایا ہے کہ ہم تمہارے بہت مشتاق ہیں جلد ہمارے پاس چلے آؤ پس میں جاتا ہوں خیر باد۔ یہ کہہ کر منبر سے نیچے اُتر آئے اور تھوڑے

ہی روز میں وصال فرمایا۔ فرمایا ایک شخص آ کر شیخ صدر الدین کو رقعہ دیا اور کہا اس کو شیخ بہاء الدین کے پاس پہنچا دو۔ شیخ صدر الدین نے جو اس کا عنوان دیکھا ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا۔ پھر شیخ بہاء الدین کو دے دیا۔ انہوں نے اس کو پڑھا اور اسی رات چھت سے نیچے گر کر انتقال فرمایا۔ فرمایا کہ شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے تین سال بعد شیخ بہاء الدین نے اور ان کے تین سال بعد حضرت شیخ فرید الدین نے انتقال فرمایا ہے۔ فرمایا وہ زمانہ بڑا باسعادت تھا جس میں یہ بزرگوار موجود تھے۔ شیخ ابو الغیث یمنی، شیخ سیف الدین باخرزی، شیخ فرید الدین، شیخ بہاء الدین، شیخ سعد الدین حموی قدس اللہ سرہم۔ بندہ علی بن محمود جاندار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ میں خدمت عالی میں حاضر ہوا تو سنا کہ حضرت علیل ہیں۔ میں مزاج پرسی کے واسطے مکان کے اندر گیا اور قدم بوسی کی عرض کیا کہ حضور مجھ کو مزاج عالی کے ناساز ہونے کی خبر نہ تھی۔ اسی سبب سے میں کچھ صدقہ بھی ساتھ نہیں لایا ایک غلام شادی نام میرے ساتھ ہے اگر حکم ہو تو اس کو گرد سر پھرا کر آزاد کر دیا جائے۔ حضور نے فرمایا مناسب ہے پس اسی وقت اس کو آزاد کر دیا گیا۔ حضور نے بندہ کے حق میں دُعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ نیک بخت ابد ہو گا۔ پھر ارشاد کیا کہ حضرت خواجہ قطب الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہو میرے واسطے دُعا کرو اور یہ دُعا بہت پڑھنا اِلٰهِیْ ضَاقَتِ الْمَذَاهِبُ اِلَّا اِلَيْكَ وَ خَابَتِ الْاٰمَالُ اِلَّا لَدَيْكَ وَ انْقَطَعَ الرَّجَاءُ اِلَّا مِنْكَ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ۔ جب حضرت محبوب الٰہی مرض وفات میں بیمار تھے تو بندہ نے خواب دیکھا کہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں قدم بوسی سے مشرف ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا کہ میرے ساتھ چلے آؤ میں پیچھے پیچھے ہو لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک حجرۂ تاریک میں تشریف لائے وہاں چارپائی پر ایک شخص لیٹے تھے تاریکی کے سبب میں ان کو شناخت نہ کر سکا اور

دل میں خیال کیا کہ شاید یہ بزرگ حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضور ﷺ کے جدامجد ہیں جو حضور کی تعظیم کو نہیں اُٹھتے حضور چارپائی کے اُوپر تشریف فرما ہوئے اور میں بوریے پر بیٹھ گیا کہ اتنے میں حجرہ روشن ہوا اور میں نے دیکھا کہ وہ لیٹے ہوئے بزرگ حضرت محبوب الٰہی ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ حضرت جو بیمار ہیں اس سبب سے حضور ﷺ آپ کی عیادت کو تشریف لائے ہیں۔ پھر دونوں میں کچھ باتیں ہوئیں جو میری سمجھ میں نہیں آئیں۔ اس کے بعد جو میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کیا سبب ہے کہ لوگ میرے پاس قوالوں کو نہیں لاتے میں نے کہا حضور یہ خیال ہے کہ بیماری کے باعث ذات اقدس پر ضعف طاری ہے۔ سماع کے سننے سے اور زیادہ نہ ہو۔ فرمایا نہیں سماع کے اندر مجھ میں بہت قوت ہو جاتی ہے جو اور کسی وقت نہیں ہوتی۔ اس بیماری میں جب میں حاضر ہوتا اکثر زبان مبارک سے شیخ سیف الدین باخرزی کی یہ بیت سنتا۔ **بیت**

خیر بادا گفتم اے جاں گرچہ نیست
جان خود را گفتن آسان خیر باد

مرثیہ

چو بردا یزد ولی اللہ نظام الدین محمد را
ولی شد ہر مرید او نظام دین احمد را
ولی بودو شہید عشق در ہر جہت زندہ
کسے چوں تہمت مردن نہد آن حی سرمد را
ربیع دوم ہشیر دہ بوز مہ ورا برفت آن مہ
زمانہ چو شمار دلست و پنج داد مقصد را

★★

اے باد سلام دلم آنجا برسانی بوئے زلبم بر کف آن مہ برسانی
یکبار رسان پیش سلام ہمہ عشاق یکبار از آن من تنہا برسانی
بسیار بگردیش زمان گرد سر آنگاہ صد سجدۂ فرضش ز سرما برسانی
این پیرہن چاک بخون غرق گردم پنہاں بربرش از من رسوا برسانی
دیرینہ پیامے کہ بروں دادہ ام از لب پرور دہ بخو نہائے دل آنجا برسانی

حضرت مولٰنا فخر الدین و الزہاد محی الملۃ والدین الکاشانی نعمدہٗ بالغفران جو حضرت محبوب الٰہی کے یاران اعلیٰ سے تھے اور حضرت بجز ان کے کسی کی سروقد تعظیم نہ فرماتے تھے اور جب یہ بزرگ حضرت کی مجلس حاضر ہوتے۔ مجلس طول پکڑتی اور حضور بہت سے دقائق و حقائق بیان فرماتے اور حضور نے ان کو خلافت نامہ عنایت فرمایا تھا جس میں یہ وصیت تھی کہ دُنیا ترک کرنا اور بادشاہوں کا صلہ قبول نہ کرنا اور جب مسافر تمہارے پاس آئیں اور تمہارے پاس کچھ نہ ہو تو ایسے وقت کو نعمہائے خداوندی سے ایک نعمت سمجھنا اگر تم ایسا کرو گے اور میرا خیال ہے کہ تم ضرور ایسا ہی کرو گے۔ پس تم میرے خلیفہ ہو ورنہ خدا میرا خلیفہ ہے مسلمانوں پر۔ جب یہ قاضی بیمار ہوئے تو علاج کے واسطے شہر میں تشریف لائے تھے۔ میں نے حضرت محبوب الٰہی کی خدمت میں ان کی علالت کا حال عرض کیا۔ حضور نے فرمایا اگر ان کا مکان معلوم ہو تو میں بھی عیادت کے واسطے جاؤں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کل امیر خاموں وہاں جائیں گے اور وہ مکان جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا تو پھر میں بھی چلوں گا۔ الغرض دوسرے روز حضور ان کی عیادت کو تشریف لے گئے پھر اس کے تھوڑے ہی روز کے بعد قاضی صاحب نے وصال فرمایا۔ حضور ان کے کفن و دفن میں شریک ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ اگر تم مجھ کو خبر نہ کرتے اور میں ان کی عیادت کو نہ آتا تو

قیامت تک اس کا افسوس ہوتا۔ قاضی صاحب جمعہ کے روز انیسویں ماہ ربیع الاوّل ۷۲۰ ہجری میں وصال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ

بیت

ساقی مے بریز و ساغر بشکن

مے با کہ خوریم چو حریفان خفتند

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ آج بتاریخ ۲۳ ماہ مبارک

ربیع الاوّل ۱۳۳۲ ہجری اس متبرک کتاب کے ترجمہ سے فارغ ہوا۔

اور ۲۳ مئی ۱۹۲۵ء کو اس چشمۂ فیض و نسخۂ کیمیا کی کتابت

بقلم احقر مشتاق احمد خاں رامپوری انجام کو پہنچی۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے جماعت خانہ کی شکستہ عمارت جو مقبرہ ہمایوں کو عقب میں ہے۔